

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_  
 قلمداد \_\_\_\_\_  
 سہ ماہی \_\_\_\_\_  
 سائز \_\_\_\_\_  
 مصنف \_\_\_\_\_  
 ناشر \_\_\_\_\_  
 طبع \_\_\_\_\_  
 کاتب \_\_\_\_\_  
 مکتبہ \_\_\_\_\_

۱۶/۵

فرمانش کنندگان

✽ غفران سامی - لاہور شریف  
 ✽ لیاقت علی - ساہیوال شہر  
 ✽ قمر حیدری - ملتان شریف

روایت سے نجات کی دیانت کو عام

حاصل

مبلغ دس ہزار روپیہ نقدی

ہر اس شخص کو دیا جائے گا جو اس کتاب میں مذکور حوالہ جات کو غلط ثابت اور اس کا مکمل جواب شائع کرے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں بذریعہ عدالت بھی روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے۔

محمد حسن علی

قادی روضی بریلوی  
 ہستم مدرسہ حنفیہ عثمانیہ انوار رضا  
 میلسی



# ملنے کے پتے



- مکتبہ انوارِ دینا۔ غوثیہ چوک نزد مسجد بہادر خان میس سطح ملتان شریف
- مکتبہ رضائے مسطیٰ۔ چوک دارالاسلام۔ گوجرانوالہ
- مکتبہ حامد۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ ضیاء القرآن پبلشرز گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ المسارف گنج بخش روڈ۔ لاہور
- لوری کتب خانہ۔ بازار دانا صاحب۔ لاہور
- مکتبہ نورید رضویہ۔ گنج بخش روڈ لاہور۔ جامعہ اسلامیہ لاہور
- چشتی کتب خانہ۔ ارشد مارکیٹ جنگ بازار۔ لائل پور شریف
- مکتبہ میلان الاسلامی۔ گلی سکار خانہ بازار لائل پور شریف
- مکتبہ ادیبہ رضویہ۔ سیرانی مسجد۔ ملتان روڈ۔ بہاولپور
- شرکت منیہ لیسٹ گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ رضویہ۔ فیروز شاہ شریف۔ آرام باغ کراچی (سندھ)
- مکتبہ نورید رضویہ۔ وکٹوریہ مارکیٹ نزد گھنٹہ گھر۔ سکھر (سندھ)
- حاجی شتاق احمد انڈسٹریز کتب فروش افدک بوٹریک ملتان شریف
- مکتبہ قادریہ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہوری گیٹ لاہور
- جامع مسجد اہلسنت انجمن تبلیغ الاسلام۔ برید فورڈ (پٹانہ)
- سنی رضوی اکیڈمی۔ پورٹ لوئیس ماریشش (اڑیسہ)

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال (فاس)

# فہرست

نمبر	موضوع	نمبر شمار
۱	انتساب	۱
۲	تقریظات	۲
۳	الہام شکر	۳
۴	مفت در	۴
۵	سبب تالیف	۵
۶	اہم الفاظ انتہا جہت	۶
۷	مذہب کی نسبت کی بحث	۷
۸	اکابر دین ستہ احمد ابن عبد الوہاب نجدی	۸
۹	مولوی خلیل احمد انیسوی	۹
۱۰	مولوی الہد کاشمیری	۱۰
۱۱	گوسنظر احمد منورہ پر کلام کے قبضہ کی بحث	۱۱
۱۲	مذہبی خود کشی کی بدترین مثال	۱۲
۱۳	بھڑ توڑ کی بدترین مثال	۱۳
۱۴	ش۔ فیصل کا مقصد	۱۴
۱۵	ٹیگ اور قائد اعظم پر فتویٰ	۱۵
۱۶	مسئلہ ایصال ثواب	۱۶
۱۷	سردار لہند اور اللہ سہ کار	۱۷
۱۸	واپ اسٹے نام میں عیاد آگیا	۱۸
۱۹	دروغ گورا خانہ بنا شد	۱۹
۲۰	دماغی توازن بگڑنے کی انتہا	۲۰
۲۱	عقلم میں ستر مزار میرا ہے	۲۱
۲۲	مزار علی پر لشکر کی چڑھا دے کا افترا	۲۲
۲۳	ادبیات مطہرات کی شان میں گستاخی کا انتہام	۲۳
۲۴	مصنف و صحابہ اکابر دین ہند سے تصادم	۲۴
۲۵	سچے شریعہ جامل پیروں سے سروپ کرنے کی تہذیب کا الزام	۲۵



صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
۸۰	اشعار الطہرت اور مصنف و صحاک کی ملی بے ہمتی و فخر پر لکھنے کی	۲۱
۸۴	اول و آخر کی بحث	۲۰
۱۰۱	حضرت غوث پاک کو کن کن کے اختیارات	۲۸
۱۱۹	اختیارات مکرین پر مصنف و صحاک کے وفاق کا تجزیہ	۲۹
۱۲۴	سنتی رحمت کا تمدن اور مصنف و صحاک کا جبران	۳۰
۱۳۱	مصنف و صحاک کے وفاق کا تجزیہ	۳۱
۱۳۷	کن کا رنگ	۳۲
۱۳۹	رزق دینا	۳۳
۱۴۰	تدبیر کرنا	۳۴
۱۴۱	سرکار غوث اعظم کا مرنے کو زندہ کرنا اور بچنے کو شفا دینا	۳۵
۱۴۱	مرد سے زندہ کرنے کے متعدد واقعات	۳۶
۱۴۲	حضرت غوث پاک کا خدا پرست	۳۷
۱۴۳	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عقیدہ و توحید	۳۸
۱۴۵	جوڑ توڑ کی ابتدا	۳۹
۱۴۶	جلد قرآن فرعون	۴۰
۱۴۸	ولی بندہ کی مذہب میں مذہب کی اہمیت	۴۱
۱۴۸	نانو قوی صاحب کے حکم سے روزہ توڑ دیا	۴۲
۱۴۸	شراب پی لیا کرو بے وضو نماز پڑھ لیا کرو	۴۳
۱۴۸	پھر بے وضو نماز کا حکم	۴۴
۱۴۹	جنم کے پھرنے سے لگے تھے	۴۵
۱۵۰	خیر خداوندی میں جھوٹ کا اختراع	۴۶
۱۵۱	تقابلی نقشب	۴۷
۱۵۲	شیطان کی وسعت و فتنہ حضور سے زیادہ ہے	۴۸
۱۵۲	حضور اپنے روضہ مبارک میں	۴۹
۱۵۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کا اختراع	۵۰
۱۵۶	اول و آخر بیکر پیر	۵۱
۱۵۷	حضور کو بابائے گستاخی	۵۲
۱۵۸	سرکار دو عالم غوث پاک کی مجلس و خطبہ میں	۵۳

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
۱۴۰	سادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحاک کا نانو قوی کی لکھنے کی آواز	۵۴
۱۴۱	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت کا اختراع	۵۵
۱۴۲	حضرت یحییٰ بن زکریا کو پیغمبر پر فضیلت کا اختراع	۵۶
۱۴۲	حضرت جبریل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا	۵۷
۱۴۳	ولی بندہ کی عظیم الامت کے استناد کی شہادت	۵۸
۱۴۳	ولی بندہ کی عظیم الامت کے پیروں کی شہادت	۵۹
۱۴۵	کتاب الامت و اسرار ام المومنین حضرت و صحاک کی جہالت کی زد میں	۶۰
۱۴۷	حضور کی عظیم عظمت کا انکار	۶۱
۱۴۷	اکابر و ولی بندہ اور ختم نبوت	۶۲
۱۴۷	نانو قوی صاحب	۶۳
۱۴۷	حقانوی صاحب	۶۴
۱۴۸	مولوی احمد علی لاہوری	۶۵
۱۴۸	پیغمبر کی عظمت	۶۶
۱۴۸	آنحضرت کے اشارے کے من گھڑت مفہوم	۶۷
۱۵۱	سمن اول و آخر	۶۸
۱۵۶	حیات عیسیٰ علیہ السلام	۶۹
۱۵۷	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار	۷۰
۱۵۷	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۷۱
۱۵۸	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برابری کا دعویٰ	۷۲
۱۵۸	اصحاب رسول کی شان میں گستاخی	۷۳
۱۵۹	آئمہ المومنین حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی	۷۴
۱۵۹	اولیاء کرام کے بارے میں	۷۵
۱۵۹	اولیاء اللہ کوئی قیاس کی خبریں توڑ کر امت ہے	۷۶
۱۵۹	اولیاء اللہ کا متعدد جگہ موجود ہونا	۷۷
۱۵۹	اکھاڑے کی کشتی	۷۸
۱۶۳	نانو قوی صاحب سے کشتی و کشتی	۷۹
۱۶۵	حضرت غوث پاک کی شان میں گستاخی کا الزام	۸۰
۱۶۶	خواجہ صاحب نواز اور صاحب	۸۱
۱۶۷		۸۲





میں سے اپنے اس ۳ ایف کو بعد اعلیٰ و احرام امام اہل سنت  
فارقہ اور ملت کے نائبہ الطہرۃ نے ظہر صبر الشریعت سے ملنے کے بعد  
بڑے مددگار ہونے کے بعد اس نے حضرت قبلہ شیخ الحدیث استاد الامان  
استاذ العلماء سلطان الفقہاء علامہ ابو المنصور ثم ابو الفضل

**محمد سرور احمد** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ الحدیث مدظلہ العالی بی بی شریف بانی جاز فیروز منظر اسلام لاہور شریف

کے نام نامی ام گرامی سے مستحب رہے کا شرف حاصل کر رہے

جن کے نعرہ حق کے گونجے ایوانے مجید دیوبند لڑ رہے ہیں جن کے

لمحے درو مانے فیوض دیگات کے شے انشاء اللہ العزیز سے قیامت تک

ہمارے دسارے رہیں گے اور حسام الحرمینے کا پرچم آجے تا جہ

کے ساتھ ہر انکار سے گارے

کہاں سے یہ ہر زبان دینے ناکو رہے چنے پائیں

کہ ناکو رہے رہے تبضہ جا بجا سردار احمد کا

**محمد حسن علی رضوی بریلوی**

مہتمم دارالعلوم خلیفہ خورشید الوار رضا میاں

صفحہ	موضوع
۱۹۹	مہذب القیام شان علیہ السلام کی شان میں گستاخی کا افتراء
۲۰۲	دیوبندی حکیم الامت کا سک مہذب القیام ثانی سے انکرا
۲۰۵	دیوبندی عقیدہ کو بیت اللہ ہجر اگر تاسے
۲۰۷	دین شریف کو علی پور سے طار دیا
۲۰۸	اعظمت پر جھوٹ کا افتراء
۲۱۲	دیوبندی مسلمان کا نکاح پرہیز پر حاکم
۲۱۷	عوائف کے ان سید و گلشن
۲۱۸	دیوبندی حکیم الامت محفل میلاد میں
۲۱۹	مذہبی خود کشی کی بدترین مثال
۲۱۵	ہولی اور دیوالی کی مشابہت
۲۱۵	حق کے پانی سے دھو
۲۱۶	مصنف جہاک کے سنہ پر حقاری کا لاپرواہی
۲۱۶	بانی دیوبند کا حق بھر کر پلانا
۲۱۶	دیوبندی کو کرایہ پر مکان دینا
۲۱۷	ایک سوال کے جواب کا جواب
۲۱۸	علم جعفر
۲۲۲	انجمن تبلیغ الاسلام بریلوی فورڈ اور اعظمت کا فتنہ
۲۲۲	اعظمت کیلئے دیوبندی حکیم الامت کی دعائے مغفرت
۲۲۲	اول آخر خیانت دہیہ الہامی
۲۲۵	علمائے دیوبند کی اخلاقی حالت
۲۲۶	بڑوں کی عشق بازی
۲۲۶	دیوبندی پیر کے منہ پر پیشاب
۲۳۰	بریلی شریف میں انگریزی حکام کو فخر دہنے
۲۳۱	انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت خلاف قانون
۲۳۱	دیوبند مخالف رہکار برطانیہ نہیں
۲۳۸	نقل کفر کفر نباشد
۲۵۰	خود آخر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ نَصَّبْنَا غُلَامًا رُسُولًا أَنْ يَنْصُرَ عَلَى اللَّهِ وَأَهْلِيهِ أَجْمَعِينَ

## تقریظات

جلالتہ اعلم استاذ العلماء مولانا غلام رسول صاحب لائل پور شریف

ہندہ نے کتاب قبر خداوندی بر دھماکہ دیو بندی کا کچھ مطالعہ کیا۔ جس قدر صاحب دھماکہ نے ردیہ انصاف اور حقیقت کو نظر انداز کر کے انسان کا خون کیا تھا اسی قدر ظلم و استبداد کی سزا دینے اور انصاف کے قتل کا قصاص لینے کے لئے قبر خداوندی نازل ہوا۔ اور قوام دھماکہ کا شمس ظہیر کی روشنی میں خوش اسلوبیت پرست مارٹم کے اس کے جملہ جرائم کو ابدی موت سلا دیا۔ عیا برابستت قاطعہ تہدیت حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی نے نگاہ انصاف سے تحقیق و الزامات جو بات سے دھماکہ کی آواز کو نرم ہی نہ کیا بلکہ اس کو ایسا دھوکا دیا کہ وہ ہمارے منہ پر آشوب نظر کرنے لگا۔ ہندہ مولانا محمد حسن علی رضوی کی محنت اور دماغی ہمدان کی داد دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولوی کریم ان کو اجر عظیم عطا کرے اور آئندہ ہر آنکھ ہرنے والے فتنہ کی سرکوبی کی ان کو مزید توفیق دے آمین ثم آمین

غلام رسول غفرلہ

خادم الحدیث بازار العلوم جامعہ رضویہ لائل پور

مولانا سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رضوی میٹم جامعہ رضویہ الوار الابرار ملتان

خادم اوصاف فقیر نے رسالہ قبر خداوندی بر دھماکہ دیو بندی کا بعض مقامات کی تفسیر کیا۔ محمد اللہ شاہ کو دلائل و براہین کا موقع ملا اور سکت جوابات سے مزین پایا۔ فاضل مولف نے مختلف دھماکہ کے ہر اعتراض کا صرف منہ پر جواب دیا۔ بلکہ اس کے اعتراضات کے ہر پہلو پر سید صاحب نے نہایت اسلوب کے ساتھ کیا ہے اس کی عین پر مولف رسالہ فاضل نورمان مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی دلائل صد ہا تک ہیں۔ مولف نے کریم ان کی سنی سعید کو قبول فرماتے آئینے

سید محمد عبداللہ شاہ رضوی سے ملتا

مولانا محمد شریف صاحب الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان

نہد و نصیب مولیٰ رسول غفرلہ

اسا بعد نحمدہ و دیو ہند سے اب تک مختلف ادوار میں مخالفین اہل سنت کی طرف سے نت نئے انداز میں دین حق کی مخالفت ہوتی رہی ہے اور اہل حق پر لازم تراشیوں کا سلسلہ جاری رہا ہے حال ہی میں دھماکہ کی کتاب پر بھی مخالفین اہل سنت نے ہی شائع کیا ہے جس میں اہل سنت مجدد و درویش ملت حسنیت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ پر کچھ اچھا لکھا گیا ہے۔ اس دیو بندی دھماکہ پر قبر خداوندی کے اثرات و نظریں غور و نظر فرمائیں گے اور بلا شک و شبہ ان پر حقیقت واضح ہو جائے گی کہ دیو بندی نہ ہی کسی قدر عقل و فکر اور دھوکہ و فریب سے کام لیکر خداوندی قبر و غضب کو مرستہ دیتے ہیں امید ہے کہ قبر خداوندی ان اگر مریدوں و مستوں اور مجدد و نوازوں کے اثرات کے خاتمہ کے لئے کافی ثابت ہوگا فاضل مولف رسالہ قبر خداوندی قابل صد ستائش ہیں خدا انہیں مزد و خدمت دین کی توفیق بخشے آمین

فقیر محمد شریف غفرلہ رضوی

خادم جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان



# اظہار تشکر

گزشتہ چند ماہ سے دیوبندی دہلی فرقہ نے نہ معلوم کس سوچی سمجھی ٹیکم کے تحت  
 کے بعد دیگرے مسک اہل سنت کے خلاف ارازم تراشیوں سے ہر پیر و مستند کتب و رسائل  
 شائع کیں۔ بالخصوص تاجدار اہل سنت مجدد دین و ملت اعظم حضرت علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب  
 قدس سرہ کی ذات ستورہ صفات پر ریک و ذیل مجھے کئے جس سے ملک کے سوار اعظم  
 میں بے چینی پھیل گئی ان سب میں سب سے زیادہ شرافت و پرہیزگاری کتاب دیوبندیوں کا  
 دھماکہ تھی۔ شاید آج تک کسی نے بھی اتنی غلط کتاب نہ دیکھی ہو فقیر راقم الحروف اور  
 دیگر علماء و مشائخ اہل سنت نے اس کے جواب کے لئے وقت اسرار روزِ جمعہ بیت کاشف  
 کوائف دیوبندیت مجاہد اہل سنت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی کو مجبور کیا انہوں نے  
 جس جامعیت اور ناقابل تردید و فاضل کے ساتھ اس فتنہ کا مسترد کیا اور اہل دھماکہ کو  
 دندان شکن جواب دیا اس کو اس دور میں سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کی زندہ و تابندہ کرامت قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہم حرم و حکام اور ملک کے سید و مزارع اہل اہل  
 طبقہ پر یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ کی تمام تر ذمہ داری دیوبندی دہلی فرقہ  
 پر ہے۔ ممکن ہے بعض معتدل مزاج احباب زیر نظر کتابچہ میں غلط یا تیزی محسوس کریں لیکن  
 اس کا حق یہی ہم یہ گزارش کریں گے کہ وہ بنظر انصاف دیوبندی مشائخ و دھماکہ اور  
 زیر نظر کتاب قبر خداوندی کا بنظر انصاف مطالعہ کریں اور ذل فنی و اثبات جائزہ لیں حقیقت  
 بھٹکانی اتنا دشوار نہ ہوگا۔ اس کتاب میں دیوبندیت و ہدایت کی ابتداء آفرینش سے  
 لے کر آج تک کے سنی خیر واقعات اعتقادی گمراہی اخلاقی و دنیویہ پن دیوبندیت کا پس منظر اور  
 پیش منظر کو اس مکتب فکر کے ذمہ دار علماء کی مستند کتب سے ملجھدیا گیا ہے۔ نو دھماکہ کی خباثتوں  
 اور جلسہ سازوں کا راز طشت ادا ہوا گیا ہے۔ بجا شہ زیر نظر کتاب قبر خداوندی نے کفر و ارتداد  
 اور گمراہی کا ایک میل رواں روک کر رکھ دیا ہے۔ یہ کتاب جہاں عام احباب کیلئے دیندار و دین  
 پسند افراد کیلئے مفید ہے وہاں مبلغین و مناظرین اہل سنت کے لئے ایک یادگار تحفہ اور

اعلیٰ سر ہے۔ بلاشبہ ایک عام مسلمان اس کتاب کے مطالعہ سے بڑے بڑے  
 دیوبندی دہلی متاخر و مبلغ کے دانت کھٹکے کر سکتا ہے۔ ایسے ایمان کو ارتداد کی آغوشوں  
 سے بچا سکتا ہے۔

## اہل دیوبند سے درخواست

ہم دیوبندی دہلی مکتب فکر کے غیر متصفیہ انصاف پسند  
 افراد سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دھماکہ اور اس کا زیر نظر جواب قبر خداوندی پر دھماکہ  
 اور دہلی کے گزشتہ عایشی حوالہ ہات کی اصل کتابوں سے مطابقت کریں ہم دہلی سے  
 کہتے ہیں کہ انصاف اور دینیت کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنے والا انشا اللہ تعالیٰ ہر گز غلطی  
 و ہدایت کے چکر وں سے نجات حاصل کرے گا۔

## قابل ضبط کتابیں

ہم اس موقع پر اہل باب حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرنا چاہتے  
 ہیں اس ملک میں مذہبی و اعتقادی اختلافات کی اصل بنیاد گمراہی میں مصنف مولوی قاسم  
 قادری صاحب، برائین قاطع مصنف مولوی غیسل احمد صاحب و مجدد مولوی رشید  
 احمد صاحب گلگڑی حفظہ اللہ بیان مصنف مولوی اشرف علی صاحب قادیان  
 و حراہ مستقیم مصنف مولوی اسماعیل صاحب دہلی، فتاویٰ رشیدیہ مصنف مولوی رشید  
 احمد گلگڑی ہیں جن کے مندرجات گمراہ کن گستاخانہ کفریہ عبارات مسلمانان عالم کے لئے  
 ناقابل برداشت ہیں۔ اور جلیل القدر علما نے عرب و عجم نے ایسے گستاخانہ عقائد اور ان کے  
 حامین پر ارتداد کے فتاویٰ مبارکہ صادر کئے ہیں اس محکمت خداوار سے ہمیشہ کے لئے فتنہ و  
 فساد کی جو آگیاں لگنے کے لئے متذکرہ بالا کتب کی ضبطی اور بس ضروری ہے۔ جہاں تک زیر نظر  
 کتاب قبر خداوندی کا تعلق ہے یہ ایک آئینہ ہے اس میں فاضل مصنف نے ذہنی و لہجہ  
 کی بہائے حقانی اور ذل کو مد نظر رکھا ہے کوئی صاحب غلط یا تیزی محسوس کرنے کی بجائے  
 اصل کتابوں سے حوالہ ہات کی مطابقت کر سکتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو مسرت ہے کہ  
 اس کتاب میں دھماکہ کے جملہ دلائل کا تجزیہ اور خرافات و افتراءات کا بڑی خوش اسلوبی  
 سے پرست مذہم کیا گیا ہے۔ اور عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کتاب کا جواب گھٹنے والے  
 غلاموں اور اسی طرح کے لوگوں کا کام ہے۔



# علماء و مشائخ و احباب اہل سنت کے اہل

ہم اپنے جلیل القدر علماء و مشائخ و احباب  
اہل سنت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو احتقادی آراء سے بچانے  
کے لئے اس عظیم کتاب کی اپنے احباب میں اشاعت کریں اپنے مدرسوں و مہتمم  
اور اداروں کی کتب خانوں میں رکھیں اور دینی مدارس کے مہتمم حضرات یا انتظامیہ کے  
افراد کو یہاب ہونے والے طلباء کو قہر قد اوندی بر و حاکمہ دیوبندی بطور انعام دی  
حضرت مشائخ طریقت پیران نظام اپنے حلقہ ارادت کے احباب کو ذریعہ نظر کتاب سے  
استفادہ کی تلقین فرمائیں کیونکہ اس پر فتنہ و دہ میں ایمان کی دولت کا بچانا اور  
خدا و رسول جل جلالہ و صل اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے جرائم اور گمراہ کن حیلوں سے  
خبردار رہنا از بس ضروری ہے۔

شاہد القادری  
لائیو پور شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ و فاطمہ علیہ السلام

## مقدمہ



دل اعلاء کو رعنا تیز نمک کی دھن ہے  
اک ذرا اور پھر گتا رہے حنا تیرا

حال بحث و تہجد وانی کتب نورک لوف سے ایک کتابچہ نام و حوا کہ منظر عام پر آیا ہے جس  
کے کلام مستفی و رقیب سے کمال مشائخ کے ساتھ علم اہل سنت کو التراق و اشعار کا نام و رقیب  
کو علماء عرب و عجم کے معروف اس صنف کے تہجد و رقیب نام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام  
و المسلسلین جتہ اللہ علی الارضین مولانا شاہ غلام محمد الصلحی امام احمد رضا خان صاحب  
رحمہ اللہ تعالیٰ منہ کی ذات ستورہ صفات پر دریک و ذوق ملے گئے اور آپ کی تصانیف جلیلہ و اشعار مبارکہ و  
عبارات جلیہ کو تو کئی خیانت و بے ایمانی کے ساتھ اپنی ہا مل راہ لگے تھے تو مرقہ کو پیش کیا ہے بہ سبب و  
بے محل جہالت نقل کیں۔ اشعار کو غلط اور سراسر غلط منہ پہناتے گئے اللہ صمد کہ اگر ان کو شافی اور بہت  
عزیز کی انتہا کی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل ربوبی رحمہ اللہ تعالیٰ منہ کی جہالت ملی کی گویا تو علماء عرب و عجم  
نے دی۔ آپ کی تصانیف جلیلہ کو بھٹا اور ان کی ملی و عجمی گہرائی و گہرائی کو بھٹا تو شری بات تھی ان کے اشعار مبارکہ  
کے کچھ منہ کو بھٹا قرآن و حدیث کے اسرار و رموز سے واقف الہ ربان و کلام کا نام تھا صنف و حوا کہ  
کی ملی ہے ایضاً کا قرعہ عالم ہے کہ وہ ہے چارہ سیدنا شاہ آں احمد حضرت اچھے بیان مار ہوئی علیہ الرحمہ  
کی مدح میں کہے گئے اشعار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اور  
سیدنا سرکار و دو عالم نور محمد علیہ السلام کی مدح میں کہے گئے اشعار سیدنا غوث اکرم شیخ سید







ہے ادب و گستاخ اور توہین و تمسخر کا مرکب سمجھتا ہے ہرگز نہیں بلکہ دھماکہ کی اشاعت کا مقصد  
 تو مصنف دھماکہ خودیوں میں کر کے میں ایک بزرگ ارشد القادری صاحب جوقلا میں آباد ہے  
 میں نے ایک کتاب زلزلہ کا کتب موجود دستان میں بھی ، برطانیہ کی اور اب افادہ عام کے  
 لئے پاکستان میں اس کی اشاعت عام ہونے سے ہے ..... اب پاکستان میں زلزلہ کی اشاعت  
 کے بعد تصویر کا دوسرا رخ دکھانے کے لئے دھماکہ کی اشاعت ناگزیر تھی ۔ پاکستان کی تمام  
 کتاب بخوشی نہیں بلکہ ہرگز شائع کی جا رہی ہے ۔ حافظ بزرگداشت سوال واقف از دھماکہ  
 کو یاد دھماکہ کی اشاعت شخص صد و عناد کے طور پر حقیقت کا منہ چھلانے کیلئے ہے ۔  
 مگر زلزلہ میں ان کے الابرک گستاخا عبادت و عقائد کا پرست مارم نہ ہو کہ تو یہ بھی  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنت پر الزام تراشی نہ کرتے ۔ گدارشش  
 احوال واقف کے یہ الفاظ حصری توجہ کے مستحق ہیں ۔ یہ کتاب (دھماکہ) بخوشی نہیں بلکہ قلب حرم  
 شائع کی جا رہی ہے کیوں ۔ ۹ ۔ اس لئے کہ زلزلہ شائع ہو گیا اور اس میں دیوبندیوں کے  
 دھول کا پول کھول کر رکھ دیا گیا ۔

ناظرین کو ام کو حیرت ہوگی کہ آج تک دنیا میں دیوبند سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور  
 آپ کے متبعین دم عقیدہ علماء پر حضور علیہ السلوۃ والسلام کو جس سے بڑھانے اور خلع سے  
 لانے کے فتوے لگاتے رہے ہیں ۔ مگر مصنف دھماکہ نے جب یہ دیکھا کہ دیوبندی علماء  
 لایٹن نا کام رہا اور عوام ان کے خانہ ساز شرک و بدعت کو قبول نہیں کرتے تو انہوں نے  
 اپنا پرانا طریقہ چھوڑ کر علماء اہل سنت کے انداز میں حقیقت کا منہ چھلانے ہوئے اپنے آباؤ  
 کی گستاخوں اور توہین آمیز کفریہ عبارات پر سہارے ڈالنے اور عوام کی آنکھوں میں دھول بھرنے  
 کے لئے محاذ اللہ اعلیٰ حضرت جیسے عاشق صادق اور نقابی الرسول اور دیگر علماء پر توہین آمیز  
 کراہ و اہلیاء عظام صحابہ و اہل بیت الہیاء کے بے ادبی و گستاخی کا الزام لگانا شروع کر دیا ۔  
 جن کا حقیقت سے جو کلامی تعلق نہیں ۔

میں کا نام خرد رکھ دیا ۔ مزد کا جنوں  
 دہا ہے آپ کا حسن کو شہ ساز کرے  
 ارسینا اعلیٰ حضرت یا دیگر علماء اہل سنت واقعی ایسے تھے جیسا کہ ان پر الزامات  
 لگائے گئے ہیں تو آباؤ دیوبندی نے انہیں حضرات انبیاء و رسل الہیم السلام صحابہ کرام و اہل بیت

الہیاء کا ہے ادب گستاخ قرار دے کر ان پر کلم شرعی کیوں نافذ نہیں کیا ۔ یا کلم اذکم حضرت محمد  
 نے یہ جرات کیوں نہیں لی جس کو وہ افسر و رسول اجل جلال و علیہ السلام کو بے ادبی گستاخی  
 توہین تمسخر سمجھتے تھے ان کے تکیہ میں یہ فتویٰ شرعی دھماکہ کو دوسرا راہ حضرت نے جھٹلایا  
 شایعہ رسالت و توحید شان اہل بیت پر فتویٰ شرعی جاری کیا ان کو ضروریات دین کا منکر و اہل  
 جاری کر کے گستاخی الابرک علماء دیوبند زہری اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور آپ کے متبعین کو سلمان  
 کہتے ہیں بلکہ ان کی آفتاب و خورشید کو مہمان کہتے ہیں جیسا کہ آگے کہتے گئے ۔ کیا کسی گستاخ رسول  
 علیہ السلام و گستاخ صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کا اقتدار میں نہ رہ جاتا ہے ۔ صدہ مصنف دھماکہ  
 کی الزام تراشی و کجواں بازی کا کیا مقصد ؟

دھماکہ کی گستاخی احوال واقف سے اس کی دلیل پالیسی واضح ہو جاتی ہے ۔ ایک طرف  
 وہ بھارتی مسلمانوں کو احمق و اللعان احمق کا دعویٰ دیتے ہوئے کہتے ہیں ۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا  
 کہ وہ (بھارتی مسلمان) اتحاد و اخوت سے اپنے تمام تر مسلمان علماء اسلام اور قومی شخص کو بے خبر کر دیتے  
 پر صرف کہتے ۔ اور دوسری طرف نہایت جیسے بن اند ساز کے کہتے ہیں ۔ خدا جانے یہ لوگ  
 اہل سنت و جماعت (تعمیر و ترقی) کا کیا کیوں پسند نہیں کرتے اور یہ کہ مذکورہ کتاب (دھماکہ)  
 کی اشاعت کا مقصد فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکانا نہیں بلکہ پرالنگ خیال کو فیل کرنا ہے ۔ اس لئے ۔

بڑے پاک باز اور بڑے پاک طبیعت  
 جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مگر آپ کو طلبہ اسلام اور ہندوستانی مسلمانوں کے اتحاد کا ایسا خیال تھا تو پھر کیا  
 ابو الکلام آزاد ، مولوی حفص الرحمن ، مولوی حسین احمد علی صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند  
 کفایت اللہ دہلوی ، مولوی محمود الحسن دیوبندی ، عطاء اللہ شاہ بخاری ، حبیب الرحمن دہلوی  
 دیگر مسلمانوں کو جس طرح گستاخی نہرو کے اشارہ پر کانگریس کی حمایت کرنے اور قیام پاکستان کی  
 راہ میں لڑنے کے لئے ہم نے کہا تھا حبیب العلماء ہند اور تمام انہما احرار اسلام  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حکم سے قائم کی گئی تھیں ۔ دیوبند کا کانگریس کا گڑھ بنانے کے لئے  
 آستانہ عالیہ رضویہ کا فرمان جاری ہوا تھا ۔ ؟

تجربہ ہے کہ بھارتی مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑیں آپ اور آپ کے آباؤ  
 اور الزام ہم پر ۔



آپ ہی اپنی جفاؤں پر ذرا غور کریں  
 ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی  
 کاش کہ آپ اپنے بابائے مصافت مولوی خضر علی باقی اجارہ زید سے پوچھ لیتے  
 تو وہ آپ کو بتا دیتے کہ اسلامیان ہند کی ذات و رسوائی کا تو قہ دار و دیوبند کے پیشہ و در تہیل  
 تاجروں کا اجاری گروہ ہے۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے  
 بلکہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے  
 آج اسلام اگر ہند میں ہے بخوار و ذلیل  
 سب یہ ذات اسی قہتہ قدر سے ہے  
 سبھی جناب! ہند میں مسلمانوں کی ذات کا باعث اور تدارکوں میں یہی دیوبندی  
 اجاری اگر خضر علی پر بھی یقین نہ ہو تو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال سے پوچھ لیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دین و دہرہ  
 ز دیوبند حسین احمد این چہ بوالہبی است  
 سرود بر سر منبر کلمت از وطن است  
 چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است  
 بمصلحت برسان خویش را کہ دین ہمارا دست  
 اگر یاد نہ رسیدی تمام بولہبی است! (دراخان خان)

و خدا کی آپ نے اپنے شیخ دیوبند کے سیاسی دیوبالیہ بن کی تصویر اور وحیت پرستی  
 اور اسلام اور خیر اسلام علی الذریعہ وسلم سے دوری۔ گاندھی کے اشارہ پر مذہب پر  
 وطن کو فوقیت دینا۔

نامعلوم آپ کے نزدیک مثبت اور تعمیری کام کی تعریف کیا ہے۔ کیا آل انڈیا  
 سنی کانفرنس بنارس کے اسٹیج سے دہزارے زائد علماء مشائخ کا بیک آواز مطالبہ پاکستان کی  
 تابعد و حمایت تعمیری کام نہیں۔ کیا سیدنا علیہ السلام حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا بھاس  
 مختلف علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد علمی و تحقیقی کتب فتاویٰ رضویہ اور ترجمہ قرآن عظیم  
 ایک تعمیری کام نہیں۔ مولانا عبدالحمید دہلوی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث

علی پوری، علامہ ابو الحسنات قادری، مولانا فاضل مولانا نسیم الدین مراد آبادی،  
 حضرت ابو حامد محدث کچھوچھو، مولانا عبدالغفور ہزاروی، پیر مائیں شریف،  
 پیر محمد جی شریف، شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ تقی الدین سیالوی، مولانا سید عظیم  
 مصطفیٰ قدس اسرار رحمہ اللہ، و مشائخ لا تحریک پاکستان کے سنی ایک ناکستہ ساز ہم  
 کر راہ را کرنا اگر نیک اور ہندوؤں اور ان پشوروں کا گروہیہ اجاری علماء کا منہ بند کر دینا  
 اور ہندوؤں کے مسلموں میں اسلامی ہمہ جہت پاکستان کا قیام اور غیر فانی جذبہ پیہدا کرنا  
 تعمیری کام نہیں۔

آج پاکستان میں باقی فیصد سے زائد مساجد اور سیکولر کی تعداد میں وسیع مدد راجہ تعمیری  
 کام نہیں۔ تحریک ختم نبوت شہداء اور شہداء سالہ زلیخوں کے خلاف تحریک میں نمایاں کردار  
 تعمیری کام نہیں بلکہ حضرت مولانا امجد علی صاحب دہلی عظیم کتاب بہارِ نبوت  
 مولانا علامہ سید عظیم مصطفیٰ سیاح عالم متعلق عظیم افریقیہ دیوبند کا اگر نیک زبان یا تکرار محمد  
 اور مذہب باطل سے منافی ہے اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف اسلام کرنا تعمیری کام نہیں، مولانا  
 عبدالعظیم صدیقی، مولانا عبدالحمید دہلوی، مولانا شاہ احمد نوری، علامہ شاہ عارف اللہ  
 قادری، مولانا محمد ابراہیم نوشہرا، مولانا ارشد القادری، مولانا عبدالغواب،  
 مولانا عبدالستار نیازی، مولانا سعادت علی جیسے حضرات کا افریقیہ دیوبند ملک میں تبلیغ  
 اسلام کے لئے آنا ہمارا ہاں مدرس و مساجد تعمیر کرنا تعمیری کام نہیں۔ کہنے کا کہا ہے۔

ظہر جب آنکھیں نہ ہو تو کھلا دن بھی رات ہے  
 قہر ہے کہ لول آنبل غیظ و غضب میں اس قدر سے ہو گئے۔ برنگم برطانوی میں  
 مرزا تیلو کی روبرو مسجید میں قضا واد و قتل ہوئے یہ بھی آئینہ سہلے شروع کر دیتے مسجید کے  
 مقفل ہوئے کا الزام عائد کرتے وقت انہوں نے مولانا شاہ احمد نوری کی طرف سے اخبارات  
 میں شائع شدہ اس وضاحت کو بھی تہ نظر نہ رکھا کہ وہ مرزائیوں کی مسجد تھی۔ وہ مسلمانان  
 الہ سنت کے قہر میں نہ آئے۔ لیکن مقام شکر ہے کہ قادریانوں کا تو ایک اٹھ ہندو اور اسلام  
 کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔

گذاڑش احوال واقعی کے محرر اور دھماکہ کے مرتب نے بے رابطہ اور بے مقصد  
 باہیں بہت کہیں اور ہم کو کسی ایک مسئلہ پر باہر وار طائف مسائل پر نہ گفتگو کی نہ دلائل و شواہد کی



مردت بھی۔ جس حرف دھیان کی یا جو منہ میں آیا کہتا چلا گیا اور ہوائی باتوں سے اپنا دل بہلایا۔  
ایک جگہ لکھتے ہیں: اللہ کو سوا دینا علم ہونے کا بھی دعویٰ ہے لیکن اسے ہزار کا تجربہ حال ہی میں لاہور  
کے منشی انتہا میں جہاں ڈیرہ لاکھ میں سے حرف دو ہزار افراد نے ان کے حق میں اپنا راستے کا  
دستخط دیا ہوگا۔

استعمال کیا۔ ظاہر ہو گیا ہے شاداب یہ کس قدر اہم اور بڑا ہے کہ کونسا ضمنی انتخاب آزادانہ و  
کاشی کر رہا صاحب اپنے مفتی محمود سے یہ پوچھ لیتے کہ کونسا ضمنی انتخاب آزادانہ و  
غیر جانبدارانہ ہوتا ہے۔ نمبر ۲۔ انہیں یہ اعلان بھی کر دینا چاہیے تھا کہ جمعیت اعلیٰ پاکستان  
جیسی اموی آئین کی حامل جماعت کو جب دو ہزار ووٹ ملے ہیں اور سوشلزم کی حامل ہیلز پارٹی  
کے امیدواروں کو ہزاروں ووٹ ملے ہیں تو یہ سوشلزم کی کامیابی ہے۔ ظہیر واران سوشلزم  
اس ملک میں سوادِ اعظم کی جمعیت سمیت کسی بھی جماعت کو اسلامی آئین کے مطابق کا حق نہیں ہے  
کیونکہ عوام کی اکثریت ان کے ساتھ نہیں۔

کیونکہ رسول الیٰ انشئت الذیۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم۔  
 نمبر ۲۔ یہ کہاں ضروری ہے کہ تمام سواد اعظم اہل سنت نے جمعیت کے فائدہ کو  
 دہٹ دیتے ہیں ہزاروں اہل سنت نے مگر فتنہ مصطفیٰ کھراہ میں پارتی کے فائدہ کو بھی  
 دہٹ دیتے ہیں۔ جمعیت کا فائدہ کا سبب نہ تھا۔ اس سے سواد اعظم جو نے پر کیا اثر پڑتا ہے  
 اور مجاہدین ہمالیہ تو جماعت اسلامی، مسلم لیگ، اجمعیۃ علماء اسلام سمیت کبھی سے جو سکتا ہے۔  
 ان سب جماعتوں پر مشتمل متحدہ جمہوریہ ہوا کے امیدوار متعدد جگہ شکست کھاتے تو کیا اس سے  
 یہ لازم آتا کہ ملک کی اکثریت نے جیلز پارٹی کو دہٹ دیتے ہیں۔ لہذا مخالف جماعتوں کی بنا پر  
 کھراہ کرنے اور اسلامی آئین کے لغو کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ اکثریت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی شان و کرامت کے لئے لڑنے والوں کی ہے مگر مسلمانوں کی اکثریت دارمیں منہ آتا ہے مینا دیکھتی  
 ہے مسجدوں میں نمازی کم اور سینما میں لوگ زیادہ آتے ہیں تو کیا کسی غیر مسلم کو یا اہل دھما کو یہ کہیں  
 کہ یہ کہنے کا حق ہے کہ لوگوں نے اسلام کے مقابل میں فوجیں اور مغربی دہشت گردی تہذیب کو اپنا اسلام  
 کو چھوڑ دیا ہے۔ اب اس ملک میں اسلام کے نام پر ابوالکلام اور انگریزوں کے پیروکار زیادہ ہیں۔  
 سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار آپ کو چھوڑ گئے ہیں اعدا اب مسلمان الکیٹ میں ہیں۔ الطریق  
 الیٰ دھما کہ جس قسم کی سطحی الزام تراشیوں اور ترانیموں سے دل بہلا دیا ہے جن کا ہر وار جواب  
 انشاء اللہ العزیز آگے آرہا ہے۔

سیدتِ نالیف

جیسا کہ یہاں دعا ہے حقیقت میں نہیں کہ تو صغیر پاک و جہد و دیگر ملک مسعود میں واضح آیت  
ای سنت و جماعت پر مبنی مکتب فکر کی ہے۔ مضموناً برصغیر میں دیوبندیت و ملت ایمان پر جمادات اور کثرت نما  
معاشرہ کے باعث اس قدر ہوا و نالام ہو چکی ہے کہ یہاں اللہ پر اپنے جہد و فرقہ کی تبلیغ کی طرف سے ہر ایک  
پس روایت نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے مسیحا بن گیا۔ دہشتہ ہزاروں متکاربوں نے کام لیا مگر  
نالام ہے کبھی تبلیغ جماعت کا یہیں کاروائی نہ کرتے تو کبھی جماعت اسلامی کے اساتذہ و لوگوں کو دھوکہ  
دینے کی کوشش کی۔ کبھی مجلس سراسر اسلام کے نام سے عوام کے لئے مخاطبہ کا سبب بنے تو کبھی مجلس  
تلفظ ختم نبوت کا نام رکھ کر روایت کا زہر مسلمانوں کو پھینک دینے کی کوشش کی۔ کبھی جیسے العلما و جہاد کیوں  
جیسے العلما و اسلام کا سان بونٹ لگا کر ملتے آئے۔ کبھی تعلیم اہل سنت اور کبھی نظام الترمذی و السنۃ  
کے وکٹش و پھیر و ب نام اختیار کئے۔ لیکن علما و اہل سنت و مشائخ طریقت و سیراۃ نظام نے ان کی  
جہادوں متکاربوں کی جہادوں پر ہر وہ چال کر کے رکھ دیا۔

۱۔ انصاف سے سنا حضرت محمد و انصاف تمام انصاف رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ اور آپ کے عظیم القدر خلفاء و تلامذہ و اصحاب نے واپسیت کی وہ بے مثال سرکاری فرمائی کہ  
 ہر مسلمان ان کے مکر و فریب سے واقف ہو گیا۔ ہر مسافر و ناامی کے بعد سرکار اگر فریب سے چھ سو سو  
 ماہوار لینے والے اگر فریب کا کٹھن تلی حکیم الامت کے عیار احمد علی رشید احمد گورنمنٹ برطانیہ  
 سے عدم وصول کرنے والی مولوی ایاس صاحب کی تپیلی جماعت کے ہونہار برٹش فورسز۔ برٹش حکم  
 لندن کی طرف لکھ و مارا کی تبلیغ کے نام پر سوائے عالم تقویت ابویاں، مراد مستقیم، براہین قاطعہ  
 احمد براہین، قناتولی رشیدی کی تبلیغ کرنے والے برٹش فورسز و ہندو سے لکھے ہوئے سنی مسلمانوں  
 کو دہائی دیوبندی بنائے کے مشن پر روانہ ہوئے اور کہاں مکالمے سے سنی بن کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ  
 ڈالنے لگے۔ جماعت اسلامی تپیلی جماعت وغیرہ وغیرہ کے دفتر کھل گئے۔ برٹش فورسز، برٹش حکم وغیرہ  
 کے سنی مسلمان جو برٹش فورسز کے مسلمان یا کاروباری مسلمان بن گئے ہوئے تھے سخت پھر ان پر نشان کرتے  
 حبیب سنی میں کہ فریب و رسالت شرک و بدعت، عید میلاد و شرک و بدعت، عید میلاد و شرک و بدعت  
 کی رسمیں شرک و بدعت وغیرہ۔ جب وہاں لکھے ہوئے سنی مسلمانوں کو دہائیوں۔



دوبندوں ، مولودوں کی مکاری و چاری کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے علماء اہل سنت و مشائخ  
طریقہ کو ہنا شروع کیا ۔ ورنہ اسلامک مشن کے نام سے عالمی سنی تبلیغی  
جہات کا قیام عمل میں آیا ۔

علامہ اہل سنت والجماعت ، مولانا محمد نورانی ، مولانا عبدالستار نیازی ، مولانا شاہ  
عارف اللہ قادری ، مولانا عبدالوہاب وغیرہم متعدد علماء کرام کو دعوت دی گئی ۔ علماء و مشائخ  
اہل سنت کا دورہ برطانیہ سرور شہاد نہایت پرانم ثابت ہوا ۔ وہ بہت تھلا آٹھی ۔ مسلمانوں کو  
مشرک و بدعتی بنانے کے سارے منصوبے نام ہونے لگے تو کئی ایسی ہی کہیا رہے کہ مصداق  
اخوت و محبت اسی کلیت کا درس دینے والے دوبندوں و دیابوں نے چندہ کی مسلسل کوششوں  
سے پاک و جہات کے اکوڑیاہ سے طوبی صراح مشورہ کرنے کے بعد حقیقت کا منہ چڑانے  
کے لئے دھماکا نا کا کا بجھ شائع کیا ۔

حکمر اس طرح وہاں بیت کی ڈوبی کشتی کو نکلے لاہرانہ دیا جاسکتا تھا ۔ دھماکا شائع  
ہوتے ہی خود بخود جی تھیلے سے باہر آگئی انہیں تقاضا تھا وہاں کے سنی عوام کو یہ چل گیا کہ ان کے امام

مجدد سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی و شیخ طریقت پر جماعت علی شاہ صاحب حضرت علی ہدی بھیجے  
الابرار اہل سنت پر رکیک و زلیل حملے کرنے والے دراصل دیوبند کے وہابی ہیں جو اپنی دولت کو نسبت کا  
لبس لگا کر پیش کر رہے ہیں ۔ اس کتاب میں امتیاز رسول محمد اسلام اور جنگاں دین و اولیاء کا بھی  
کے متعلق ان کے دل کا بخار خود ہی ظاہر ہو گیا اور ان کی چار سو فیسی کا بھانڈا جو اسے میں پھوٹ گیا ۔

اور ان کا درد بول بولوں میں تھا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پوتے اپنے دادا کی تکفیری دستاویز  
لیکر یہاں ( برطانیہ ) پہنچے مولوی محمد علی تھروڈی کو دعوت دے گا کہ وہ قیامت ہو گئے ان کا لڑکا آیا ۔

جہات سے دوبنوی آئے ۔ اہل کلیف تو یہ ہے کہ علماء اہل سنت نے برطانیہ میں کیوں قدم رنج  
فرمایا اور وہاں بیت کی چار سو بیسی کے منصوبوں کو کیوں خال میں دیا ۔ تکفیری دستاویز کا پھٹا تو خیر وہی  
تھا ۔ کیونکہ اس سے قبل قیام آئین گستاخانہ دھماکا بھی تو کچھ ہی تھیں ۔ تاہم اسے انہیں خدام امجد  
دعوت پر شکم کو اس بات کا بہت ہی مدبر ہے کہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ السلام  
کا نام لے کر علماء اہل سنت کا یہ خودی ہے کہ وہاں یہ نجد سے سب کا فروغ دین میں نہان کی فائدہ مانا ہے

ان کے بچے نماز نماز ( دھماکا )

ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ اپنے خانہ ساز مہرب سے دم واقفیت کے باعث ہے ۔ لاٹھک ۔

انہوں نے تاہم اسے صاحب سے کوئی حسین احمد لاٹھک کی مسند پر بدعتی شیعہ اہل سنت و مشائخ  
خلیل اعظمی کی المسند اور مولوی انور شہیری کا اقتدار نہیں ابھاری تو خود کیا ہوتا تو علماء  
اہل سنت کو اقوام نہ دیتے ۔

مذکور بالا اکابر دیوبند کے علماء کتب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دیگر غیر مذہب  
کی سخت مخالفت کرتے ہوتے ان کو کافر عالم و داعی فاسق و فاجر ، علماء اہل سنت کے قاتل ،  
حضرت علی علیہ السلام کے بے ادب و گستاخ قرار دیا ہے جیسا کہ آگے تفصیل سے آ رہا ہے ۔  
تو کیا اہل سنت خود اکابر علماء دیوبند کی تصریحات کی روشنی میں جو شخص کافر و مسلمین ہر ، علماء اہل سنت  
کا قاتل ہیں ، فاسق و فاجر ہیں ، بے ادب گستاخ ہیں اس کو کچھ مانا گیا مطلب ۔  
اور پھر علماء اہل سنت سے اس کی اقتدار میں نہان کو ناجائز قرار دینے کا شکایت کسی ؟

کوئی تہلہ لے کر ہم مبتلا میں کیا

علامہ اہل سنت یا امام اہل سنت نے حسین احمد ، انور کا شہیری ، خلیل اعظمی  
سے کونسی بات کہی کہ جس کی تکلیف شد یہ سبوں کی ہماری ہے ۔

کتابچہ مذکور بالا کے قائلوں نے ہندوستان سے برطانیہ آکر علماء اہل سنت  
کا ذکر جسے جتنے جتنے علماء سے اجازت سے دوہنوی آئے ، اجازت کے ان مولویوں کے الفاظ  
کے ساتھ کیا ہے ۔ گویا علماء اہل سنت کا بھانڈا جو ان کی اجازت میں رہنا بھی کوئی جرم ہے ۔

حالانکہ اس نے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ ان کا مرکز ہی مدر سر دیوبند بھی جہات

جہاد ہے جو ایک عرصہ سے لاٹھک اور نظریہ پاکستان کے پیروں کا گروہ ہے ۔ لاٹھک کی کھڑکیاں  
حسین احمد ، کفایت اللہ ، خطہ الرضی اور ابو الکلام آزاد بھی جہاد قی تھے اور جہاد قی فرسے  
اور پاکستان و عالم اسلام کا دشمن یہاں کا خاتمہ ہوا ۔ اور علماء اہل سنت میں انہیں تقاضا تھا وہاں کوئی بھی کاٹھیں  
نہ تھا نہ ہے ۔ اور آج بھی جو علماء اہل سنت جہاد میں ہیں وہ نظریہ پاکستان کے حامی اور تحریک

پاکستان کے صف اول کے مجاہدین میں سے ہیں اور ان کی عظیم خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہیں ۔ اس  
کتاب پر محمد امجد گستاخانہ دھماکا میں دو ٹوکئی سے کام لیا ہے شاید قادیانی و عرم میں بھی اس کی مثال ملے  
تھیں ہیں : مولانا نورانی نے برٹہ فریڈ کی ایک مجلس میں افغانستان سے بھی تعاون لینے کا اشارہ

دیا ۔ صوبہ عرب کے خلاف ورنہ اسلامک مشن کی سرگرمیاں شروع سے تیز تھیں حکومت پاکستان کی

مخالفت مولانا نورانی کی آمد ثانی سے شروع ہوئی ۔



یہ مقصد یا مقصدیہ خلفشار و پانچوں کی علامت میں جس کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت  
 آخر اس قدر کذب و افتراء سے کام لیں کہ ان کے مذہب نامہ میں مذکور ہے کہ خدا کا جہوت  
 ہوتا ہے۔ ایسے الہیے جوڑے سفیہ کذب و افتراء و عیون پر کسی دلیل اور ثبوت کی طلب  
 ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور الہی سنت دشمنی میں جو ناپاک ذہن میں آگیا گھسٹ گیا۔ یا پھر ایسے ہی ایک  
 زندقہ کی اجابہ ملت کے چند حوالے نقل کر دیتے۔  
 اچھل المضافہ میر سے دلا یہ دیوانہ کی فریب کاری کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ خیالی  
 دیوبندی مکتب فکر کے مسلکی مہاتر حجامان قت میں علماء اہل سنت کے بیانات شائع ہونے کا کیا مقصد ہے  
 شاہ فیصل کی آڑ میں باتیں بنانے سے قبل یہ یاد رکھنا چاہیے کہ شاہ فیصل پاکستان کے ہندو غیر خواہتے  
 لیکن مولوی شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں: دارالعلوم دیوبند کے علماء نے حمایت پاکستان  
 کے جرم میں گندی لایاں، جنس مشہورات اور کارٹون ہمارے منطقی چہروں کے بدن میں ہم کو  
 (حمایت پاکستان کے جرم میں) اور میں تک کہا گیا، ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکاتر الصدیقین ص ۳۳)  
 دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری احرار کے کہہ کر جو لوگ پاکستان کہتے اسلام ایک  
 دوت دیں گے وہ محمد ہیں اور خود کھانے والے ہیں۔ (پاکستان انمولی غفر علی ص ۳۳) شاہ فیصل  
 پاکستان کی حمایت کرتے تھے۔ لیکن دیوبندی علماء اور علماء دیگر امیر شریعت پاکستان کی حمایت کرتے  
 والوں کو ابو جہل اور خود اور خود کھانے والے قرار دیتے ہیں۔ بتائے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ  
 کے ذمہ دار اکابر علماء اور سرکاری مدد دیوبند کے علماء کے فتوے اور تحریریں ان سے شاہ فیصل جو اصل  
 سور اور خود کھانے والے ہوتے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر آپ کے اکابر علماء نے شاہ فیصل اور مقتدر  
 ہندوستان کے ان مسلمانوں کو جنہوں نے پاکستان کی حمایت کی ابو جہل اور خود کہہ کر اسلام پاکستان اور  
 مسلمانوں سے غداری کی یا نہیں؟  
 اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں الشہاب الثاقب، المہند، مقدمہ فیض الباری،  
 مکاتر الصدیقین اور پاکستان کو پیش نظر رکھیں وہ بتائیں آپ کے آباء و اجداد کا اپنے شاہ فیصل  
 کو ب مانا۔ دہا یہ نجدیہ کو دہائی نجدی کہنا جرم ہے تو مولوی حسین احمد، مولوی افتخار کا شیری،  
 دیوبندی امیر شریعت جرم ہیں یا نہیں؟  
 آخر میں ہم عالم اسلام پر حقیقت واضح کرتے ہیں کہ دیوبندی فرقہ مولوی قاسم نانوتوی  
 ہی اور مولوی رشید احمد گنگوہی قوم جو اسے پیداوار ہے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی و تلمذ الرشید

نور مٹ بر لانی کے ایک چھوٹے چھوٹے ہمارے ملازم اشرف علی تھانی کو لوگ مہتر دیتے ہیں  
 اور شہداء انما اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضور غوث اعظم سجاد منداد  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاتے نانوتوی، گنگوہی، تھانی قاسم کے مولویوں کے پرچار میں  
 جن کا سنی کہنا محمد عربی مدنی کا سب سے بڑا نواز ہے۔  
 اس رسالہ کے بن دوستوں کو دیوبندی فرقہ سے قرینہ کی توفیق نصیب ہو جائے  
 دعا کہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں عالم کو توفیق اعلیٰ عطا فرمادے اور قیام تک توفیق دے اور  
 غلبہ حق الہی ملت پاکستان ملے آمین۔



## ابتدا غلط انتہا بھٹو

مؤقت رسالہ دھماکے کے حالات کے ساتھ واضح تاریخی حقائق کو سامنے کرتے ہوئے  
مقدمہ کے ذریعہ سنیوں میں اختلاف پیدا کرنے کی سرمدت کی سرکاری ہمارے خلاف و شہرت اس کی  
ذکر وکے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واولاد کے ہے۔ ترکوں کے خلاف اعلیٰ حضرت  
کی کتب سے کوئی مستحق حوالہ یا عبارت نقل کرنے کی بجائے قمع و دام اعلیٰ حضرت کا نام لکھ  
دینا کافی سمجھا۔ مثال یہ بھی اگر کسی ایک سازش ہے کہ اس نے اپنے ہندو و مرتدیت یا قس و  
ولیفہ خوار علماء کو تباہ کر دیا جس میں سب سے زیادہ کرم اپنے وقت کے تھے جیسے مولانا علی قاری  
اکبر کو اگر تیرا ایجنٹ و غیرہ قرار دینا شروع کر دینا کہ تمہاری اپنی حقیقت و اہمیت واضح نہ ہو جائے۔

کسی مسئلہ کی تحقیق تشریح کرنا اور بات ہے اور اگر کسی حمایت اور بات ہے۔  
مؤقت رسالہ دھماکے یا نجد سے دیو بند تک کا کوئی بھی باغیرت دیو بند کی بات کرتے  
کہ اعلیٰ حضرت امام الہی سنت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اگر کسی حمایت کی تو ہم  
ہر حوالہ پر ایک ہزار روپیہ نقد انعام کا پکا کر کے دیا اور ہم ان کی صورت میں یہ روپیہ کسے بند کر  
مذاہب بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

ترک مسلم جاتیوں کی حالت ڈار پر سیدنا امام الہی سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو جو بھڑکی تھی  
وہ ان کے مضامین و کتابیں سے واضح ہے۔ علامہ جواہر خاں قدیم سکندریہ ۱۳۴۲ھ میں جلد ۱۱ شمار  
۱۳۴۲ھ و السواد الاظلم جلد ۱۱ شمار ۱۳۔

مسلمانان ہند کو کس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے وہ بھرے خیر خواہانہ انداز میں  
سلطنت ترکہ کی اندلی ترقیب دلائی اور مفید و جامع تجاویز پیش فرمائیں۔ کاش مصنف دھماکے نے  
ایمانداری سے دوام الیش ہی کو دیکھا ہوتا جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے صاف لکھا ہے کہ نہ  
صرف عثمانیہ سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہندو اسلام کی  
خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ الخ (دوام الیش ص ۱۳)

بہر حال سلطنت ترکیہ کے متعلق سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے وہ دشمنانہ  
افکار و تحریکات واضح ہیں۔ مصنف دھماکے اگر اس کے باوجود ان تمام تراشی سے اپنا نامہ اعمال سیاہ

کرنے پر تو سامان کا مصنف محنت بابت ہر ذریعہ کی کھوج سے ہاتھ بڑھ کر مصنف دھماکے کی شخص  
نسبت پر غور کیا جس میں اپنے اندر وہی عناصر و جہود کر کے لہر لہر کر رہا تھا کہ اس کی مخالفت کا انجام  
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مستحق کرنا یا نامہ اعمال سیاہ کرنا ہے اور اس الزام کے  
ثبوت میں کوئی تاریخی دستاویز پیش نہیں کیا۔ لیکن اس کے برعکس اس کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ بظہر  
النہار حمایت کے دھماکے کے باوجود ان حقائق سے وہیہ فاسقہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اسی حکمرانیت  
ترکوں کے خلاف عثمانی کے سلطان عبدالحمید کے خلاف میں مولانا علی قاری نے اپنے ہندوستان میں  
مصریوں کے خلاف سترہ سال تک لڑا اور ہندوستان پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ خود میں مصری خاندان مستورین میں  
لوٹا کر وہاں اعلیٰ حضرت مصر کے مالک بن گئے اور یہاں خود خاندان کے ہم نوائے مولانا علی قاری بن گئے  
لوگ لگا کر لیا۔ جس کے بعد مصری خاندان نے کثرت میں سیاسی بناد لی۔

قائم مقام میں سال بعد مصری خاندان نے نجد و مصر میں اور ترکوں کے تسلط سے آزاد کرانے  
کی دوبارہ جدوجہد شروع کی۔ ۱۳۴۲ھ میں مصری خاندان کے امیر ترک ان عبد اللہ ابن محمد ابن سعود نے  
ربا میں ہندوستان و نجد کے لیے کوشش کی۔ وہ اگرچہ اپنی سب کوششیں بے ناکام رہے مگر اگلے سال نجد کا  
وہابی علاقہ مصر کے تسلط سے آزاد کر لیا۔ اس میں دوسری دورہ مصری خاندان کا مرکز بن گیا۔

۱۹ مئی ۱۳۴۲ھ کو ترکی ابن عبد اللہ السعود کو قتل کر دیا۔ ان کی جگہ تھے امام فیصل بن ترکہ اسٹو  
مقرر ہوئے۔ مصری فوج نے تھے امام فیصل ابن ترکہ کے خلاف چھ کارروائی کی جس میں فیصل ابن ترکہ کو شکست  
ہو کر مگر فیصل نے تھت نہیں ہاری اور ۱۳۴۲ھ میں وہی نجد کے علاقہ پر پھر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ وہ  
اس موقع پر ۱۳۴۲ھ میں اپنی وفات تک مگر رہے۔ انہیں بھی ترکوں اور مصریوں کے خلاف وہابی  
تحریک کے پیروکاروں کی امداد حاصل رہی۔ ۱۳۴۲ھ میں مصری خاندان کو ایک بار پھر ترکہ اور مصری فوجوں  
کے آگے بے پس ہونا پڑا۔ انکا (مختصر سرورہ ۱۳۴۲ھ) اسامیہ نام میں ملتا ہے۔

اب اس کا وہ لوگ جو مصنف دھماکے کی دوسے سکتا ہے اور دیانت اور حق گوئی کا نشانہ بنی  
یہی ہے کہ وہ صاف صاف بتائے ان جگہوں میں مصر اور ترکی حق پر تھے یا سعودی خاندان حق پر تھا۔  
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ترکوں سے جنگ لڑی نہ ان کے خلاف فتویٰ دیا نہ اگر ترکوں کی  
کسی بھی انہماک سے قلعہ کوئی امداد فرمائی نہ اس کا ثبوت۔ لیکن مصنف دھماکے نے جس بے شرمی سے جو  
الام اعلیٰ حضرت پر عائد کر دیا یا سعودی خاندان پر بھی وہیہ الزام عائد کرے گا۔

کیا ان کے نزدیک ان کے اپنے انہماک میں مسلم ملک میں ترکی سب سے زیادہ فاسقہ کتاب۔







ان کا تعلق پیروہ اور جان بچانے کا ایک حربہ ہے کہ سارا اللہ علیہ صفت برعری نے اکابر و بزرگوں کی توہین آمیز کفریہ عبارت میں کوئی کثرت برکت کی یا اپنی طرف سے ان کے منہم کو غلط فہمی پہناتے یا عقائد میں کینہ پائی کی یا کفریہ عبارت میں اپنے منہم داخل کئے۔ ان عبارت پر استدلال میں حضرت امام اہل سنت ہی نہیں بڑھیکے اکابر و مشاہیر علماء اور جرحہ کے مشائخ کرام اور نہ صرف یہ بلکہ جلیل القدر علماء و فقہاء عرب و عجم نے کفر کا علم شرعی لگایا ہے کیا سارا اللہ وہ سب نا اہل ہے، اگر نیکے اہل حق تھے، مسلم اتحاد کے دشمن تھے۔

ہماری اس مختصر کتاب سے واضح ہو گیا کہ حق خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ماننے پر مسلمانوں میں نہ اختلاف تھا نہ ہے اور نہ رسول نے اختلاف کیا گستاخیاں کیں، کفریات کئے وہ اپنے عقائد کفریہ یقین کی بنا پر خود کچھ سوالوں سے علیحدہ ہو گئے اور محال بنائے اور اختلاف نہ کیا کرتے کی ذمہ داری بھی انہوں پر عائد ہوتی ہے۔ نہ جھوٹے برائے اس اختلاف اور یہاں، بلکہ یہ قاطعاً وہ ان کی گستاخانہ عبارت کا عالم میں ظہور ہوتا ان حکیم شرعی واضح ہوتا۔

کافر ہوتے جو آپ تو میرا قصہ کیا جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہون میں

مؤلف دیکھا کہ آہ کہنا کہ بارہ مدینہ میں صحابہ کرام آپ کچھ اختلاف قاتل سر غلاف واقع ہوا روافض کی خوشنودی و تائید و حمایت مان کر لے گئے تھے۔ اس سے وہ بیخوفیت کے دل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ پر بعض ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے ہر ان کے قلب العالم مولوی رشید احمد لکھنوی بھی کہہ گئے ہیں کہ صحابہ کی کفریہ کرنے والا بھی سنت جماعت سے غایت نہ ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اور یہ بات کہ مجھ سے ہاوت ہے کہ ایک شخص ایک خدا ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ علیہ وسلم ایک قبلہ ایک کتاب پر محض ایمان لائے لادعویٰ کئے کہ بعد باطل کا دہر چاہے کہ زبان سے تو ایمان لائے لادعویٰ کرتا ہے اور خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انانیت پر درج چاہے ورنہ وہ کی کتاب ہے ۹

ایک صحیح ہے توہین رانی، نادانی، بے نیازی، رافضی و غیرہ میں کچھ ایک خدا ایک رسول، ایک قبلہ اور ایک کتاب پر ایمان لائے کے ورنہ یہ ان کی کفریہ کیں ان میں ہے ورنہ اپنے ان اختلافی جہانوں کو ان کے عقائد کفر کے بارہ و مسلمان مانتے ہوں یا جہانوں نے کیں

کے خصوصی عہد تک نہیں خداوندی اور تو ان کے غلط فہمی کرنے اور مستحق مسلمان نہ بنے کا پرست حوالہ کر رہا ہے۔ اس کو کہتے ہیں کہ وہی اور سب ان کی کفریات کیں، تو ان کو نہیں کریں اور مسلمان کے مسلمان رہیں۔ اگر خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین و تہقیر میں ہی ایمان و اسلام ہے تو پھر انہی و اسلام کس کو لگایا ہے ۹ اور ان کے دین کو کس کی حق بنائی ہے وہ جو یہاں جہانوں کے عقائد کفریہ سے مسلمان بنا رہے۔

**مذہب کی نسبت کی بحث**

مؤلف کو پھر اس کے جس مدعہ و دلیلی اس سے ایمانی سے استدلال میں حضرت مدظلہ العالی کی کتاب کے حوالہ میں بھی پانچ عبارت دیکھ کر حیرت ہو گیا ہے اس کی نقل نہیں مانی۔ جب ان کتاب سے مطالعات کی جاتی ہے تو یہ عقائد و فہم لیا ہوا دیکھتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ منہم کے غلط فہمی پر اس کے ہاتھ انداز نہیں ہے۔ بلکہ ان کا قیام و بقاء نہ کوہن ہو گیا ہے کہ سچائی کی مینا و نہ الیہ صحت کی راحت اس کے پس کی بات نہیں بلکہ جس حدیث جبر و جھوٹ اور جھوٹے احادیث میں وہ تو جس کی عاقبت حدیث کی صورت ملتی ہے۔ یہاں مذہب کی نسبت کس کی طرف ہوتی ہے کہ انوار مسلمانوں میں ان کو لکھتا ہے نہ اللہ لا یشور وین اسلام ہے۔ اس جہاں ہی مسلمانوں کی نسبت مجتہدین کی طرف ہوتی ہے۔ مذہب کی نسبت اتباع اللہ پر ہی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی کی طرف ہوتی ہے تو وہ صحابہ کرام اور مجتہدین عقلمند ہیں۔ ان امتحان اور تعارف کے لئے آپ کسی سے کہ بوجہ کہتے ہیں کہ قیام مذہب کیلئے ۹ لیکن اقیاراع کی طرف سے مذہب کی نسبت مجتہدین کے بعد کسی شخص نے اپنی طرف نہیں کی ۱۰ اور ان کے دلائل

۱۔ مؤلف دیکھا کہ آپ علی بن ابی طالب سے مذہب کی مذکورہ بالا نسبت کی تفصیل دیتے ہوئے عقائد کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا اور چند الفاظ کو خود مذہب کے دلائل و ثبوت اس کو مذہب کی نسبت کا عنوان دے دیا۔

۲۔ یہ کہ کتاب مذکور میں بکثرت مقامات پر مذہب اسلام مذہب اسلام کہتے اور انہی مقامات کا ذکر کیا ہے کہ حدیث ۱۰ پر مذکورہ زیر بحث کلام میں مذہب کی نسبت مجتہدین کی طرف کر دی۔ اللہ اس عبارت کی اندام میں درن اسلام قرار دیا۔ اس سے پہلے اور بعد میں متعدد مقامات پر مذہب اسلام تحریر کیا۔ اب اس شخص کی جہاد کا وہ ہے انسانی کا یہ عالم ہے کہ اس کو بھی پتہ نہیں کہ دین اسلام ہے یا مذہب اسلام ہے







۳۶  
 مستند تھا کہ اور اس کے اکبر و شاہین تاقیام قیامت علی حضرت کی کتب سے  
 قرآن و احادیث کے خلاف کچھ نہ دیکھا کیسے گئے۔ اعلیٰ حضرت نے ہاتھ میں اپنی کتب  
 کی نشاندہی اس لئے فرمائی کہ اس دور میں مرزا قادیانی، بیچری، رافضی، و برہنہ  
 و بال، پکڑاویں سب ہی قرآن و حدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور اپنے بالکل  
 مراد کے لئے لفظ حق پہنا کر گمراہ کرتے ہیں۔ لہذا ان کی کتب پر نہیں بلکہ میرا دین و  
 مذہب جو میری کتب سے ہی ہے اس پر قائم رہنا۔ اعلیٰ حضرت کی کتب سے جو ظاہر  
 ہے وہ ہر آنکھ دلا دیکھ سکتا ہے۔ مگر نہ جانے مصنف و مولف کو کس کیسے معلوم ہو گیا کہ  
 اپنے دین و مذہب سے اعلیٰ حضرت کی مراد شریعت محمدیہ نہ تھا بلکہ علیحدہ  
 مذہب تھا یا کہ اعلیٰ حضرت کی کتب سے تو ظاہر نہیں تھا کہ کیسیات پر مطلق ہونا اور  
 اولیٰ میں بھی ہمنا عیب کی بات جانتا بالذات اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن  
 مصنف و مولف نے اپنے اکابر کے ذکر و عقیدہ کے خلاف اپنے علم و عیب کا دعویٰ  
 کسی طرح کر دیا۔ یا بعض ایسی دوسری ہے۔  
 بہر حال یہ مصنف و مولف کا جہاد و اعتراض اور دھوکہ ہے۔ ہم مصنف و مولف  
 سے پوچھتے ہیں اسلام آپ کا دین ہے یا نہیں؟ اگر آپ نہیں ہیں تو آپ اپنے فتویٰ  
 سے کافر ہوئے۔ لیکن دین کو اپنی طرف انصاف کرنے کے متعلق آپ کے نزدیک یہ ہیں  
 آپ کا گھڑا بنا اور ایجاد کردہ دین اس طرح اسلام کو آپ اپنا دین بنا کر کافر ہوئے۔  
 اور اگر آپ کہیں اسلام ہمارا دین نہیں تو آپ ہمارے فتویٰ سے حکم شریعت کافر  
 ہوئے۔  
 دو کو نہ عذاب است حبان جنوں را  
 جاتے محبت میں و فرقت پسین  
 ۲۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو شکر گیارہ سوال کرتے ہیں  
 میں رب تک تیرا رب کون ہے۔ ہا دینک تیرا دین کیا ہے۔ آپ کے  
 قول پر مطلب ہوا کہ میری عمر اسلام مرد سے اسلام کے علاوہ نوراں کا  
 گھڑا بنا دین کو کہتے ہیں لیکن نہیں ہے کہ علی ای دین کس کو کس دین پر تھا۔  
 بلکہ یہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ مصنف و مولف کو چاہیے کہ وہ اس سے بے خبر کوئی

۳۷  
 دین نہیں۔ یہی تو ہے دین نبوی کا دین لی۔ مسلمان کو وہ نہیں کہتا کہ انا علی دین الاسلام  
 یعنی میں دین اسلام پہنچا ہوں بلکہ وہ کہتا ہے دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے۔  
 ۳۔ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل برہنہ رضی اللہ عنہ کی اس وصیت کے بارے میں مولانا ضیاء احمد  
 دہلوی دہلی والی اپنی کتاب التحقیق الحلیب فی بیان النوازع القشویہ کے  
 صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں۔ اور وصیت کنندہ مصداق اس کی وصیت میں شریعت ہو گا  
 پھر اس میں ہر شے شیعہ وصیت مذکورہ عند اللہ صاحب و مشا بہ ہے۔ اس  
 بحوالہ پر آپ کے دہلی مدظلہ ہذا معلوم ہوا کہ خود کے جتنے فتویٰ جلد و طبع  
 صاحب کی تصدیق میں ہو رہے ہیں۔  
 بتائے مولوی ضیاء احمد دہلوی دہلی والی اور مولوی عبد اللطیف سندھ دہلوی  
 اعلیٰ حضرت کے شریک حرم رہے یا نہیں۔ انہوں نے معاذ اللہ کھڑے ہوئے یا  
 ایجاد کردہ دین کو تکیہ یا نہیں۔

جیسا کہ ہم گذشتہ احادیث میں بالتفصیل واضح کر آئے ہیں کہ دھوکہ دینے والی کتب  
 ہے جن کی مصنف و مولف نے اپنی کتب و دیو و دہی اور دشمنی کے ساتھ انعام تراشی و  
 دو ٹوکوں کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ خود کہ جو اوجہات نقل کرنے میں موضوع و مشرک و بیعت کی بنا بہت  
 کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور کچھ نہیں تو نہ ہی خود کشتی شریعت کی مثال کا مستور و بیعت سے قطعاً  
 غیر متعلق حقوق ہمارے دین و ارشاد و فتاویٰ صاحب کا تعاد ثابت کرنے کے لئے جو توجہ شروع  
 کر دیا۔ کہتے ہیں یہ مولف مذہب کے ایک صاحب ارشاد نام کے ہیں۔ آپ نے مولانا عاشق ابن میر علی  
 کی کتاب میں کچھ دیکھ لیا کہ مولانا رشید احمد صاحب نے اپنے اتباع کا کہا تھا۔ اس پر ارشاد صاحب  
 لکھتے ہیں۔

مولانا رشید احمد صاحب نے مولانا رشید احمد صاحب سے کہا کہ وہ لوگوں کو اتباع رسول  
 کی دعوت دیں۔ اپنے اتباع کی دعوت دینا قطعاً ان کا منصب نہیں ہے (ملاحظہ فرمائیں)  
 مولانا رشید احمد صاحب کے ان الفاظ پر مصنف و مولف کا احوال و تصرف ملاحظہ  
 فرمائیے۔ لکھتے ہیں۔

۴۔ ارشاد صاحب نے جن افضیٰ میں اعلیٰ حضرت کے مذہب کا قول کیا ہے ہم اس کو راہ  
 دینے میں نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔ ارشاد صاحب نے یہاں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام لیا



تیسری یا چہارم کی قلم کی تھوڑا بڑا ٹیبلٹ پر پکا سورت میں لکھا تو وہ کوٹا دھیر ہے جہاں نہیں  
 اعتراف حق سے روکتا رہا۔ خدا کا اعتراف کہ ایسی شریعت میں کسی فریق کی تائید میں شاید ہی مل سکے  
 ایک صحیح القادح آدمی یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کی باتیں جب احمد رضا صاحب کے قلم  
 سے نکلتی ہیں تو بروہی حضرات انہیں میں اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور ایسی کوئی بات خواہ اپنے الفاظ میں  
 ان سے کتنی ہی کمزور اور سادہ کیوں نہ ہو۔ جب دوسروں کی زبان سے کہتے ہیں تو ان کو لوگوں کے دماغ  
 لاوا دہا بننے لگتا ہے۔ کیا انصاف ہے حق کا یکدم بھی نقصان نہ ہو۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔  
 مصنف دعوے کی اس طرحی حربہ نہایت اہل لاف و لعل کا حاصل یہ ہے کہ وہ فاضل و مراد و عبادی  
 صاحب نے جو درجہ رشید لکھ کر کہا ہے اتباع کی تعلیم پر ذات و ذات کی ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت  
 بروہی علیہ الرحمۃ کے خلاف کیوں نہیں کیا گیا۔ اتنے ذہنیوں مارنے ہر کسی کے سامنے خود ہوائی اڑانے  
 سے بچے اگر آپ نے اپنے دماغ یا دل میں کا عروج کر لیا ہوتا اور پھر بروہی رشید لکھ کر اور اعلیٰ حضرت  
 علیہ الرحمۃ کی عبادت کو سامنے رکھا ہوتا تو اس میں کوئی کہ غرور و پیش نہ آتا۔ بروہی رشید  
 لکھ کر اعلیٰ حضرت بروہی کا عبادت میں دلالت کا قریب ہے۔ عقلی اور معنوی خود پر قہار کی مناسبت  
 نہیں۔ ال آپ ہی لکھ کر صاحب کی طرح ہیں اس لیے غرض نہیں آتا تو عبادت کسی دوسرے ہی سے ہر عباد  
 تصدیق ثابت کیا ہوتا۔ ہر صفات صفت پسند کی ترقی آتی رہتی۔ بروہی رشید احمد صاحب لکھ کر  
 واضح خود پیمانہ الفاظ میں آجی اتباع کی تعلیم کرتے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بروہی انہی الفاظ میں  
 لکھے الفاظ میں مستحق الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو تو رہتے ہیں۔ بروہی رشید لکھ کر کے قلم  
 میں آجی اتباع اعلیٰ حضرت کے قلم میں اتباع شریعت ہے۔

جب آنکھ ہی نہ ہو تو دن بھی رات ہے  
 جہاں کہتے ہیں لکھ کر یہ کیسی بات ہے  
 کیا اعلیٰ حضرت سے اس کے مناد ہے کہ انہوں نے اتباع شریعت کا فرمایا اور لکھ کر  
 کی اتباع سے نجات دلائی۔ اعلیٰ حضرت اور بروہی رشید لکھ کر کے الفاظ میں زمین و آسمان اعلیٰ  
 دن کا فرق ہے۔ لیکن یہ انصاف و حق پسندی کی دہائی دینے والے ہر شخص کو ایک ہی لاف و لعل سے ہانک  
 رہے ہیں۔

اُنہی سمجھ کسی کو بھی ایسی حسدانہ دے  
 دے آدمی کو موت پر پورا دانا دے

مصنف دعوے کی ثابت جہاد سے آری ہی چلی کا اندر لگا کر یہ ثابت کرنے کا روشنی  
 کہ ہے کہ عبادت اعلیٰ حضرت بروہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک کلام ہی اس کا اندر لگا کر یہ ثابت کرنے کا روشنی  
 بروہی رشید لکھ کر، بروہی رشید لکھ کر، بروہی رشید لکھ کر، بروہی رشید لکھ کر، بروہی رشید لکھ کر  
 فی الواقع ایسا چھوٹا توہم چھوٹا ہی کیا تھا۔۔۔۔۔ لکھ کر ایسا نہیں احمد ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو  
 بروہی رشید لکھ کر کے علماء فقہاء اُن کے ہونا نہ ہوتے۔ احمد صاحب ہم لوگ ان کی تائید و حمایت نہ کرتے  
 نہ ہوتا۔ عبادت اعلیٰ حضرت بروہی صاحب نے اپنی شہرہ آفاق تعلیم تالیف فی السنۃ میں سیکھ کر دیکھا تھا  
 میں بروہی تصانیف ثابت فرماتے ہیں۔ اس قسم کی فن و تالیف سے قبل مصنف دعوے کا کہہ کر بروہی رشید  
 ان الفاظ میں کیا بات ثابت کرنے کی توجہ کرتے ہیں جیکر قلم و کتاب سے لے کر تاج و تہذیب  
 وراثت کا حیدر کا لکھ کر دیا انہوں نے ہزاروں سوالات کی کاربند و اصغر و بزرگ کے سروں پر  
 ایک دیوار لکھ کر دی۔ فی السنۃ کے جملوں سے مستفید کرو بروہی تصانیف بنا رہا ہے اور مصنف دعوے  
 ہیں حقیقت کا سرچرہ آرا پناہ دے رہے ہیں۔ یکم انکم دنیا کو تو سنا یا جیتے کہ بروہی رشید کے  
 جو ایک صاحب رشید لکھ کر بروہی رشید لکھ کر بروہی رشید لکھ کر بروہی رشید لکھ کر بروہی رشید لکھ کر  
 کی لکھ کر بات کا لکھ کر جواب دیتے ہیں۔ دنیا دیکھ رہا ہے فی السنۃ کا لکھ کر بروہی رشید۔ لکھ کر جواب تھا  
 اور لکھ کر جواب ہے اور اللہ العزیز عاقلین کو انہی و تعلیم کے واسطے ہم ہوتے لکھ کر جواب  
 ہے۔ لکھ کر۔

وہ رخصت کے نیزہ کی مار ہے کہ ہندو کے سینہ میں غار ہے  
 کسے چارہ بھونکا کا دار ہے۔ ویر ویر سے پار ہے

**اکابر دیوبند اور ابن عبد الوہاب نجدی**  
 بروہی رشید لکھ کر کے زمرہ عنوان  
 لکھ کر ہے کہ احمد حقیقت سے کوئی  
 مہر انکار نہیں کر سکتا کہ بروہی رشید لکھ کر بالی احمد رضا خان صاحب انجمنی جناب عبد الوہاب  
 صاحب نجدی مسئلہ اہل ان کے تمام پیلو و کاروں کو کار و مراد کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔  
 قلم لکھ کر اس سے کہ اعلیٰ حضرت نے مرتدین پر جو احکام شریعتی نافذ فرمائے۔ مصنف دعوے  
 کے پاس ان کا کیا جواب ہے؟

قاریین گرام اور خود مصنف دعوے کا کہنے ہی الفاظ میں اپنی مذہبی خود کشی کا تماشا جو  
 دیکھ لیں۔ عبادت کی خط کشیدہ آخری مسطر میں جناب عبد الوہاب صاحب نجدی مسئلہ کے تمام



جواب ہے ہم ہمارے نزدیک اس دشمن عبد الوہاب نبوی کا کلمہ و کتاب ہے جو صاحب  
دُرِّ مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے نام چھپھائی کرکے  
کاویل سے کہ نام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کر دیتے۔۔۔  
۔۔۔ علامہ ستائش نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔

جیسا کہ ہم سے روانہ میں عبد الوہاب کے تابعین سے سزا دینا اور نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہونے اپنے کو خلیفہ مذہب بتانے سے ملین ان کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے عقائد پروردگار کے ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور اہل امام اہل سنت کا قتل مہاجر کفر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اے اللہ! اللہ علی مقادیر علمائے دین نہ (۱۳۰۲)

نوٹ ہے۔ اس کتاب پر دیوبندی شیخ الرشید مولوی محمود الحسن مدنی سے اول مدرسہ دیوبند  
اور بعد کنگیم لائٹ مولوی اشرف علی خاں مولوی محمد احمد صاحب القسطنطنیہ مدرسہ دیوبند اور مولوی حبیب الرحمن  
نائب القسطنطنیہ مدرسہ دیوبند مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الجبار مدنی، مولوی کفایت اللہ  
مدنی و صدر کفایت علماء دیوبند جیسے چوتھے کے اکابر دیوبند کی تصانیفات ہیں۔ الغرض ان  
سب کی تائید و تصدیق اور مولوی غفران احمد امین شہری کے جواب اور رد مختار و علامہ شامی کے  
حوالہ جات سے ثابت ہوا۔

- ۱۔ وحدیت خواتین کی ایک جماعت ہے۔
- ۲۔ انہوں نے امام برحقؑ کا دل۔
- ۳۔ جماعت قتال کو واجب کرتی ہے۔
- ۴۔ یہ جماعت نہ تو نیکو گروہ میں شریف پر مطلب ہوگی (وہ ہمیشہ سے یہاں نہیں تھے)۔
- ۵۔ اللہ کا عقیدہ تھا جس وقت مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو مشرک ہے۔
- ۶۔ انہوں نے اپنی سنت و علماء کی سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔

بتایا جاتا ہے جو شخص اپنے سوا ہر کسی کو مشرک قرار دے ، المیہ سنت اللہ کے علماء  
کے قتل کو مباح سمجھے ویسے شخص کے متعلق اگر سیدنا علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لکھ دیا اور  
شرعاً حکم واضح فرما دیا تو کونسا جرم کیا۔

مولوی حسین احمد صدر دیوبند لکھے ہیں۔ صاحبو! محمد بن عبداللہ اب بھی

پیر کا دھڑلے لکھا ہے اور تبریہ میں اتباع کہنے یا تقلید کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ ابھی ایک ایسی  
ملک پہلے اتباع کا لفظ مصنف دھڑلے کے لئے قیامت بنا ہوا تھا اور وہ مولانا ارشد صاحب کو  
حق والہانہ کی دہائی دے رہا تھا۔ اردو کی کسی بھی لغت کو اٹھا کر دیکھیں۔ اتباع کا اصل چرچہ  
کر رہے۔ فیروزہ تعلقات میں پیر کی کاموں کا تقلید، فرما تبروری۔ میں پیر کا اصل کا معنی اتباع  
کہنے والوں۔ مصنف دھڑلے کہ اپنے ہی الفاظ میں خود بگڑے کہ اس نے جس بغیر پر اس میں وہ خود ہی  
دھڑلے کا قول کیا ہے۔ پوری دنیا اس کی دائرہ دے پیر دے گئی۔ ہم بھی قوم کے سلسلہ استغاثہ  
پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ مصنف دھڑلے نے اتباع کے حکم کی اعلیٰ حضرت کی طرف غلط فہمیت کرنے  
میں عرفی خیانت مجربہ کا ارتکاب کیا بلکہ اسے جیسے کرنا اس میں اس سے اپنے حکم کی تلوار سے  
ہی مقلد کر لیا اللہ اس کا ہر کرب و افتراء خیانت و فریب کی موت میں دھڑلے کے حکمات پر  
کون سا دھڑلے جو اس کو اس طرف حق سے روکتا ہے۔

عزیز کی آنکھوں کا تجھے تنکا تو آتا ہے نظر  
دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شیریں

جانی رہا وہاں یہ قادیانہ وغیرہ کے متعلق اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی و فکری شری  
قادیانہ ہاں کہ قادیانہ کا اثر محض جیسٹورسٹ رائی نہیں کیا جاسکتا۔ اعلیٰ حضرت نے مرقبات و مسکونین  
عز و مراتب میں پر جو شرعی احکام جاری کئے ان میں وہاں کا مور ہے ان کا جواب دینے۔ جو انہماکات  
و فتن کر دینے مکران کے وہاں کو چھوڑ کر آج نہیں۔ تیسرے حسام الخواری، انکو کتبہ الشہادہ  
بجوان المستوح لا جواب اس کے پاس ہے، اللہ کیا ہے۔ — ۹

یہ عجیب بات ہے کہ مصنف رحمت اللہ علیہ نے نبوی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ ہر ایک صفت کے ساتھ لکھا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتا کہ ان لوگوں پر قیافہ شرعی کچھ کیا ہے۔

مولوی خلیل احمد انیسٹروی سوال۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی حوالہ کیا تھا

وگوں کو منسوب کرتا تھا ترکی کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں قہار ہی کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبیلہ کی تکفیر کو تم جانتے سمجھتے ہو یا کیا مشرب







رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **وَالْمُشْرِكُ يَنْتَظِرُ لِحُكْمِ نَبِيِّهِ كَمَا نَتَوَاتَرُ**  
**يَحْلِسُونَ**۔ (مذہب منورہ) ان کے لئے سب سے بڑا ہے اگر وہ سہا نہیں۔ مگر منہ میں ہوا اور  
 ہمارے آئندہ کے نزدیک مڑو ہے کہ حلف اللہ نہیں کرے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط  
 ہے اور ہر قوم یہ بت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا اٹھتی تھیں۔ **وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ**  
**مُؤَلَّطٌ** ہو دیوبندیت کی وکالت کرنے والے صنف و صہا کی ہے ایسا نہ  
 دعا بازی۔ سوال کے آخری اور جواب کے ابتدائی الفاظ نقل کر رہے اور سوال و جواب کے  
 ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی ناپاک مراد کو ثابت کرنے کے لئے ٹڑے ٹڑے شریعت سے یہ نکھروا۔  
**مسئلہ ۱۔** اگر عورت میں یہ بت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ  
 پر کفار لا قبضہ ہے اسی مدت اپنے وطن میں رہیں نہ آئے گا ایسی نیت اس کی  
 درست ہوگی یا نہیں۔  
 جواب۔ یہ دیکھ کے بالکل خیال سے بچ جائیگا۔ اسلام شریعت حضور (ﷺ)  
 گویا اب دیوبندیت کا نشان صرف اس طرح ملے گا کہ جو بحث پر بحث ہوتے چلے ہاؤ۔  
 حالانکہ مصنف و صہا اگر لکھری کی طرح اندھا نہ رہتا تو اس کو صاف نظر آتا کہ سوال کے اس ٹکڑے کے  
 نیتنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے واضح الفاظ موجود ہیں۔ **اور قبضہ کفار کا**  
 بیان غلط ہے اور ہر قوم یہ بت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا اٹھتی تھیں۔ کیا اس  
 ہے ایسا نہ کہ بل بوتے پر دیوبندیت کا بھاتا ہوا ہے۔  
 ممکن ہے مصنف و صہا کہ اپنی طاعت و طبیعت سے غور ہو کر حریف غلط ثابت ہوئے۔ واضح  
 رہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آج بھی اکثریت الیہ نیت کی ہے اللہ تعالیٰ و غلامان رحیم اللہ  
 علیہ وسلم کو لایا وہاں غلبہ رہے گا۔ اگر پاکستان میں چند دفعہ کیلئے سکھ رہا شیعوں پر سیر افتدرا لیا تو اس  
 پاکستان پر رافضیوں کا قبضہ ہو گیا۔  
 اگر مصنف و صہا کہ ہماری اس تاویل کا قائل نہیں تو پھر وہ جواب دے جیسا کہ ہم نے اوپر  
 منسلک نقل کیا ہے۔ اور خلیل احمد انیسٹروی کی المہند کی تحریر اور مولوی اشرف علی تھانوی انیسٹروی  
 دیوبندی، عاشق الہی میرٹھی اور کفایت اللہ دیوبندی کی تائید تصدیقی سے ثابت کیا کہ اہل انبیا  
 سے کل کر حریفین شریفان پر متغلب ہوئے۔ ان کا عقیدہ تھا بس وہی مسلمان ہیں  
 جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ کافر مشرک ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کا

وہی مشرکین پر متغلب ہوئے ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔ خود ان کے  
 عقیدہ کے خلاف ہو مشرک ہے تو کیا انہی کے عقیدہ و قبضہ سے قبل تو مغفل و مدعیہ منورہ  
 پر غیر مسلموں اور مشرکوں کا قبضہ تھا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ وہاں کفار کا قبضہ تھا تو آپ  
 نے خود مشرک مذہب کو کشتی کی۔ اگر یہ نہیں تو پھر بتائیں کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان کہتے والا اور  
 اپنے عقیدہ کے خلاف تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیتے والا خود کون تھا اور اس کا  
 کفر کیا یا نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔  
 صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۱ حدیث ۱۰۱۰۰ میں ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ فرمایا کہ  
**سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا كَانَ لِمُشْرِكٍ كَأْفُورٌ فَقَدْ**  
**بَادَ بِهِ الْعَدُوُّ هَٰذَا كَانَ كَسَا قَالَ: وَالْأَسْرُ جَعَلَ الْيَدَ"**  
 ترجمہ: میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو کافر کا کفن ہو جائے تو وہ  
 اگرچہ کہ کافر تھا جب تو خیر نہ ہو۔ یہ لفظ بھی کہنے والے پر ہیث آئے گا۔  
 حدیث مدنی ص ۱۰۱ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **إِذَا كَانَ لِمُشْرِكٍ كَأْفُورٌ**  
**وَعَدُوُّهُ لَا يَسْتَحِبُّ أَنْ يَكُونَ لِمُشْرِكٍ كَأْفُورٌ**۔ اسی طرح کسی کو مشرک کہنا اس کے لئے کوئی لفظ کہ جب کافر مشرک نہ تھا تو کہنے والا  
 خود مشرک ہو گیا۔  
 مولوی انور اشرفی مقدمہ فیض ہمارے میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو  
 کفر کا حکم دنگلے میں کوئی پاک نہ تھا اور خلیل احمد انیسٹروی صاحب اشرف علی تھانوی  
 ثور الحسن دیوبندی اور عاشق الہی میرٹھی کی تصدیق و تائید کے ساتھ لکھتے ہیں۔ ان احید الوہاب  
 نجدی کا عقیدہ تھا۔ میں وہی مسلمان تھا اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔  
 مصنف و صہا کہ بتاتے فرمائی نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق یہ کفر و مشرک  
 محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرف بتایا نہیں۔  
 اور صبر علی بتائیں جیسا کہ مولوی حسین احمد علی فی صمدہ و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند  
 لکھتے ہیں۔ **المرحومین** کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **إِذَا كَانَ لِمُشْرِكٍ كَأْفُورٌ**  
**فَقَدْ بَادَ بِهِ الْعَدُوُّ**۔ اللہ بہت لوگ کہ اگرچہ اس کی تائید شریفہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں ہوا  
 نہ اردن آدھا اس کی فریاد کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (الشہاب الثاقب ص ۱۰)  
 اس کے بعد آپ و صہا کہ کے صہا پر اپنی نقل کردہ حدیث شریف جو شخص مشرک



۳۰  
 کہ وہ لوگوں سے بڑا ۱۴۰۰ کو روئے کا آسمان اسے اس طرح کہیں وہی کے جس طرح ملک پان  
 برائے جانے کے آئین میں کہ مصلحت و مدبریت سے متعلق ہونے والے اور ان کے سر میں  
 تکلیف شاقہ پہنچانے والے اور سلطانان مدبر کو مدبر شریف چھوڑنے پر مجبور کر سکیں  
 اور وہ ان کے ہزاروں قاتل و گن کو شہید کرنے والے مقتدر و جبار و پادشاہ و پادشاہ

چہرہ دیکھیں۔  
 اچھا ہے پادشاہ کا شرف و راز میں  
 و آپ اپنے دام میں مینا و آگ  
 اور یہ کہ بتائیں کہ سلطان عبدالعزیز کی بادشاہت سے قبل کہ معتقد و مدبریت سے  
 شریف حسین کا قتل تھا۔ عبدالعزیز نے ان سے قتل و قاتل کیا۔ آری سلطان عبدالعزیز نے ان سے  
 بیکشت لاف و مشرک قتل و قاتل کیا تھا یا محض حصول اقتدار کے لئے ان کو مسلمان سمجھتے ہوئے  
 ان کا خون بہایا۔  
 اگر یہ بات صحیح ہے کہ شریف نے معاذ اللہ کافر و مشرک تھا تو آپ نے قتل و مدبریت پر غور  
 و مشرکین کا قتل کیا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ سلطان عبدالعزیز نے محض اقتدار کے لئے قتل و  
 قاتل کیا تو بتائیں کہ مسلمانوں یا مخصوص مدبریت سے اور کہ معتقد کے لوگوں پر ظلم و زیادتی اور  
 ان سے قتل و قاتل کرنے والے پریم کے کلمہ شریفی اور سزا کیا ہے۔  
 یاد رہے کہ اس زمانے میں شریف حسین کی فوج کے تین ہزار سے زائد مسلمان اسباب ہوں کہ

ہلاک کیا گیا۔  
 (۱۲۰۰) ہر ہلکے میں قتل ہوئے آخر بتایا جلتے ان تین ہزار سپاہیوں کے قتل اللہ تعالیٰ کا بار  
 کسی کی گردن پہنچا ہے ۹ اور ساتھ ہی کہ بتائیں کہ اسلام میں بادشاہت کا شرف کیا ہوتا ہے  
 ہماری ان معروضات کا مقصد یہ نہیں کہ ہم پاکستان کے کسی دوست ملک کے خلاف اپنی اپنی  
 سے کوئی معاملہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں بلکہ وہ جو بندوں کے شرمناک معاملات ہر ایک کے سامنے  
 زنجیر اللہ تعالیٰ پاکستان کے مخالف ملکا کی انرا تراشیلوں سے جو صورت حال پیدا ہو رہی ہے  
 اس کا ازالہ کر رہے ہیں۔

اوت اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مصنف دھماکے نے خود ۱۳۰۰ پر نجد میں  
 واپس لے لیا ورنہ لا مشہور چھوڑ دیا تو ہمیں ثابت کرنا پڑا کہ اس کے الابر کا مسلک بھی وہی ہے جس پر

۳۱  
 وہ چہرہ و آل کو (۱۲۰۰) کو غلط فہم رہا ہے اور اس کے اس و منحرف کو چھوڑنے کے سوا کسی  
 سامنے چہرہ کا جواب اس کے محکم قیامت تک انشاء اللہ العزیز نہیں ہو سکتا۔  
 مصنف دھماکے نے نجد و آل انصاریہ کو گھج ثابوت کرنے کے لئے چند احادیث مبارکہ  
 میں دھماکے کے قریب پر نقل کی ہیں ان کو مزید صحت کے لئے الفاظ میں مد نظر ہو۔

- ۱۔ فرشتے مدبر شریف کا پہرہ دے رہے ہیں وہاں طاعون اس و حبال وائل  
 نہ ہو سکیں گے۔
- ۲۔ مدبر شریف، و حبال اکبر کا رعب داخل ہونے کا۔ اس و مدبر شریف  
 کے سات دونوں سے ہوں گے۔ ہر دونوں سے چھوڑتے ہوئے ہیں گے
- ۳۔ و حبال شریف اللہ سے مدبر کے انوار سے سے نکلتے گا۔ آخر پہاڑ کے  
 نیچے نزل کرے گا۔ چھوڑتے اس کا لئے تمام کی لڑی پھیر دیں گے۔ اللہ وہاں  
 وہ ہلکے ہلکا۔

مذکورہ بالا احادیث غیر تو جات و ثابت ہو کر نہ رہیں گے یہاں میں جو  
 انکارم و اذیت اس پر روح و حکم رسول غیب والی مل اللہ تعالیٰ عیسیٰ و سلم کے قیامت تک علم غیب  
 شریف جو حکمت کرتی ہیں۔ یہ مصنف دھماکے کا سم کوئی اور محو می ہے کہ اس کو ان احادیث  
 میں خصوصاً اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف اور فضائل و کمالات کا جوہر تو نظر آیا نہیں اللہ ان  
 احادیث کا سہارا بنکر نجد کی فسیفہ خوانی شروع کر دی حالانکہ غیبی علم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 قیامت تک کے واقعات کی خبر دے رہے ہیں۔

حضور ان فرشتوں کا مشاہدہ فرما رہے ہیں چہرہ مدبر کا پہرہ دے رہے ہیں و غیب  
 کی خبر دے رہے ہیں کہ مدبر میں و حبال اور طاعون داخل نہ ہوگا۔ مدبر شریف کے سات دونوں  
 ہوں گے۔ مدبر شریف میں و حبال اکبر کا رعب داخل نہ ہو سکے گا۔ و حبال مشرق کی جانب مدبر میں  
 داخل ہوئے گا کہ شش کرے گا۔ آخر پہاڑ کے نیچے نزل کرے گا۔ فرشتے اس کا رخ شام  
 کی طرف چھوڑ دیں گے۔ وہ وہاں ہلاک ہوگا۔ بتایا جلتے حضور اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ  
 میں غیب کی خبریں دی ہیں یا نہیں۔ ۹ جبکہ وہ جو بندوں و طاعون کا عقیدہ یہ ہے۔

- ۱۔ جو کہ اللہ اپنے بندوں سے کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت و شریعت اس کی  
 حقیقت کسی کو نہیں معلوم نہ رہی کہ نہ وہاں کو نہ انسا ما لا معلوم نہ دوسروں کا۔

وہ چہرہ و آل کو (۱۲۰۰) کو غلط فہم رہا ہے اور اس کے اس و منحرف کو چھوڑنے کے سوا کسی سامنے چہرہ کا جواب اس کے محکم قیامت تک انشاء اللہ العزیز نہیں ہو سکتا۔ مصنف دھماکے نے نجد و آل انصاریہ کو گھج ثابوت کرنے کے لئے چند احادیث مبارکہ میں دھماکے کے قریب پر نقل کی ہیں ان کو مزید صحت کے لئے الفاظ میں مد نظر ہو۔



















۵۶  
 حضرت علیؓ سے کہا خدا نہیں جانتے میرے لئے بہت اچھا ہے  
 کہ تو اب اس شریف کو اس کی دینی نہیں کہ ہر شخص اس کو کھانے سے کی دیکر اسی  
 پر واقعہ بیان کیا اس بات کی دینی نہیں کہ ہر شخص اس کو کھانے سے کی دیکر اسی  
 سے میرے والد کے ساتھ میرا ہے۔ نہ اچھے حضرت قدس سرہ سے تحریر فرمادہ کسی اور کسی  
 عالم سے یہ ثابت ہے۔ اس واقعہ پر چند فرقوں سے غور لازم ہے۔ اول یہ کہ اب ہوا قدس سرہ سے  
 قدس سرہ سے تحریر فرمایا وہ صالحہ تھیں نہ رخصتیں۔ ہم ابی سنت کا عقیدہ ہے شہداء اور ابی  
 قبول میں زعمی رزق دیتے جلتے ہیں۔ اس واقعہ میں ان صالحہ ولیہ بزرگ خاتون کی کرامت  
 و شہداء ہے۔ مصنف و صحابہ میں اس کو واقعہ کے اس جز پر بھی اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ  
 غلط ہے وہ سند درست آدمی کے مرگے۔ کوئی کہ میرے گاہیب کی بات ہے اللہ ہی جانتے  
 ذی ذیہ کو کیا خبر۔  
 ہر حال ہم ابی سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عطیہ امیہ علیہم السلام و اولیاء  
 کرام قدرت اسرار میں کوئی کی شان کے لائق ہم جیہ جیہ ہے۔ نہ کہ کرامت کہ صالحہ خاتون نے  
 تادیا تو ان میں آئے والہ ہے۔ جب وہ ابی کرامت سے معلوم کر سکتی ہیں کہ لڑائی میں لڑا  
 ہے اور آئے والہ ہے تو کرامت کے طور پر ان کے پاس کھینچ لیا گیا ہے۔ ہر شخص  
 صاحب کرامت نہیں ہوتا۔ نہ ہر شخص کو کھینچا جاتا نہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ اللہ شہداء کی شان  
 ہے کہ اللہ عزوجل خود فرستے ہیں کہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ ہر کسی کے لئے ہم نہیں۔ اچھے حضرت  
 ربووی قدس سرہ نے کرامت کے بعد یہ اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔  
 انیسویں اگر مصنف و صحابہ ایک سر کے اندر پڑھتا تو حرام میں کسے شہداء کا منہ پر  
 کسے کجرات نہ کرنا۔ امام ابی سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک سفر کے حضرت  
 رحمان بن صیفی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے کفن میں ایک تہ بندہ لگا دیا  
 شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہ بندہ لگا دیا اور کفن پڑا دیا  
 صبح کو ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا۔  
 یہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت ہے کہ کفن واپس آگیا۔ وہ صاحب قلب کی  
 کرامت ہے کہ کفن آئے والہ ہے اس کے ساتھ کفن بھی دینا۔ مگر جو کرامات کا دشمن ہے  
 وہ ضرور یقیناً کئے گا اور اعتراض کرے گا۔ لاش کہ مصنف و صحابہ صحابی رضی اللہ عنہ کے واقعہ  
 کو بھی بیان کر دین تو جواب خود بخود ہو جاتا۔ مگر اس نے خیانت کرنے کا عہد کیا پھر اسے اللہ

۵۷  
 اس کے بغیر جاری نہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنے خاوا راوی پھر اس سے آگے جو اجزاء کو کر  
 چکے ہیں ان کو کفن دیتے رہو۔ من کثرت بالقول سے اپنے لفظ کا دل بہلا کر اس سے تھوڑا  
 کیا جیتے۔  
**حاشیہ**۔ حقیقت یہ ہے کہ تینہ امام ابی سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بیان فرمودہ  
 واقعہ کو کوئی سنت کا وہ اس کی اصل نہ پاسے تو اس کی اپنی ہی سے بعضا حق ہے۔ وہ حقیقت  
 یہ ہے کہ اچھے حضرت۔ ہم اللہ جیسا کہ بخار کوئی بات وہ اصل حقیقت کیسے تحریر فرما سکتا ہے۔  
 مصنف و صحابہ کی ہے اصناف کے ہوتے کفن کیسے یا اعتراض کر دیا۔ امام ابی سنت امام  
 جواد علیہ السلام سے بھی قتل و کشتن بقا و الطیب میں کفن کیسے کا بیان اس  
 قسم کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضور۔  
 ان الہ الدنیا کتاب الحقیقات میں فرمایا میرے شہداء کے ساتھ جہنم میں کوئی نہیں  
 ہے۔ ما شدا ان جہنم سے روایت کہ تیری راہی شخص کی بڑی فوت ہو گئی۔ خواب میں بہت سی  
 عورتوں کو دیکھا لیکن ان میں نہ تھی بڑی کہ دیکھا تو اس نے ان سے اس کے ہر سے یہ حیات کیا  
 اُنہوں نے کہا ہر حکم سے ابی کو کفن دیا ہے اس لئے وہ ہمارے ساتھ تھے یہ شرح مشکوٰۃ  
 لکھا ہے۔ ہر وہ شخص جو کرم علی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاں بیان کیا۔ آپ نے  
 فرما دیکر کوئی اللہ کفن دینا سے رخصت ہونے والا ہے؟ تو ایک انصاری نے جو قریب الموت  
 تھا۔ اس نے اس سے اس کا ذکر کیا تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مرنے کو بھیجا سکتا ہے تو  
 تمہیں بھیجا دوں گا۔ اس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر وہ تھوڑے روز میں  
 زندہ ہوئے اور ان دونوں بیویوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی  
 تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کا بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے  
 اب مصنف و صحابہ کہہ رہے ہیں کہ علامہ امام جواد علیہ السلام سے بھی نہ صرف آپ بلکہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 انہوں نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص رخصت ہو جاتا ہے فرمایا ہر اس طرح زبان میں دینا  
 و شہداء۔ اس کے جہنم کا بھی حق دار ہو جائے۔ میں عرض اعلیٰ حضرت علیہ السلام پر اس قسم کا واقعہ بیان  
 کرنے پر ملاقات کا مظاہر ہو گیا تھا۔  
 (ابی اللہ صوفیہ)



اس نے بعد اسی عید مصطفیٰ سے چھ برس بعد ان کی استیصال حضرت قنبر سے ہوا کہ وہ اس کے  
 کی اس کیفیت پر اعتراض کر کے مذاق اڑایا ہے  
 اعتراف سے اگر لطیف خاطر ممکن ہو تو فاختہ صاحبہ سے دو تین بار ان اسباب سے کسی  
 کچھ پوچھ دیا کریں۔ قدوحہ کا رخ نما ساز۔ اگر بیسوں کا قدوحہ جو بیسوں کا دیوانہ اور بیسوں کا قدوحہ  
 بلوچ لاہور اس میں کباب پر لٹھے اور لٹھے۔ قمری، اردو کی چھری والی کھانہ اور کھانہ اور کھانہ  
 گوشت چھری کچوریاں، سیب کبابی، سوڑے کی بونی قدوحہ کا برف۔  
 (دعا یا شریف دست مہرہ لکھی کتب خانہ لاہور)  
 اس عبارت کے نقل کرنے میں مصنف نے یہ لادگری دکھائی کہ لکھنوی اور قنبر سے  
 وہ تینوں کی ہفتہ ہو یہ تیناقت سے کام لیکر فاختہ پر مشتمل اسی وصیت کے یہ الفاظ ایسے دیوانے  
 کے خلاف سمجھے جوتے لاث دیتے۔  
 اگر وہ نہ ایک چیز کے یوں کر دیا جیسے مناسب جاؤ مگر لطیف خاطر میرے  
 کہنے پر مجبور نہ ہو اور اسی وصیت کے منہ جڑیل (تعلق الفاظ میں) اسی حیثیت کے لئے  
 کر دیتے۔ اعلیٰ حضرت عید الرحمت نے وصیت کا ابتداء میں فرمایا۔  
 "فاتحہ کے کھانے سے اخیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرہ کو دینا اور وہ بھی  
 اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جبراً کہ غرضی کہنے بات خوب سنت نہ ہو۔"

بقیتہ صحیفہ گذشتہ میں۔ علاوہ انہی سید بن مسعود علیہ السلام انہاں ابن مسعودی غلامی صحابی  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے جس وصیت کی میں  
 کہ میں میں بچے کن نہ دینا۔ فرماتی ہیں کہ ان کی وصیت کے برخلاف میں کہ کسی سے دیا تو ان کے  
 دینا کر دینے کے دوسرے دن صبح کو چانک ہم نے دیکھا کہ جس قبیل میں انہی میں دیا گیا تھا وہ  
 کھوٹا پریشانی پر تھا۔  
 دیوبندی اعلیٰ حضرت کی کس کس بات کو غلط ثابت کرینگے۔ اعلیٰ حضرت دشمنی میں سالہا  
 اسکا پھوٹا پھوٹا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کوئی بات بد دلیل و ثبوت نہیں ہوتی۔  
 ان فخر معروضات کے بعد اب ہم مصنف دعا کے حکم الہی کے گھر سے ایسی چیزیں کہہ رہے  
 ہیں کہ جس سے ایمان و بندگی و دینیت میں کوئی شکاف نہ پڑ جائے۔  
 (بقیہ اگلے صفحہ)

وقت کے بعد ان کی وصیت کو یہ چھ برس بعد ان کی استیصال حضرت قنبر سے ہوا کہ وہ اس کے  
 تو اس کا جواب میں دیتے کہ ضرورت ہی نہ تھی۔ اس وصیت پر مصنف نے عامیہ زبان میں جو  
 حاشیہ لکھا ہے وہ بھی تو لکھا ہے۔  
 پہلا اس وصیت پر بدلیا کی کیا توقع تھا کہ جس ساتھ لکھی دیا گیا تو اعتراض کی گنجائش  
 کمال لیکن اعلیٰ حضرت نے یہاں تو یہ فرمایا تھا کہ فاتحہ کے کھانے سے اخیاء کو کچھ نہ دیا جائے  
 صرف فقرہ کو دینا یا اعلیٰ حضرت کو آخری وقت میں اپنا نہیں فقرہ کا خیال تھا، غرض کہ خیال تھا۔  
 بالکل دیا گیا کہ فقرہ کو دینے والا بدلیا نہیں ان کے لئے کو ایسے کا مفاد اعلیٰ حضرت اس کی اپنی  
 حالت وصیت کے بعد ان کی کے باعث ہے۔ اور نہ میں اس اعزاز سے اگر لطیف خاطر ممکن ہو تو  
 فاختہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اسباب سے بھی کچھ پوچھ دیا کریں۔ یہاں بھی فاتحہ کا لفظ نمایاں  
 طور پر ہے جو اس کے ہاتھ لکھی نظر نہیں آتا لیکن فاتحہ کے کھانے سے اخیاء کو کچھ نہ دینا  
 قرینہ اعلیٰ حضرت میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ فاتحہ کے کھانے سے اخیاء کو کچھ نہ دینا۔ مصنف کا دیا  
 موجب بات ہو تا کہ اعلیٰ حضرت یہ فرماتے فاتحہ کے کھانے سے اخیاء کو کچھ نہ دینا میرے  
 خزانہ میں بھی دیا کریں۔ مگر اسے اتنا دیا کہ نظر نہیں آتا کہ لکھنوی کو کچھ نظر آیا ہو تو اسے  
 نظر آئے

(بقیتہ حاشیہ) مصنف دعا کو ایک صالح خاتون کے پیرا اکھن (مگر اسے پر تو تجویز تھا وہ  
 اس کے طرح عمامت سے بکڑ بکڑا ہوا ہوا کہ اس کا مستقل عقیدہ قرار دے دیا۔  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تو صالحہ کو کچھ لکھا تھا۔ لیکن  
 حکیم الامت نے فاضل صاحب نظر وار ہے۔ میں کہ قبر سے کچھ لکھا واپس آ بھی سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو  
 کہتے ہیں۔  
 "ابو عبد اللہ محمد بن اظہر شہری بڑے شیخ عارف مرید صاحب کرامات و علامات تھے۔  
 آپ کی ایک تجویز کہ راستہ بہ نقل کی جاتی ہے کہ ایک مرتد ایک بیوی بہت نیک تھیں۔ آپ نے ان کے  
 علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں آپ میں بہت محبت تھی۔ دونوں نے ساتھ ہی کیا اور تم مکرم  
 میں سات سال تک ساتھ رہے اور آپ میں یہ عہد کیا کہ دونوں میں سے جو پہلے مرتد ہو گا دوسرا  
 اس کے بعد اور نکاح نہ کرے گا۔"

(بقیہ اگلے صفحہ)















اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے۔ اگر اس میں ہے خدا کا اور ہے شریعت نہ ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کی  
 قدر میں سے نہ ہوتا تھا کہ اولیاء لہ کہ اگر وہ ایسا لہ تو اب کہتے ہیں اسے قطعاً اللہ تعالیٰ  
 کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ معاذ اللہ اولیاء اللہ کہہ سکتے ہوتے ان کی قاتلہ کو غصہ نہ کیا کہ  
 حکم دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو تمام مسلمانوں کے اعقاب میں اولیاء لہ کو  
 مقبولین بارگاہ الہی کا ذکر کیا ہے مگر مصنف دس کہ لہ اولیاء لہ ہے کہ وہ سب لوگ کے مستحق ہیں  
 اولیاء اللہ کو معاذ اللہ کہہ سکتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کو وہ دس بات کا ہے  
 اللہ تعالیٰ نے اولیاء لہ کو تمام مسلمانوں سے بڑھ کر تعظیم کیوں فرمائی اور ان کی قاتلہ کو تعظیم  
 نہ دینا کیوں کہا۔ یہ ان کے مذہب کے مخالف ہے۔ یہ سب کو ایک جسا کہتے ہیں  
 اپنے مثل جلتے ہیں۔ انہیں یہ کس طرح گوارا ہو کہ اولیاء اللہ کو تمام مسلمانوں سے ذرا تعظیم  
 عزت سے ذکر کیا جائے۔ لہذا اس بدیخت نے ان پر ہاتھ دیا کہ اولیاء اللہ مسلمان نہیں کہتے  
 نجد ما صحت ہی گندہ ہے طبیعت تیری  
 گھر کا شرک قصہ ہے سجاست تیری

### ختم میں ستر ہزار چھو ہارے

یہ عنوان بجا کر مصنف دس کہتے عرفان  
 شریعت کا ایک حوالہ دیا۔ اور  
 حسب مادت اس پر بھی ہوا تیاں اڑائیں اور سفرے بن لا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے  
 اگر تین اللہ تعالیٰ امام الہ سنت قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہوتا کہ شرعاً ستر ہزار چھو ہارے  
 مقرر ہیں اس سے کم و بیش نہ ہوں تو واقعی قابل اعتراض بات تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فاضل بریلوی  
 علیہ الرحمۃ کو عرفان شریعت میں بر ملا فرما رہے ہیں کوئی ذلت شرعاً مقرر نہیں۔  
 اتنے ہوں ستر ہزار چھو ہارے۔ عرفان شریعت سے جب کوئی شرعاً ذلت مقرر نہیں تو ہر کوئی  
 شخص ستر ہزار چھو ہارے تو کیا ستر لاکھ سونے کی ڈیوں کو خطرات کرے تو کس طرح احترام کیا  
 جاسکتا ہے اور اس کی حماقت کون سی دلیل شریعتی ہے یہ آدمی کی اپنی گنجائش پر غصہ ہے۔  
 عرفان شریعت ہمارے پاس بریلوی شریف کا مطبوعہ ہے اس میں کسی جگہ ایسی ہی  
 چھو ہاروں کا نام و نشان نہیں اور نہ ہی کسی جگہ چھو ہاروں پر سوئم کا فائدہ ہوا۔ غالب  
 اس عرفان شریعت میں جو مصنف دس کہنے دیکھیں غالباً سہو کتابت کے باعث جنوں کی بھانے  
 چھو ہارے لکھا گیا۔ چھو ہاروں پر سوئم کے فائدہ سے خود میں بھی تعجب ہوا مگر بریلی کے مطبوعہ

عرفان شریعت میں ایسا نہ تھا تو ہم نے سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ لاہور کے شائع کردہ  
 عرفان شریعت سے مطابقت کی تو وہاں سلاطین اگرچہ چھو ہاروں کا ذکر نہیں کیا اس کی نمائندگی  
 میں مشابہت کے سوئم کے جنوں کا وزن کس قدر ہوا چاہیے نہیں ہے۔ لہذا یہ ماننا ہے کہ  
 کہ یہ کتابت کی لاپرواہی سے جنوں کا چھو ہاروں لکھا گیا منہاس کئی مثالیں ہیں کہ سوئم کا ذکر چھو ہاروں  
 پر ہوا ہے۔ اور چھو ہارے ہی ہوتے تو کونسی قیامت اسے کی تھی۔ حسب احتیاط اس سے  
 ہی اجتناب کر سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ان ذلت شرعاً مقرر نہیں۔ بتاتے  
 اس سے شریعت میں کیا مخالفت ہو سکتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے قدس سرہ العزیز سے جو شرعاً  
 کا فرما تو یہ اس سے ہے کہ ستر ہزار چھو ہارے پر چھو ہارے۔ اس کا ذکر شریعت کا جواب  
 دیت ہوئے واسطے کہ توحید کو جوشا جلتے۔ اس کی طرف و کفایت صرف اتنی ہے خواہ کتنی  
 چھو ہارے شریعت پر چھو ہارے اللہ تعالیٰ کا جواب کیا جلتے۔ جب مصنف اللہ تعالیٰ  
 جواب کا قائل ہے جیسا کہ دس کہ مشابہت قرار ہے تو چھو ہاروں کے ایسا لہ جواب پر جوابی  
 کرنے کا کرنا ہو تو حق۔

اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ستر ہزار لکھا تھا۔ لیکن ہائی مدر سر دیوبند مولوی  
 محمد شہید حسن عرف قاسم ناٹووی صاحب اپنی تحفہ مولاناں کے مشعر پر لکھتے ہیں۔  
 حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ نکا ایک مختصر چو گیا۔ آپ نے سب کو چھو ہارے کا شرف  
 اس لئے کہا کہ اپنی ماں کو دونوں میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لکھنا چھو ہارے کا کہیں  
 لکھ کر چھو ہارے کوئی لکھ کر بعض روایتوں میں اس قدر کہہ کے جواب پر وہی حضرت ہے  
 اپنے ہی ہاں میں اس مرید کی ان کو لکھ دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر لکھنے ہی کو لکھتے ہیں کہ  
 وہ جوان ہٹاٹا شائش ہے۔ آپ نے پھر لکھ چھا۔ اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا  
 ہوں۔ مصنف دس کہ اب آپ نے ہائی مدر سر دیوبند سے دریافت کر کے کہ حضرت آپ نے  
 اس کیوں انہی چھو ہارے سے ذبح کر دیا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ نے فاضل بریلوی کے ستر ہزار لکھ کر چھو ہارے پر  
 مختصر فرمائی تھے۔ آپ نے ایک لکھ کر چھو ہارے لکھ کر چھو ہارے پر و ذلت سے رہائی اور جنت میں  
 داخل کی اشارت دے دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ہائی مدر سر دیوبند سے بھی مان لیا کہ حضرت جنید  
 تو حضرت جنید ان کے مریدوں کی اتنی طاقت ہے کہ وہ جنت اور دوزخ پر نظر رکھتے ہیں اور ان  
 علم ہوتا ہے کہ کون جنت میں ہے اور کون دوزخ میں ہے اور کس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں



و اصل کو دیا گیا ہے۔  
 فائدہ ہے یہ وہی جنید بن جوحہ مصنف دھما کے سے موت بن گئے ہیں مصنف  
 دھما کہ اپنے مخصوص اذکار میں ذرا قاسم نا فو قوی کی روح سے ذرا سوال کرے کہ حضرت آپ کی  
 فراموشی میں کمر وک ماں دونوں میں چل گئی پھر ایک لکھ یا پچتر ہزار لکھ شریف کے ایصال ثواب  
 کے بعد وہ جنت میں داخل ہو گئی۔ کیا قیامت قائم ہو گئی۔ میزان سے فراغت ہو گئی ہم تو آج  
 تک اپنے قلب عام مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد امین شری کے بڑے قاطع  
 کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچے کا علم بھی نہیں دانتے اور آپ کی کہ  
 حضرت جنید کے مرید کو جنت و دوزخ کا علم مان رہے ہیں یہ کیسے؟ کہاں کی توجہ ہے؟  
 مصنف دھما کہین اللہ بھر بھی دیانت ہے تو وہ خود بتائے کہ غیبی علم کئی کی کسی  
 بذریعہ مثال دنیا کے کسی مذہب میں بھی دیکھی گئی۔ جنوں یا چھ باروں یا کسی چیز کے شجر ہزار  
 عدد کا مقصد شجر ہزار لکھ شریف پر دھما کہ ایصال ثواب کر لکھ ہے اور اس پر دوزخ سے رہائی ہے  
 جنت کی بشارت کا مستند۔ تحفہ راجاں میں مذکور ہے

### مزاروں پر لڑکیوں کے چڑھاوے کا افتراء

المفتوح حصہ موسم کے ایک حوالہ سے افتراء کیا ہے جرجی مدہب میں تو چند گولڈن قبروں پر چڑھاوے  
 عورتوں کا چڑھاوا بھی چڑھتا ہے۔ مزارات اولیاء کے قریب کے جرجی میں وہ لڑکیاں بھی لٹکی  
 جاتی ہیں اور مردان باصفاء ان سے حاجت پوری کرتے ہیں۔ دھما کہ دھما  
 اصول دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ یہ دلیل افتراء کو کہنے سے پہلے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب سے ثبوت کیا جاتا کہ مزارات اولیاء اللہ پر لڑکیوں کا چڑھاوا چڑھانے  
 اور مردوں کو ان سے حاجت پوری کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن یہ شرم کی بات ہے کہ انہما ہر  
 ہے دعویٰ کچھ اند دلیل کچھ۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت  
 سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کو آئین سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد کبیر مدنی کے مزار پر بیت  
 بڑا میدانہ نجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے۔ ایک تاجری کنیز نے وہاں چڑھاوے لڑکیاں  
 پھیل کر حدیث میں ارشاد ہے۔

النظر الاولیٰ للک والثانیۃ علیک پہلی نظر کرتے ہیں

تھیں پہلی نظر کا کمال گناہ نہیں اور دوسری ملاحظہ ہوگا سید کا تو آپ سے جرجی مگر وہ آپ کا  
 پسند آئی۔ حیدر شریف پر چڑھاوے کے وقت سیدی احمد مدنی نے ارشاد فرمایا کہ  
 عبدالوہاب وہ کنیز نہیں پسند آئی۔ مزار کی ان اپنے فیچے سے کلا بات چہاں نہ چاہتی تھے۔  
 ارشاد فرمایا اچھا ہم ستم کو وہ کنیز عہدہ کی سب آپ سکتے ہیں یہ کنیز تو اس آج کل  
 اور ستم عہدہ آیتے ہیں ہذاں پر چڑھاوا اس لئے وہ کنیز مزار اقامت میں کی تھی۔  
 قائم کرنا شروع ہوا۔ انہوں نے آپ کی تمذکری۔ ارشاد فرمایا اب عبدالوہاب اب دیکھو کہ انہوں  
 تجھ سے ملے ہاں اور اپنی حاجت پوری کرے۔

دوباروں کے جدید و کمال مصنف دھما کہ نے شرعی فقہی مسائل سے ناواقفیت اور  
 اپنے خاندان کے اکابر سے دھما کہ میں ہوتی جہالت سے اعلیٰ حضرت کی اس عبارت پر اعتراض  
 جڑا ہے۔ اول تو اس بدعت کو اگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تو کم از کم سیدی ام شعرائی  
 علیہ الرحمۃ اور آپ کے شیخ عارفیت حضرت سیدی احمد کبیر مدنی علیہ الرحمۃ تو اس پر لکھا ہے  
 اور یہ اعتراض اگر اچھا ہے۔ یہ وہ ام عبدالوہاب شعرائی ہیں جن کو مصنف دھما کہ نے حکیم اقامت  
 مولوی اشرف علی صاحب حق لوی نے سجال لکھ دیا و مشکہ پر دھما کہ ام شعرائی  
 ام شعرائی کہہ کر جہالت عقل کے ہیں۔ ان پر لڑکیوں کا چڑھاوا کم از کم اپنے حکیم اقامت کی حیا  
 کی جوتی کہ وہ انہیں ام شعرائی علیہ الرحمۃ کو ام مان رہے ہیں۔ ان کے حوالوں کے مستند محمد  
 رہے ہیں۔ یہاں اعلیٰ حضرت کا ایسا واسطہ رکھتا کہ ان کی تو ترقی وہ تو صرف ناگہی ہو۔ کیا اس ساری  
 زبان مٹادی اور مولو گشتو کہ وہ بلا واسطہ حق مدام شعرائی اور آپ کے سرور سیدی احمد کبیر مدنی  
 پر نہیں پڑتی۔ اعلیٰ حضرت کے بعض دشمنوں میں یہ لوگ کہاں کہاں تک ہا تو صاف کر رہے ہیں۔ مصنف  
 دھما کہ نے نہ تو عقل پر اعتراض کیا نہ حوالہ کا لگا دیا اور اپنے ولیک بھڑاس نکلتے کیسے اعلیٰ حضرت  
 حیدر الرحمۃ کے خلاف جو اس باری شریف کر دی۔ اس عبارت پر عورتوں مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا  
 ہی اپنے ذہن کے منہوں سے کسر نکلت ہے۔ عورتوں میں تو یہ کاتر دیا گیا ہے کہ مزاروں پر لڑکیوں کا  
 چڑھاوا چڑھتا ہے لیکن ان میں کنیز کا ذکر ہے کہ لڑکیاں نہ لڑکے۔ شریعت ہادی کا یہ کونسی دلیل شرعی  
 سے ناجائز ہے۔ یہ تو خدا کے قہار کا قہر و غضب ہے کہ وہ جو نہی کو سب کو دیا گیا ہے۔ یہ کتنی  
 بڑی خیانت اور کتنا بڑا ذلک ہے۔ کنیز شریعت ہادی کو تو لٹک کر بٹا دیا اور یہ کہنے کو چڑھاوا قرار دیا  
 اور یہ ایوانی کے اس جوڑ توڑ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ذکر لگا کر بریلویوں کا مستقل مذہب قرار دیا کہ















۱۰۰  
 میں پیشے ہیں۔ ۱۰۰ یعنی تعداد اور ہماری فکر کی اسی بدترین مثال دیکھو یہی فرق کے سوا کسی اور نہیں  
 میں نہیں آتی۔  
 کیا غیر حق کتاب آسمان ہو جائے گا  
 دین برسی پامال شایاں ہو جائے گا  
 جیسے قبل اور بدستور بقا ہر حیات و مری کے قائل ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کو  
 نبور میں دنیاوی حالت سے ہٹا کر جو ناکوں سے اسل شری سے تاہم تو دعویٰ ہو سکتا ہے اور  
 شب باشی کو کسی طرح ازواج معجزات کی شان میں گستاخی قرار دیا جا سکتا ہے  
 اور جو مصنف جو کچھ کہے گا وہ سب سچے ہوں گے اور کوئی کے عالم میں اسکا صوابیت پیش کے  
 دوران زمانی توڑ کر کہہ کر کہے۔ محمد بن عبد اللہ نے یہ غرضات کہاں کہی ہے جو سکتا ہے  
 اس سے پورے پر صحت ہی باوجود کیا ہو اور حاکم صاحب جو سکتا ہے کے سوا مصنف و تھوکر  
 لایا جا سکتا ہے۔ بے چارہ محمد بن عبد اللہ کی زندگی نہیں ہے چاہے مصنف و حاکم بے حق نہ اپنے  
 اکابر کے عقیدہ مسلک کی تحقیق نہ عام محمد بن عبد اللہ کی حیرت انگیز حقیقت و مسلک کی تحقیق  
 تمام غلط و سکر ہے جس شخص کو اپنے ہی اکابر کے مذہب و مسلک و عقیدہ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ  
 کسی کلمے سے فاضل ہیں میں سے کیا عرب و عجم کے مروج کے مسلک و عقیدہ پر تسلیم کر سکتا ہے کہ  
 شخص کو تحقیق مذہب اور کتب مقام سے لے کر واسطہ کی نہ ہو وہ کسی نسبت پر کچھ سکتا ہے کہ یہاں  
 میں نے بھی یہ بات کہی بڑی غریب بات کہی ہے۔ اپنی استعداد و قابلیت سے کہہ رہا ہے کہ یہاں  
 میرا باقی زندگی میری عزت کی کسی کتاب کا نام نہ لیں یا تاہم اللہ ہم سے اس کی ہے چاہے مسلک آئے  
 آئے۔  
 شب باشی کے نام سے تو اس پر سکتا کہ عالم جاری ہو گیا ہے لیکن اس کو کیا کہے گا کہ موری  
 اشراف صاحب تقاضی لکھے ہیں محمد بن من بڑے ماضی میں سے تھے آپ کی کتابوں میں  
 یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روٹی مٹا کر مائی میں  
 بڑے کچھ تو انہوں نے حضور کے سانس کی اندک کچھ اپنی برابر رکھ لی۔ جب بیوا رہو گے تو  
 (روٹی) بلا میں موجود پائی۔ (جمال الاولیاء ص ۳۹)  
 اب مصنف و حاکم بتائے انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زلفہ نہیں اور ان کی حیات  
 دینی نہیں تو پھر خواب میں دی گئی روٹی کی احوال کس طرح برابر میں موجود پائی گئی کیا مصنف

دھاک اپنے ستر ہزار چورہاڑوں والے انہوں میں میں ہی اپنے حکیم الامت اشراف علی صاحب تقاضی  
 سے دیا یا سوال کیسے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و السلام اپنے ایک اشی کو ایک ایک روٹی  
 بھی دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم و السلام کی است گنگ ایک ایک ہے اشی روٹیاں کہاں سے  
 آئیں گی۔ کوئی پکائے گا کس طرح تقسیم ہو گی اگر ایک روٹی دینا ایک کی بھی ہو تو ایک ایک  
 روٹیوں کو لکنا و لکھنا میں جانتے گا۔ تقاضی صاحب کے کلم سے اس ایک بزرگ کی ایک کرامت  
 کے باعث تمام روٹیاں ایک کر پانا پڑے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں روٹی مٹا کر دیں۔  
 اور باقی ہر مری کو روٹی ملی جائے تو آپ کی حیات حقیقی دنیاوی ثابت ہوگی۔ روٹی تقسیم فرما دیں  
 تو کسم صحت ہوئے ہر موت کے حضور کے دست کرم سے ملتی ہے یہ ماننا چاہئے کہ خواب میں  
 جس طرح ایک اشی کو شریفی ثابت بننا اسی طرح ہر اشی کو شرف و کرامت مل سکتے ہیں یہاں  
 یہ تو اقران کا پیشہ گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر اشی سے طاق ہیں علم غیب کا انکو  
 کنا چاہئے گا ہر اشی کو ہر ملکہ روٹی منایت فرمائی گئی تو آپ کو مافوق الفطرت پڑے گا۔ اسے  
 حکیم الامت یہ آپ نے کیا کہا اس فرق تو رہے ہے (دلی بیرو) اگر پہلے ہی اقلیت میں ہیں  
 دلی بنویت چھوڑ جائیں گے۔  
 مصنف و حاکم ادراہی و حاکم کو نور کرنا چاہیے میں طرح ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا  
 دنیاوی معاملہ ہے اسی طرح روٹی خواب میں منایت فرماتا اور میدان کے بعد برابر موجود  
 پانا نہ صرف دنیاوی معاملہ بلکہ آپ کی حقیقی دنیاوی حیات پر دلالت کرتا ہے شب باشی  
 بالکل ہے تو روٹیوں کی تقسیم کس طرح ممکن ہو گئی؟

**بے شرع جہاں پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر کا الزام**  
 مصنف و حاکم نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے زیادہ تر جہاں باتوں اور فاضل کا  
 منہ بولا ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا فاضل مدظلہ العالی سے سرفہرہ مظلومات حضرت دوم  
 کے حوالہ سے بے شرع جہاں پیروں سے مرعوب کرنے کا الزام لگایا ہے۔ ہم مصنف و حاکم  
 سے فرماتے ہیں کہ کیا وہ خود ان کے اکابر یا شرع اہل پیروں کو مانتے ہیں اور حقیقی شرعی پیروں  
 سے مرعوب ہوئے انسان کی نیاز مندی اختیار کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ











[illegible]

کے آشرک میں نہ تھا کہ اپنا نور جہاں لفظ لا سکتا ہے۔ ۱۱۰ میں لا تو سکتا اور سیدھا سکتا ہے

[illegible]

کہاں وہ توبہ کہاں عقل نارسا اپنا  
کہاں وہ قہر خدا اور کہاں یہ ویرانہ زار (قصائد کا مجموعہ ص ۷)  
یہ کہ اگر یہ خود ہے تو کون کے زمرہ میں ہے تو کون کو شہرہ ملی کا نور قرار دیں تو کون کی قیامت نہیں  
اور شرک و کفر کے سارے قصہ سر و زمانہ کی قدر ہو جاتی ہیں عاقل ہو کر یہ سب باتیں بلکہ حقیقت ہے  
کہ تعجب و تعجب ہمارے شریعت و معرفت حضرت مولانا احمد علی دہلوی اشرف علیہ الرحمہ تھانے کے انوار میں سے  
ایک نور تھے۔ ۱۔ اسلام تقویٰ کا جہد و جدوجہد (۱۹۷۷ء ص ۱۷)  
۲۔ دہلی مولانا احمد علی دہلوی کی انصاف پسندی جو بات خدا کے لئے شرک و کفر میں اپنے مولویوں کے لئے یہاں  
اسلام قرار پا گئی۔ احمد علی کو نور قرار کیا تو شرک و کفر کے سارے مذاہب کا بھول گئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ  
ان کے دل میں انبیاء و اہل علیہم السلام کی عزت و توقیر اپنے مولویوں جتنی بھی نہیں۔  
۱۱۔ اہل سنت و الجماعت علیہم السلام کا ایک شعر ہے۔

عبدالله اسرار عالم القیوب      بنده محمد حسین انصاری و محبوب











اور دہم ہیں سنی اول کہ مخلوق میں سب سے اول جیسا کہ حدیث شریف میں اقول صا خلق اولہ  
 نورانی۔ سب سے پہلے اللہ نے سب سے اول کو پیدا فرمایا۔ اس حدیث شریف کو یونہی  
 حکیم و انت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے فشتوا الطیب میں منکر پر نقل کیا ہے  
 اور دروہ جہد قلوب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں  
 لکھتے ہیں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے اقول صا خلق اللہ نورانی کہ نقل کیا ہے اور  
 بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ معلوم ہوا مخلوق کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
 وسلم اول اور اللہ تعالیٰ باری سنی آخر کہ ہر شے کے ہنگ و فنا ہونے کے بعد رہنے والا  
 سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کے لئے انتہائیں اور حضور اقدس صلی  
 اللہ علیہ وسلم ہیں حتی آخر کہ آپ قائم الیقین ہیں سب سے آخری نبی۔ صفت و صفا کہ  
 نے اٹھ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے شخص کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کے اول و آخر ہونے پر اعتراض کر کے در حقیقت مرادیت و قادیانیت کی تائید و ہموالی کی ہے  
 کیونکہ قادیانی مراد ہیں مولوی محمد قاسم صاحب تھانوی کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر نبی  
 نہیں مانتے جیسا کہ تفسیر الناس میں ہے۔ مگر انہیں ہم پر مدح ہو گا کہ انھوں نے آخر نبی  
 میں بالذات کو فضیلت نہیں۔ بجز مقام ندرت میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین  
 فرمایا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔  
 اب معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقدم و آخر زمان اور  
 اول و آخر ہونے سے کیوں چڑ ہے۔ اس کی وجہ صرف مرادیت کا حق ملک ہونا ہے۔  
 باقی رہا آیت کریمہ ہوا الاقل والآخر والظاہر والباطن وہو کل  
 شئی علیہم وشیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنے شہرہ آفاق  
 کتاب مدارج النبوة کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔  
 ای کلمات اسماء زکات ہم مشتق برحد وثلاثہ الخواست سے  
 و ہم متضمن لغت و وصف حرفت رسالت پس ای است (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 ماخیز۔ یہ شیخ محمد علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ خطبہ دارالنبوة میں فرماتے ہیں ہوا الاقل  
 والآخر والظاہر والباطن وہو کل شئی علیہم۔ ای کلمات اسماء زکات ہم مشتق  
 رسالت تعالیٰ و تقدس کہ ملکتاب محمد علیہ السلام کی خود خواہ ہم متضمن لغت حضرت رسالت

دروہ جہد قلوب  
 عالم مولوی رشید  
 احمد گنگوہی

پناہی است کہ لفظ جانا و جانا الہامیہ و توصیف فرمودہ۔  
 اور مولانا فاضل علی قادری علامہ تھانوی سے شرح شفا شریف میں نقل کیا ہے عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہما سے راوی لعل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری نے حاضر ہو کر رکھے ہیں  
 سلام کیا السلام علیک یا اقول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر  
 السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا اے جبریل۔ مسلمات تو ظاہر و باطن ہیں اسی کو لائق  
 ہیں اہم سے مخلوق کی کہ تم ہو سکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ  
 حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کروں۔  
 اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان مسلمات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و رسل پر ان کو خصوصیت  
 بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرماتے۔ و صلات بالاول لانت  
 اول الانبیاء و خلقا و صلات بالآخر لانت آخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء  
 الی آخر الامم۔ حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آخر میں جن متکم ہیں اور  
 حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب غیروں سے زائد ہیں تو خرو خاتم الانبیاء و نبی امت کے  
 آخر میں ہیں باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام یاں کے ساتھ حضور کا نام نامی شہرہ توحید سے سابق اور  
 پرافتخار آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درہزار سال پہلے اب تک لکھا بجز مجھے حضور پروردگار  
 مجھے کا حکم دیا کہ مجھے حضور پروردگار سال و ذکر مجھے اللہ پروردگار بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے  
 حضور کو رسالت کی۔ تو شہرہ دینا فرستنا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے حکم سے ہوا اور کلمہ کا  
 سمیت حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غیور دیا اور حضور کی  
 شریعت و فضیلت کو تمام المسموٰت و الارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے  
 حضور پر تقدیر نہ کیجے ہوں اور اللہ حضور پر درود بھیجے فربک محمود و انت  
 محمدا و بہک الاول والآخر والظاہر والباطن دامت الاول  
 والآخر والظاہر والباطن۔ پس حضور کا سب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا  
 رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اول و آخر ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 تعالیٰ علیہ وآلہ و اسماہ و عترہ کی و سلم نے فرمایا الحمد لله الذی فضلی علی جمیع النبیین  
 حق فی اسمی و صلیتی و سب خواہیاں اللہ عز و جل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی  
 یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (تجلی الیقین ص ۱۲)



۱  
 یعنی یہ آیت محمدؐ کی ہے اور نصبت مصطفائی ہی۔ صفات الہی ہی ہے اور صفات  
 رسولؐ ہی اس لئے تعالیٰ علیہ وسلم پر مصنف و صانع کو معلوم ہو کر یہ وہی شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث  
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو انہوں نے خود دھماکے کے تحت پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
 لکھے ہیں کہ اگر معتبر رہا ہے ان کو محدث تسلیم کیا ہے۔ ان کی تصانیف کو مستند سمجھا ہے ورنہ ان  
 کی تصانیف کے حوالوں کی کیا ضرورت تھی۔ وہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ  
 کو محمدؐ ہی بتا رہے ہیں اور نصبت مصطفائی ہی۔ یہ مصنف و صانع کے لئے موت ہے۔  
 مصنف و صانع خود بتاتے کہ اس کے خاتمہ ساز شرک کی روشنی تھی علامہ عبدالحق محدث دہلوی  
 علیہ الرحمۃ پر پڑتا ہے یا نہیں؟  
 مصنف و صانع کے نزدیک اللہ تعالیٰ اول و آخر ہے ورنہ اس کے خواہ کیوں ہو یہ  
 اول و آخر کا شرک بنا مگر اللہ تعالیٰ تو کبریم ہے اللہ ارشاد ہے فَاَتَعْبُدُونَ الْاَلْسِنَ  
 مَا عَمَّرَتْ بِمَوْلَانَا الَّذِي يَمُنُّ بِهِ الْمُسْلِمُونَ وَلَهُ الْوَحْدَانِيَّةُ الْعَظِيمَةُ۔ لے قرآن کریم کی آیت  
 وہ قرآن کریم میں کہ خدا ہے شرک کے نفوذ کی زد میں خود آیا یا نہیں۔ ۹۔ جس تاویل کے ساتھ  
 قرآن مجید کو کرم کتب جائز ہوگا اسی تاویل کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول و  
 آخر کیا جائز ہوگا۔  
 مصنف و صانع ص ۱ کے حاشیہ پر اپنے قصور میں حرکت انداز میں لکھتے ہیں کہ صاحب  
 بریلوی نے یہ شے فرماتے تو اسے مطلق قرار دے کر ہم لگے لگ جاتے۔ بڑے نفرتی ہوتے  
 تو اسے شرطیات میں ملکہ مل جاتی۔ کیوں کی شرطیت پر مصنف و صانع اس کے آداب و ابدال  
 اجارہ داری ہے۔ وہ شاعریوں اور مثنویوں کو کونسی دلیل شرعی پر نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے شرک  
 کو ایمان و اسلام قرار دے کر لگے لگ جاتے کے عزم کا اظہار کرتے ہیں۔ ۹۔ مصنف و صانع  
 کے نزدیک اگر کوئی مثنوی اور شاعر حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اول و آخر کیا تو اس کو کوئی اعتراض  
 نہیں۔ مثنوی اور شاعر کا شرک قبول ہے۔ معلوم نہیں مثنویوں اور شاعریوں کو اس نے کونسی دلیل شرعی  
 سے کبلی چھٹی دیکھا ہے اور اسی کا اختیار اس کو کہاں سے کر گیا ہے۔ ۹  
 اس کے بعد ہم ذیل میں ایک ایسے صاحب اشارہ نقل کرتے ہیں جو صرف ڈاکٹر نے جو صرف  
 شاعر نے بلکہ مصنف و صانع کے اپنے الفاظ میں نقاش پاکستان علامہ ڈاکٹر اقبال۔  
 دھماکے میں علامہ اقبال بارگاہ رسالت میں طبع کرتے ہیں۔

۱  
 علامہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
 وہی قرآن وہی قرآن وہی سید وہی ملک  
 وہ دانا سے شیل خیم ریل مولائے گل میں سے  
 غبار راہ کو غشا مسروخ وادقی سین  
 فرماتے صاحب اشارہ: انہی اساتذہ عظام و اولیاء اقدس کے جملہ صاف و صریح حکم  
 شرعی کیا ہے۔ ۹۔ اول و آخر اقدس کے جملہ حکم شرعی بیان کریں۔ ورنہ ان کو بتائیں کہ علماء  
 عرب و عجم کے ائمہ امام الہدایت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہو گیا خدا ہے۔ ۹۔  
 مصنف نے اعلیٰ حضرت میں سرحد کے لفظ اول و آخر کے معنی شاعرانہ اپنے صاحبزادے  
 کے بعد اس پر توجہ نہ کی تھی اور اس میں مولانا محمد حامد صاحب قبلہ نے لکھ دیا کہ خطیب اعظم  
 امام الہدایت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اشارہ نقل کرتے تھے۔  
 هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الْقَدِيرُ هُوَ الْغَنِي الْيَا حَيُّ  
 يَكُنْ شَيْخِي عَظِيمٌ لَوْ مَا خَلَقَ مَسْدَا تَم  
 نہ ہو سکتے ہیں وہ اول نہ ہو سکتے ہیں وہ آخر  
 تم اول اور آخر ابتداء تم انتہا تم ہو  
 خدا کہتے نہیں جسکی حیدر کہتے نہیں جسکی  
 خدا پر اس کو چھوڑا وہ کہتے کہ کیا تم ہو  
 ان میں اول و آخر و اشارہ پر لکھتے نام بھی مستحکم و معروف نہ کر سکا اور آخری مصرع  
 خدا یا تم کو چھوڑا ہے وہ کہتے کہ کیا تم ہو  
 برونگہ کہہ کر ڈالا جو اس سے قبل سابق و راق پر کبریا کا تھا یعنی بروہی مذہب و اولیاء اقدس  
 ہے کہ صاحب اشارہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں وہ کسی علمی اور عقلی قیامت پر نہیں۔ اگر  
 مصنف و صانع کہتے قاسم العلوم و الخیرات مولوی محمد قاسم صاحب انور دہلوی بالی مدرسہ دیوبند کا  
 حوالہ لکھتے تھے تو انہیں قصاص کا بھی سے یہ شہادت مل جاتی۔  
 رہا جمال پر ترے سماں بشریت  
 نہ ہوا کہ کسی نے تجھے بجز ستار  
 بتائے اسماء کی فرق ہے شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب











سنت و احکام و اعراضات کے ضبط میں مبتلا ہو کر ہوگی میں آیا ہے سوچ کے لئے

جہاں جتنی کہ مندرجہ ذیل اشعار کو بھی ہدف تنقید بنایا -  
وہی مکان کے کس ہوتے سر عرش تحت نہیں ہوتے  
وہ نبی ہے جس کے ہی یہ مکان کا خدا ہے جس کا مکان نہیں  
وہی فرشتہ ہی خلق رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا شہ  
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زمان نہیں

لکھتا ہے اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کو وجود خدا تعالیٰ کا ارادہ سے ملتا ہے۔  
(اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ) یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ مگر یہی  
مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے۔ مگر یہی انہیں سے سب ہے انہیں کا شہ  
(ان لفظوں پر غور کیجئے) اولاً تو یہ مصنف و حاکم کی کسی بڑی جہالت ہے کہ وہ اسلام کا عقیدہ  
ہے لکھ رہا ہے۔ اسلام تو دین ہے حقیقہ تو اس کو ایسا نہ دیا کہ ہر گاہ کہ خود اسلام  
البتہ یہ کہا جاسکتا تھا کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کیا اسلام خود بھی کوئی حقیقہ اختیار کرتے  
ہوئے ہے۔

ثانیاً مصنف و حاکم اپنا یہ دعویٰ کوئی شرعی کس حق سے ثابت کر سکا ہے  
وجود حضور سے ملتا ہے۔ یہ اور پھر وہ دعویٰ تو یہ کہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا  
کرنے والا ہے۔ تو اس پر لازم تھا کہ وہ علماء الہیہ سنت یا سرکار المعظمت کی کتاب سے ثابت  
کرتا کہ علماء الہیہ سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہی  
یہ وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ لہذا اس نے کمال ہوشیاری سے اس کے خلاف میں لکھا  
کہ بریلوی مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے۔ یہی اگر بات ہے تو وہاں اللہ  
بات ہے۔ ہے انہیں سے سب کہا اور بات ہے۔ مصنف و حاکم کی جہالت حق و باطل کو سمجھنا  
معلوم نہ ہونے میں آئے ہے۔ اس پر چارہ ہے کہ تو یہ خبر بھی نہیں کہ شر کے لئے وقت کوئی  
نشانی لگائی جاتی ہے اور مصرعہ لکھتے وقت کوئی نشانی لگتی ہے۔ لہذا وہ اپنا اس جہالت  
کے باعث منکر ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب پر تبصرہ کرنے سے پیشتر اس  
مصرعہ پر شرعی نشانی ہے لگاتا ہے حالانکہ مصرعہ کے لئے یہ بتانا ہے اور پھر الہی  
سوجھتوں کا فقدان ملاحظہ ہو کہ جب چاہا تو قہر ہے موقر الملائکہ کو بریکٹ میں بند کر دیا۔

ہے رجب و سبہ مقدس بنا کر رکھ دیا۔

ہر حال المعظمت قرآن کریم کے حوالہ بالادو اشعار میں سے اس کو متوجہ کر کے شعر  
برا اعتراض ہے سچے شعر یہ اپنی علمی بے لفاظی کے باعث ہر شے کو اس کا جیسے اس کی  
آنکھ میں دیکھتے ہیں اس کے تصور و خیال کی رو سے۔ آدھوں کی اپنی طبیعت و  
عادت کی تصویر میں ہوتی ہے۔ چونکہ یہ چہرہ ہے شعر و نثر کے مکالم کے لئے اس کے یہ ایک لفظ  
یعنی تنقید نہیں بھولنا۔ لہذا ہم بھی اس کو سمجھتے ہیں اس کے ہدف تنقید شعر  
وہی تو حق ہی ظاہر ہے سب سے سب انہیں سے سب انہیں کا شہ  
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زمان نہیں

یہی شعر گھسٹ کر لیتے ہیں۔ مصنف و حاکم بریکٹ میں بند کر کے لکھتا ہے ان لفظوں پر غور  
کیجئے ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب۔ کیا جبر ہو تا کہ وہ اپنے دل و باطن  
جو کچھ کہتا ہے اس شعر پر اسے کیا اعتراض اور کونسا دعوہ حق ہے۔ آئیے ہم  
خود دیکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب۔ یہ شبہ عالم  
کائنات کا قدم قدم حضور تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق میں بنایا گیا اور یہ سب  
ہے انہیں کے دم قدم کی بارخ عالم میں بہار  
وہ سنتے عالم نہ تھا کہ وہ نہ ہوں عالم نہیں

ابن مسکرتینا سیماں فارک رشی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت علیہ السلام نے  
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ یہ حدیث ابراہیم کو حلیل اللہ کیا۔ تیس  
اپنا صیب کہا اور تم سے دنیا وہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا۔ وَلَقَدْ  
خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا أَزْوَاجًا مِّنْ نَّفْسٍ وَنَفْسٍ لِّنَفْسٍ وَمَنْ يَزِفْنِي  
وَمَنْ لَّا لَكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ جس سے دنیا اور مخلوقات دنیا اسی لئے بنائی  
کہ میرا بارگاہ میں عزت و کرامت تھا یہی ہے ان پر ظاہر ہر ماؤں اور۔ اگر داسے صیب  
صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔ یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی۔ کہ  
آخرت دار الجزا ہے اور دار الجزاء پر دار العمل کا تقدم ضروری۔ جب دار العمل بلکہ عالمین ہی  
نہ ہوتے تو دار الجزاء کہاں سے آتی۔ حاکم نے صحیح مستدرک میں دعوت کی حدیث عزت علیہ السلام نے  
آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ لَوْلَا خَلَقْتُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا أَرْضًا وَلَا سَمَاءً۔ اگر



۹۸  
 ۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷

محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اب آئیے ہم تہذیب و تمدن کا مطالعہ کرتے ہیں۔  
 کہے انہیں سے سب  
 برہمچاری یعنی اللہ تعالیٰ علیہ السلام کے اس ایمان اور عقیدہ کی تائید و تصدیق کا کرتا ہے اللہ تعالیٰ  
 یعنی اللہ تعالیٰ عز سے بیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ہے کہ اس میں سادہ اور سیدھا ایمان لائے گا۔  
 اور مستور کر کے رکھ کر کے قابل قبول نہ ہوگی۔ اگرچہ اکابر علی و علی ہدیہ کو بہتر دیتے  
 ہیں۔ مگر جو کچھ فضائل و کمالات و نعمت و وسایات کے مثل ہے اور گناہوں کے گناہوں کے  
 اکابر سے بھی مختلف ہے۔ جس کی حکمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔  
 لیکن تہذیب و تمدن تعالیٰ قدس سرہ کی ذات گرامی اس کے نزدیک یقیناً مستور اور گناہ ہے۔ کیونکہ  
 یہ خود وہی کہ ہے ملک پر سرکار سرہند شریف حضرت مجدد و صف ثانی حضرت اللہ علیہ السلام کے لئے ہے۔  
 و آخر ہم مکتوب ۲۲ سے ایک جواب لے کر آئے ہیں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 لکھا ہے اب ہمارا بھی اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 حکمت و حیات شریف کہہ کر معتبر و متبرک کہتا ہے۔ علامہ برہنہ لکھا کہ اگر تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 فرماتے ہیں۔ "محدث قدس سرہ" ہے کہ حضرت سید محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رسول  
 تعالیٰ و تعالیٰ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 انے اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا یا محمد! ان آیات و معانی و صفات و خلقیات  
 کے محبوب میں ہیں جو کہ ہے اور یہ ہے جو کہ ہے سب کو کہنے سے یہ ہے جس سے  
 سید الکاس ہے۔ (مکتوبات شریف مجدد مکتوب ۲۲) مثلاً (۱) ایک دوسری جگہ لکھا ہے  
 اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ "کو اللہ تعالیٰ  
 خلقت الائنہ لک"۔ کو لکھا کہ خلقت اللہ تعالیٰ۔ کو لکھا کہ خلقت اللہ تعالیٰ  
 الشریعہ الیہ۔ یعنی کہ محبوب کریم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا مگر  
 تمہارا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں زمین کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے منظور نہ ہوتا تو میں  
 (۲) مکتوبات شریف مجدد مکتوب ۲۲)

حضرت امام تہجدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخین علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ اگر تم کو

49

[illegible]

نہیں بلکہ حکیم آسمان کو زمین نہیں یا ازل نہیں۔ —  
ہاں ہر مرد و عورت کو صاف بتا دیا کہ ہر کھیتے ہیں۔

عین آپ کے سے کائنات کی ہستی  
بجا ہے کیونکہ اگر تم کو سدا کا نشانہ  
معلوم ہو تو میرے آپ کے علم سے تابو تو  
قیامت آپ کی حق دیکھئے تو اس وقت

اس پر غور کرو کہ اس شخص سے حضور کو کون کون سا اثر حاصل ہوا تھا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمت پر  
آسمان اور زمین و نہاں میں یا نہایت عظیم و بزرگ یا نہایت حقیر و کسوف یفطنت لعل  
کی شکست و خوارگی اور ایک عظیم و بزرگ یا نہایت حقیر و کسوف یفطنت لعل  
سے۔ اور ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمادیا اَنَّا اَنزَلْنَاهُ نَارًا  
شانیہ کی روشنی و برکت ملی آیت سن کر کہیں یہ بالکل جھوٹا و بے بنیاد ہے یا نہایت  
حقاری صاحب حکمت ہے۔ بیشک ہم نے آپ کو کئی کئی شواہد و دلائل پیش کیے ہیں اور خداوند تعالیٰ  
امری و فعلیہ سے عطا فرمایا کہ (ترجمہ قرآنی صاحب مثلاً) اَنزَلْنَاهُ نَارًا (اور خداوند تعالیٰ علیہ  
السلام کی شان و خلیفہ میں ہمارے کئی مشاہد و دلائل و قیاس فرمایا لیکن آپ نے جو یہ فعلیہ و اثریہ  
کو جو کچھ عطا فرمایا وہ کثیر نہیں، اکثر نہیں بلکہ کوشش ہے یعنی بہت ہی زیادہ اور اس سے پہلے  
تہاں رب ہمیں آگ سے لگا کر ہم راہی ہوجاتے تھے۔ جب حق تبارک و تعالیٰ نے آپ سے  
بہت ہی زیادہ دیا اور آگ سے لگا کر ہم راہی ہوجاتے تھے تو پھر زمین آسمان کا ایک  
جو حضور اللہ علیہ السلام کو عطا نہ فرمایا کئی ہوا آگ کی ملکیت نہ ہو۔ نیز قرآنی مجید







خداوند وکیل کے کسی علاقہ و خط میں ہو۔ اور اس بات کا اقرار بھی کرنا پڑے گا کہ حضور غوث پاک کی شان  
تعالیٰ اور خواہ فریاد کرنے والے ہزاروں ہزاروں کی فریاد کو پہنچے ہیں اور ایک وقت میں متعدد  
مقامات پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں۔ جب وہ ہزاروں فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچتے ہیں تو سب کی  
مراجعت یقیناً ایک جہ سے سے مختلف و گول کی مختلف حاجتوں کو پورا فرماتا۔  
مگر جس یقیناً ایک جہ سے سے یا تو سب سے آپ کے غوث (فریاد کو پہنچنے والے)  
کی ممکن کا اختیار نہیں تو اور کیا ہے یا تو سب سے آپ کے غوث (فریاد کو پہنچنے والے)  
کی ممکن کا اختیار نہیں تو اور کیا ہے یا تو سب سے آپ کے غوث (فریاد کو پہنچنے والے)  
کی ممکن کا اختیار نہیں تو اور کیا ہے یا تو سب سے آپ کے غوث (فریاد کو پہنچنے والے)

۱۔ حضرت احمد رضا صاحب دہلوی صاحب دہلوی صاحب  
کی اور سب کی ممکن حاصل ہے یا غوث  
ایک دیکھ کر مصنف دیکھا کہ یہی نہیں ہونی چاہیے ہندو مولیٰ اسماعیل صاحب دہلوی صاحب  
تقدیر الایمان الہی مراد مستقیم کے ساتھ و مٹا ہوا مولیٰ صاحب دہلوی صاحب  
دیوبند مولیٰ حسین احمد صاحب دہلوی صاحب قاری حبیب صاحب کی صحیح کہ مولیٰ صاحب  
مٹا جاتا ہوا مولیٰ صاحب دہلوی صاحب قاری حبیب صاحب کی صحیح کہ مولیٰ صاحب  
غوث اعظم و غوث پاک اعظم صاحب دہلوی صاحب قاری حبیب صاحب کی صحیح کہ مولیٰ صاحب  
مصنف دیکھا کہ ان ممکن کے اختیار سے انکار سراسر ہے معنی اور معنی ہر مقامات ہے اور اس

کا انکار ہی کر سکتا ہے جس کے ساتھ یہ دیوبند ہے۔  
ہم آگے چلے کر اس کو قرآن مجید و احادیث شریفہ و اقوال ائمہ و مشائخ کرام و علماء اہل بیت  
و دیوبند پر ہی ترجیح دے کر دیوبند کے ساتھ ساتھ قارئین کو یہ بتانا بھی چاہیے ہے  
کہ مصنف دیکھا کہ یہی ہے اور غوث نے آؤں کا حلقہ نہیں رہتا۔ وہ خط جو لکھتا ہے۔  
"وہ مقام ہے جہاں دیوبند و اصفیٰ طوبہ ہو حضور کے خدا سلیم کر رہے ہیں۔" ص ۳۰  
اس کے بعد لکھتا ہے۔ "حضور کو دیکھ لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے خدائی اختیار حضرت  
غوث پاک کو دیتے ہیں۔" (دیکھا کہ ص ۳۱) جب واضح طور پر خدا سلیم کرنے کا الزام لگا چکے ہے  
تو اس کے بعد آخر بے باؤں خدا بننے کا الزام لگانے کا یہ مطلب ہے کہ یہی سانس میں خدا  
دوسرے کیا پائی ہیں کی علامت نہیں۔ اور پھر حضرت قدس سرہ العزیز کے متذکرہ بالا اشعار کی  
لے غوث الثقلین کے معنی ہیں اللہ و جن کی فریاد کو پہنچنے والے۔

من گزشت تشریح میں یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ سے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور حضور سے  
آپ (غوث پاک) کو کون کے سب اختیارات ممکن ہیں جیسے خدا کی شان ہے۔ دیکھا کہ ص ۳۲  
بات یا ہاتھ کرے جیسے خدا کی شان ہے۔ دیکھا کہ ص ۳۲  
والی ہے۔ قدیم و حالی ہے۔ اور جو بان خدا کو بعد اختیارات عطا کی ہیں وہ عطا خداوندی ایک  
قد و کا اختیار یا سماجی کیفیت۔ اور خود و تیسرا اختیار قدرت قدس سرہ العزیز کے خاص الامت و قدرت  
ہیں ان امور کے تفصیل بیان فرماتے ہیں۔ اور جب واضح طور پر یہ موجود ہے۔  
مگر ان امور کی ممکن حاصل ہے یا غوث

کی حاصل ہو گا اس بات کی دلیل نہیں کہ قال اللہ تعالیٰ کہ ہر شے اللہ تعالیٰ جیسے یا اللہ تعالیٰ  
جیسے اختیارات کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ اگرچہ نہیں تو پھر بعض اختیارات کے تو الہامی و جبرائی قائل  
ہیں کہ کون میں شائع کیا ہے جس کا مفصل بیان آگے آ رہا ہے، تو کیا یہ خاص شرک نہ ہوگا؟  
کیا بعض امور میں شرک میں اسکا ہو جائے گا، کیا شرک اسی وقت شرک کہ جہاں ہے جب بعد اس میں کسی کو  
خدا کا شرک تھا یا جلتے۔ ۱۔ مصنف دیکھا کہ ان اشعار و ہمارے کے بعد ان کے غوث پر  
ایک ایسی ملت میں اللہ تعالیٰ شرک کا ایک اور شعور کا قسم لکھ لیتے۔ ۲۔  
ای تعریف بھی ہے ماذون بھی تختار بھی ہے  
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد الفتاود

بہت حیا میں ہیں اور یہ شعور نقل کر کے لپٹے بیابان خراہ میں معاملہ یہ تصور کرنا سراسر  
جہالت اور الہامی تصور حدیث کے اقوال سے بے خبری ہے۔ کاش مصنف نے اعتراض دیکھ کر سے  
قبل شیخ محسن علامہ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ کی زبدۃ الآثار تخلص پر مجتہد الاسرار کا  
ملاحظہ کیا ہوتا تو اس قسم کے اعتراضات کی حیرات نہ کرتا۔ ایضاً حضرت قدس سرہ کے متذکرہ بالا ہر دو اشعار  
"زبدۃ الآثار" پر مجتہد الاسرار کے کلام سے ہی مآخذ ہیں۔ حضرت جو۔  
شیخ عزاز جلد بھی نے پیشگوئی کی تھی کہ شمس میں ایک روحان پس نام تیسرا عبد الفتاود  
ہو گا ظاہر ہو گا۔ اس کی ہیبت سے ہر مقامات و وقایع ظاہریوں کے اور اس کی جلالت سے کلمات  
ظاہریوں کی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور حقیقت حلقہ اوندی کی بندوبست پر چھ جائیں گے  
تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

پھر سنسور ایثار بھی کی مجلس میں جب غوث اعظم کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا عنقریب وہ وقت



آئے والا ہے کہ شیدنا عبد القادر کو بہت جلد مقام مل جاتے گا۔ دنیا کے تمام  
عارفین اُن کے ماتحت ہوں گے اور انہیں اس حالت میں رسال ہوگا کہ ان سے بڑھ کر  
خدا اور رسول کی نظروں میں زمین پر محبوب تر ہی انسان دوسرا نہیں ہوگا۔

حضرت شیخ محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت عورت پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر  
چند قرآن نے فرمایا۔ اگرچہ شیدنا عبد القادر بھی نوجوان ہی مگر میں اُن کے سر پر ہاتھ نہ رکھتا  
تھے دیکھ رہا ہوں۔ یہ حضرت عورت کے ہیں۔ ان حضرتوں کی فرمانروائی محض اللہ تعالیٰ  
سے لیکر حکومت اعلیٰ ہوگئی ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم) حضرت الامام شمس الدین شیخ عقیق مودودی  
عبدالحی محمد دہلوی علیہ الرحمۃ اور اس کے عقیدہ آسان گئے ہیں۔ ابوسید خدیجی سے  
قطب وقت کے اوصاف و صفات گئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے  
قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام امور کا اختیار اسے دیا جاتا ہے۔  
لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کا کون سا ہے۔ آپ نے فرمایا شیخ  
عبد القادر ہی ہی ایسی شخصیت ہیں۔

شیخ عقیق مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
متنبر بیان کیا کہ ایک نوجوان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تو اپنے خلیفہ اس کا حکم تو  
آسمانوں پہنچتا ہے وہ ہزار فیضانِ شانِ زہرا ہے۔ حکومت میں ہے سے سفید باز کے  
نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم) حضرت الامام شمس الدین شیخ عقیق مودودی

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے  
چچا الامام شہاب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ۱۰۰۰ھ میں جناب خورشید پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی زیارت کو آیا۔ پیسہ چھٹاپا کہ نہایت ہی ادب کیا۔ آپ کے سامنے دو نوہرہ لکڑی کے گولے  
پڑے۔ جب میں مدد سے اٹھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آپ اس قوم کے دو بانیوں پر رکھے  
تھے۔ ۶۔ آپ نے فرمایا میں ادب کیوں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارا ت و چون  
و حکومت عطا فرمائی ہے۔ میں اس کا ادب کیوں کرتا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میں ادب  
کرنے کا حکم دیا ہے۔

شیخ مودودی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کا انہماک ادب کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں کے در  
و دیانت کی تو فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء ہی و شہ عارفین ہیں۔ میں ان کیسے ادب نہ کر سکوں۔

جس کے سامنے فرشتے بھی ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہم) حضرت الامام شمس الدین شیخ عقیق مودودی  
الطوفان یعنی اللہ تعالیٰ منہ کا تصور تو صرف انہی ہے کہ شیخ المحدثین شیخ عقیق مودودی شیخ

عبدالحی صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام اور شیخ عزاد لکھنوی، شیخ منصور لکھنوی،  
شیخ حماد دہلوی، شیخ عقیق مودودی، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، شیخ مودودی الزوی قدرت  
اسرار رحمہم ہے الامام اولیاء اللہ کے اقوال و بیانات کو منقول کر دیا۔ لیکن مصنف دیکھا کہ اپنی  
آنکھوں پر لٹائی ہوئی تصویر اپنی بالیدہ کندہ کردہ بال اولیاء کرام اللہ شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ  
کی طرف تو دیکھتا لیکن اوجھت تھی بنیادی و الزام تراشی کا مظاہرہ الطوفان فاضل بریلوی  
علیہ الرحمۃ کی بات کرانی کے خلاف کہتا ہے۔ جیسے اس کی تہ براہ راست مذکورہ بالا الامام  
اولیاء کرام قدرت اسرار رحمہم و شیخ عقیق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ پر ٹپکتا ہے یا نہیں۔  
اور الطوفان امام اہل سنت کا یہ شعر ہے

وہی تعریف ہی ہے مازول بھی مختار بھی ہے  
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس کا کوئی حق حضرت شیخ عبدالحی صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام سے مختلف ہے۔  
یہ وہی شیخ عبدالحی محدث دہلوی ہیں جو سوانح قاضی صاحب پر شیخ عبدالحی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
اور مودودی رشید میں لکھو یہ صاحب محترم تھے ہیں اور یہ خود مصنف دیکھا کہ شیخ پر  
شیخ عبدالحی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر معتبر رہا ہے۔ معاذ اللہ کہ شیخ عقیق محدث دہلوی  
علیہ الرحمۃ اور مذکورہ بالا حضرات اولیاء و مشورہ کرام مشرک تھے آخر کچھ تو شرم و مہم پہنچتے۔  
مصنف دیکھا کہ تے جھلکے جھلکے مفرقات الطوفان حضرت حق اولیاء اللہ کے حوالہ  
نقل کر کے اپنی کردہ باطنی کثرت دیکھتے کہ بغیر حوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔  
اس پر اسے کیا اعتراض ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ بلا حور و فخر نفس حوالہ نقل کر دیکھو  
تو کافی نہیں ہوتا۔ مصنف دیکھا کہ اور دیر ہند سے نجد تک کے علماء کو جان لینا چاہیے کہ  
یہ فاضل بریلوی ہی ہیں پر ان کے آقا صلات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا یہ کہہ ہے کہ ان کی زبان و قلم  
سے کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں نکلتی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ معاندین مکرری بار بار کو مر جاتیں اور  
انہیں حوالہ دے۔ یہ ان کی اپنی ہے پس تو ہو سکتی ہے مگر سرکارنا الطوفان حضرت مجدد دین و ملت کے ان  
ایسا نہیں کہ کوئی بات بلا دلیل و ثبوت کہی جلتے۔



۱۶  
 کاش مصنف دھماکے کبھی یہی ہوتا تو وہ بھگتے بھگتے اپنے اس مرض  
 لا دیتا نہ پھینکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الْأَمْنُ مَلَكُوتٌ**  
**يَعْنِي مَلَكُوتُ الْأَرْضِ وَ مَلَكُوتُ السَّمَاءِ وَ مَلَكُوتُ النَّارِ**۔ ابدال میری امانت  
 میں میں ہی! نہیں سے زمین قائم ہے۔ انہوں کے سبب تم پر عینہ اتر گئے۔ انہیں کے ہاتھ  
 نہیں دوئے ہے۔ **الْمُتَّقِينَ فِي الْأَرْضِ مِنْ غَيْرِ اللَّهِ لَأُولَ الْأَمْنِ**۔  
 پسند صحیح۔  
 مصنف دھماکے کی دیر دیر ہی اس انتہا کو پہنچا ہے کہ وہ اپنے صوفیہ و مطالعہ و علم  
 واقفیت کا نام تو کرتا نہیں اور بڑی بڑی کتابوں سے موبہاں خدا کے خدا و افضال و کمالات  
 کا انکار ہے درج کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہ کتاب کے مولانا احمد رضا حضرت شیخ  
 عبدالقادر جیلانی کے طرف نسبت کر کے کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا **أَنْتَابُ عُلُوقِ نَبِيِّكَ** جب  
 تک مجھے سلام نہ کرے۔ یہاں تک کہ آپ مجھ پر سلام کرتے ہیں۔ **وَالْحَمْدُ لِلَّهِ**  
 اندر کہ مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا کا کتاب **شرح استمداؤں** میں لکھتے ہیں۔  
**اولاد میں ایک مرتبہ اصحاب التوحید کا ہے جو ہر جہ میں وقت چاہتے ہیں جو معبود ہوجاتی ہے**  
**جسے تم کہنا چاہو گویا۔ (شرح استمداؤں ص ۱)**  
 مصنف دھماکے نے جسے توڑی جلدی لکھ کر دی ہے مگر سیدی امام علی سنت محمد و  
 ملت قدس سرہ العزیزہ سیدی امام علیہ السلام حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب  
 مدظلہ العالی سے جو تیر دست و دلانی قائم آئے ان کو چھوٹے چھوٹے مصنف کے دانت  
 لکھتے ہوتے تھے۔ دیوبند قوم میں مذہب جبروت اور سنی بھوک تھا تو اعلیٰ حضرت فاضل  
 بریلوی اور آپ کے شاگرد و اولاد اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب  
 قدس سرہ العالی کے دلائل کا قورق زبانی باتوں سے غایا ہی ہوتے تھے۔ عوام کو گمراہ کرنے  
 کی سعی کرتے۔ معلوم نہیں مصنف دھماکے کی فہم کہاں نہضت ہو گئی تھی۔ حوالہ تو نقل کر دیا  
 مولانا احمد رضا الامین والعلیٰ میں یوں لکھتے ہیں۔ مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا  
 شرح استمداؤں میں یوں کہتے ہیں۔ **شیک ہے کہتے ہیں مگر کیا آپ کی طرح ہے دلیل و ثبوت**  
 کہتے ہیں وہی خیالی انداز ہاں باقول سے دل بہوتے ہیں۔ انہوں نے دیوبند قوم پر دلائل کی  
 ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ زبان ملازی اندلی خرافات کے منہ سے جبرے کو ہر ہے ہی

۱۷  
 کین انہوں نے جو کچھ لکھ دیا اور جو دلائل قائم فرماتے ان کا جواب کہاں ہے۔  
 الامن والعلیٰ اور مشورۃ استمداد آئی جیسی ہیں۔ الامن والعلیٰ  
 الامن تالیف الامن استمداد الامن تالیف استمداد ہے۔ گویا الامن والعلیٰ  
 آج سے ۸۵ سال قبل اندر الامن استمداد آج سے ۵۹ سال پہلے سے شائع ہوئی۔ جب  
 سے اب تک مولوی قائم صاحب نانوتوی پانی پور صوبہ ہند۔ مولوی رشید گڑھی صاحب  
 مولوی اشرف علی نقاوی صاحب۔ مولوی علیل احمد انیسوی صاحب۔ مولوی انور احمد شمیری  
 صاحب اور مولوی محمد الحسن دیوبندی صاحب جیسے لکھی ہوئے انداز سے لیکن کسی کو  
 الامن والعلیٰ یا الاستمداد کے ایک حرف پر بھی جرات لب کشائی نہ ہوئی یا  
 الابر دیوبند ۸۵ سال تک شریک قبول کرتے رہے۔ اور آج دیوبند قوم میں مصنف دھماکے  
 ہی ایک فاضل اندیشہ و توجہ میں امتیاز کسے والا پیدا ہوا۔ دیوبند قوم مصنف دھماکے کی  
 بھتیگیوں پر خوش تو رہتی ہے لیکن دنیا اب بہت اس کے کل غلبے ہے اب علم کی آنکھوں پر دھواں  
 نہیں چھوٹی جاسکتی۔ ہر فن میں دشمن و منافق مزاج دیکھ رہے ہیں اب امام امانت سیدی  
 اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم کا جواب نانوتوی، گلوہی، نقاوی، انیسوی وغیرہ  
 نہ ہر کتاب کی جگہ مصنف دھماکے کی کتابوں کا ہے۔ جلاشیہ  
 یہ وہ دوبار سلطان قلم ہے!  
 یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے  
 اب آئیے سیدی اعلیٰ حضرت کا اصل بریلوی قدس سرہ العزیزہ نے جو کچھ ارقا فرمایا اس کا  
 حوالہ دیا فرماتے۔ لکھتے ہیں امام اعلیٰ سیدی نور الدین، ابو الحسن علی شافعی قدس سرہ  
 الرزاقی (جس میں امام جلیل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن احمد بن یحییٰ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 نے صراۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیر، العالم المقرادی سے  
 وصف کیا۔ کتاب مستطاب بہجتہ الاسرار شریف میں بسند خود روایت ہیں احقر فنا  
 ابو الحسن عبد السلام بن ابی عبد اللہ محمد بن عبد عبد السلام  
 بن ابو القاسم بن عبد السلام البصری الاصل البغدادی المولود  
 والسداسی بالقاهرة سنة احدى و سبعین قریب صاتیہ قال  
 اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی بن سلیمان البغدادی ان عیالہ بغداد







امام محمد بن عبد الرحمن نے فرمایا اللہ عزوجل کا ہر نام عالم میں اپنے معنی کے مناسب تھا پہلے رسول  
 کرنے والے ہے اللہ اللہ کے کچھ نام ہیں کہ جب اسماء اللہ کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں اشیاء اور ان  
 کے لئے سکون پاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی اور ہمارے بھی معنی اللہ علیہ وسلم  
 سے خبر دی جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے اور یہ رسولوں کے ہر نام میں اس قدر کثرت سے  
 جاری ہے کہ گناہ جانتے۔ اسی میں امام ابو العباس احمد قلیبی کی تفسیر ہے۔ قال وحبیب  
 بن الورد من الابدال سو قال بسم اللہ صادقاً علی جبل مسرا و  
 فی ہذا اشارت بعض اہل الاشارات فتولب بسم اللہ منک  
 یستدلون کن منہ۔ یہی وسیعہ ہے کہ وہی سترہ کہ ابدال سے تھے فرماتے تھے  
 کہ اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے تو پہاڑ اٹھ جائے گا۔ اسی طرح بعض اہل کلام  
 نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کون فرماتے کہ جبکہ ہے  
 اسی میں ہے۔ وعد الحائس من العکرامات اسماء المتکون اور اس عرفی  
 الا سماء واما بجمود الصدق لان بسم اللہ منک حیثین بسم اللہ کن  
 منک کن اشارت الیہ بعض العارفین من اہل التکون وهو صحیح۔  
 یعنی امام علی ملت والقرین حائس نے کہ ان اشیاء موجودہ کے معنی کے ناموں کو تیار کیا ہے  
 وہ کو وہ معلوم ہو جس سے تھے موجود ہو جاتے تھے اسے لیا اور معلوم تھے وہی ہو گئی یا  
 مجرور اپنے صدق سے کہ صادق کا بسم اللہ کہنا خالق کے کون فرماتے کہ جبکہ ہے بعض الیام  
 نے کہ خود اصحاب تکوین میں سے تھے اس کی طرف اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ مشتق دھماکہ کی جہت سے ہے کہ اصل عبارت نقل کرتے ہوئے ان کے ساتھ مذکورہ الفاظ  
 کا جواب دیتا ہے اور اس اعتراض کے ایک طرف پہچانتا ہے کیا محض اعتراض کرنا ہی کافی ہوتا ہے  
 اللہ کے ساتھ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔  
 جس شخص نے بھی دھماکہ کا پانچ نظریے کے ساتھ مطالعہ کیا ہے وہ مختلف دھماکہ کی  
 خیانتوں میں اسطے عبارت کی داد دیتے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ سیدنا امام  
 ابی اسحق علیہ صلوٰۃ وعلیہ وسلم نے فرمایا ہے انا معنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موت میں اس کی کہنے  
 ان لا حکم جہاں میں نافذ  
 قبضہ لکھ رکھتے ہیں

فتاویٰ گل کے نائب اکبر  
 کن کا رنگ دکھاتے ہیں  
 ایک معنی دھماکہ اس پہاڑ پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں: قرآن کریم نے  
 کن فیکون اللہ شای تہو کی ہے اور اسے خود کی قدرت کا نشان کہتا ہے۔ مگر یہی غیب میں  
 تعویذ کائنات کے سب اختیارات قدرت علیٰ ہاں کو مالاں۔  
 جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا باقی رہا۔ زندہ کن و مارنا و بلاق و بنا  
 نکل و بنا، ہر ایک کا، شفا و بنا یہ سب تعویذ خدا تعالیٰ نے حضرت خوث پاک کو حقیقی طور پر  
 دے دی ہیں۔ حضرت خوث پاک کی طرف اس قدر قوت کی نسبت مجازی نہیں۔ یہ جوہر کا  
 قید و بند نہ تھا تمام صفات اعلیٰ الہی حضرت خوث پاک کو حقیقی طور پر حاصل ہیں۔  
 ہے ہوا کی شعری۔ شعر ہے حضرت نبی اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 شان رفیع میں۔ یہ صاحب اللہ کو حضرت خوث پاک کی قدر و سراہنہ میں سمجھ کر وہ کچھ تہو کر رہے  
 ہیں کہ عقل و خیانت سرایت لیتی ہے۔ حالانکہ مصنف دھماکہ کے پیش کر رہے ہیں شعری  
 درمیان کا شعر۔

فتاویٰ گل کے نائب اکبر  
 کن کا رنگ دکھاتے ہیں

جو دماغی طور پر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شعر حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع  
 میں ہے۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ تادریک کا نائب اکبر کون ہے حق جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 مصنف دھماکہ نے صدر جہاں عبارت میں کتنے دھماکے میں کتنی مقدار و قوت کی  
 اہم اور ہر سب کچھ زبانی لکھی اور وہی خیال نہ کوئی دلیل نہ کوئی ثبوت۔ اقلہ دھماکے یہ کیا  
 قرآن کریم نے کن فیکون کی شان بتلاتی ہے۔ (اگر یہ وہی علی علیہ السلام ہے) ہذا معنی کے  
 اعلیٰ و علی ثبوت پیش نہ کر سکا۔ مگر اس کے ساتھ میں جس چیز کو وہ لایا اس کو وہ خود اپنے  
 الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ مگر یہی مذہب میں تدبیر کائنات کے سب اختیارات حضرت  
 خوث پاک کو حاصل ہیں (اور ثبوت معقولہ اس کا بھی نہیں)۔ بہر حال ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا کن  
 فیکون اور تدبیر کائنات ایک ہی چیز ہے۔ اگر نہیں تو اس کو ایک دوسرے کے  
 مقام میں نہ کر سکتے کہ مفسدہ دھماکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف دھماکہ نے علم خود



وہ تو کیا پتا ہے غرض کہ اسے کن فیکون کی شان ہو سکتی ہو اور اسے تہذیب کا شاعر  
 کیا ہو وہ تو جہاں تک اس کا تعلق ہے وہاں تک یہاں تک کہ اسے قائل ہے کہ حضرت  
 فریم کی ہمت ہے کہ وہ اسے معلوم ہوتا ہے وہاں تک کہ اسے قائل ہے کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے  
 کے بعد اس کے بعد اس کا تعلق ہے وہاں تک کہ اسے قائل ہے کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے  
 حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر دے دیں ہیں اس سے ایک سطر اس کے پورے ہے۔  
 یہ تمام اعتبارات لفظ الہی حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر حاصل تھیں۔ اعتبارات کی یہی صورت تھی  
 ایک ہی حالت میں دو باتیں۔ خود اعتراف کرتے ہیں کہ لفظ الہی اور حقیقی الہی کے درمیان  
 اس سے پہلے خود اعتراف کیا کہ یہ قدرتی خدا تھا اسے نے حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر  
 دے دیں تھی۔ جب لفظ الہی ہے اسے دیکھیں کہ اس کے الفاظ کچھ ایسے تو ہیں  
 حقیقی کیا مطلب ہے۔ اور میرا مطلب ہے کہ ایک عبارت یہ بھی ہے۔ حضرت عزت پاک کی طرف اس  
 قدر تاکید ہے کہ انہی نہیں دیکھ سکتے کہ وہاں تک کہ اس کے لئے قابل قبول تھی۔  
 فریم اس کی آگاہی کے لئے ہے کہ یہی ہے کہ حقیقی خدا کی طرف اس اعتبارات کی نسبت یقیناً  
 مجاہد ہے۔ حقیقی قدرتی خدا عزوجل کا وہ مطلق کو حال ہے اور اس کا واضح ثبوت صحت و حمار  
 کے واسطے ہے کہ لفظ الہی حاصل ہے اسے دیکھیں کیا۔ لفظ الہی، حاصل ہونا، ورنہ  
 اس بات کی حیرت ہے کہ میرا خدا کو جو کہ میری قدرتی حالت میں وہ تازی ہے اور اس قدر عقل  
 و حقیقت۔ مگر وہ خود اس تفریق کو سمجھنے کے باوجود وہ وہاں تک کہ اس کے لئے ہے۔  
 مختلف دھماکے اپنے اس صورت میں ایک اور بہت ہی عجیب بات کہی ہے۔ لفظ  
 ہے تہذیب کی بات کے سب اعتبارات حضرت عزت پاک کو حال ہیں۔ خود سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے  
 دست تصرف میں کیا باقی رہا۔ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا دینا  
 یہ سب قدرتی خدا تعالیٰ نے حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر دے دیں ہیں۔  
 خدا تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا باقی رہا۔ یہ بھی خوب۔ ہم تو چاہتے ہیں جب خدا تعالیٰ  
 نے کچھ نہیں بنایا تھا۔ زندگی، موت، رزق، تنگی، بیماری اور شفا وغیرہ کہ پیدا نہیں کیا تھا  
 اس وقت خدا تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا تھا وہاں تک کہ ہمیں کہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ اس  
 وقت خالی ہوتا تھا اس کے دست تصرف میں کچھ بھی نہ تھا۔ اگر کہیں سب کچھ تھا تو پھر خدا تعالیٰ اپنے  
 انہوں کو جو کچھ خالی ہوتا تھا کہیں ہوگا۔ حضرت عزت پاک کو اعتبارات دیتے ہیں۔ عزت پاک تو

اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہ تو کیا قدرتی ہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں  
 جو حضرت عزت پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حال ہیں۔ وہ تو کیا اپنے گھروں کو کہتے ہیں یہ ہمارا گھر ہے  
 یہ میرا گھر ہے۔ یا ہمارا ہے۔ شاہ خاں کو مسعودی عرب کا فرزند مانتے ہیں، سیاہ و سفید ایک  
 مانتے ہیں۔ بتایا ہوا ہے کہ آپ کا مکان خدا تعالیٰ کا ہے۔ آپ کا گھر پادشاہ خدا تعالیٰ کا ہے۔  
 سودی عرب کیا اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں نہیں۔ خدا تعالیٰ خدا تعالیٰ اپنے مقبول بارگاہ کو  
 دیکھیں تو اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔  
 ہاں رہیں تہذیب کی بات تو اس کے اعتبارات کو فریم خدا تعالیٰ کے ہاں فرشتوں کو  
 میں حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ان فرشتوں کی کرامات کا بیان کیا  
 ان کی تہذیب ہے۔ وہ تو حقیقی الامت موعود اشراف علی صافی صافی اس کا ترجمہ کیا کرتے  
 ہیں۔ قسم تھی فرشتوں کی پھر یہ کہ تہذیب کے لئے اس قدر تہذیب تھی کہ شائق کو وہ شیخ برکت ملی  
 ایڈمنسٹریشن کا دارالحدیث ہے۔ جب تہذیب دنیا کے اعتبارات خود اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے  
 سپرد فرمائے ہیں تو انہیں اسے لگا۔ یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام اور انہوں نے سید المرسلین  
 جب اللہ تعالیٰ نے اسے دیا تو ان سے کہیں یہاں وہ تہذیب کی بات کے اعتبارات حاصل ہیں اور  
 فرشتوں کو تہذیب و سب کے اعتبارات دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہاتھ خالی نہیں ہوتا تو حضرت  
 انبیاء و رسل علیہم السلام یا تہذیب حضرت عزت پاک قدرتی سترہ کو تہذیب کی بات کے اعتبارات دیتے  
 سے کہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ خالی ہو گیا یا اس کا وہ مطلق کے دست قدرت میں کیوں کچھ  
 رہا۔  
 مختلف دھماکے کہ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا  
 دینا سب قدرتی خدا تعالیٰ کی ہیں۔ برائیوں کا عقیدہ ہے خدا تعالیٰ نے حضرت عزت پاک کو  
 دے دیں ہیں۔  
 ہم کہتے ہیں خدا تعالیٰ کے عطا فرمائے ہیں آپ کو کیا اعزاز ہے۔ اگر ہے  
 تو میرا دل اس کا جواب دیتے۔  
 دیکھتے رہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت ہے لیکن خود اللہ عزوجل اپنے پیارے نبی صلی  
 علیہ وسلم علیہا الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے۔ **وَأَوْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَمَا خَلَقْتَ**  
**الطِّينَ بِرَأْيِ قَلْبِكَ فَخَلَقَ مِثْلَكَ طِينًا بِأَرْوَاهِ وَطَبَخَ الْأَكْمَامَ**



وَالَّذِينَ يَدْعُونَ يَدْعُوا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْمَوْتِ يَدْعُوا - اور جب تو جانا مٹی سے پروردگار کے پاس پہنچے گا تو وہ تجھ کو اپنے پاس سے پکارے گا اور اس میں تیرا ہونا ہے پروردگار سے  
اور تو اس کی دعا کو مانگے اور سفید راع والے کو میری پروا کی ہے۔ اور جب  
اور تو اس کی دعا کو مانگے اور سفید راع والے کو میری پروا کی ہے۔ اور جب  
تو فرود سے نر سے زندہ نکلتا ہے میری پروا کی ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام افسوس  
ہو۔ اِنْ اَخْلَقَ لَكُمْ مِنْ الطَّيْرِ فَاصْلَحْ فِيْهِ فَيَكُنْ لَكُمْ طَيْرًا  
يَا ذَا النُّفُورِ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِ الْطَّيْرِ فَاصْلَحْ فِيْهِ فَيَكُنْ لَكُمْ طَيْرًا  
يَا ذَا النُّفُورِ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِ الْطَّيْرِ فَاصْلَحْ فِيْهِ فَيَكُنْ لَكُمْ طَيْرًا  
اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِ الْطَّيْرِ فَاصْلَحْ فِيْهِ فَيَكُنْ لَكُمْ طَيْرًا  
لَكُمْ لَعْنُ الدِّيَارِ حَتَّى تَكُوْنُ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِ الْطَّيْرِ فَاصْلَحْ فِيْهِ فَيَكُنْ لَكُمْ طَيْرًا  
پھر میری پروا میں تیرا ہونا ہے پروردگار سے نر سے زندہ نکلتا ہے میری پروا کی ہے۔ اور جب  
مادہ زاد آدمی اور مرنے والے کو اور زندہ کرنا ہوں مرد سے انسان کی پروا کی ہے  
اور میں نہیں خبر دیتا ہوں جو تم کو اس کے اندر جو کچھ رکھتا ہے جمع رکھتے ہو۔ اور تاکہ میں صاف کر سکوں  
تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں۔ یہاں اللہ صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

- (۱) حق کو تامل
  - (۲) شفا دینا ہونا
  - (۳) مرد سے جلتا ہونا
  - (۴) بعض حراموں کو حلال کرنا ہونا۔
- اب صنف و جماد ہلکے کہ خدا تعالیٰ کے دست تصرف میں کچھ باتیں ہیں  
یا اسناد اللہ تعالیٰ خود اپنے دست لقم سے خلق کرنا۔ زندہ کرنا۔ اشفا دینا۔ مرد سے  
جولنا۔ حرام حلال کرنا وغیرہ اختیارات عیسیٰ علیہ السلام کو دینے والے کے لایعنی معیار  
سے بے تفرق قوت نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے بتایا جائے کہ اس طرح ہے۔  
اور قرآن مجید صریحاً حکم دیتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی نے بتایا تو پھر ہمارے آقا و  
نور اور اپنے محبوب سیدنا امیر المومنین علیہ السلام یا اپنے محبوب بندہ سیدنا  
خون اکرم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہی اختیار عطا فرماتے ہیں  
کس طرح مانا جائے ہوگا۔ کس طرح اس کے دست تصرف میں کچھ نہ رہا۔ جب  
ایک ہی اللہ کے حکم سے خلق کو جس سے تو اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے رزق نہیں دے سکتا

مرد سے زندہ کر سکتا ہے تو کیا رزق نہیں دے سکتا۔  
وہ ہندی دہلی انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام محبوبان خدا کے خدا اور خدا کے  
وہ کائنات کے خلاف اس میں کیا سے قیاد کر سکتے ہیں جیسے انہوں نے معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو یا زندہ  
کیا ہوا ہے کسی کو کہ مرد سے اور ان کی سب سے بڑی حماقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے زعم  
یا علم میں انبیاء و رسل علیہم السلام اور محبوبان خدا کو اللہ جل و علا کا تہذیب یا صریحاً کہا ہے  
لیکن اس طرح اللہ عزوجل نے انہیں قرآن مجید سے بھی نہ سنا، نہ دیکھا۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے  
یہی اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو اتنا ہی مانا ہے جتنا قرآن و حدیث کے رشتہ  
وہ ان کے واسطے شرا بہت ہے۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر غیظ و کرم کی غذا یہ ہے کہ  
وہ محبوبان خدا و مقبولان ہدایا کے خدا اور خدا کے و کائنات کے گھٹانے میں ایڑی جھکی لاندہ  
نہایت ہیں۔ اور پھر صحت اس بات کہ ہے کہ جو اختیارات یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو جس طرح صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم یا سیدنا خونس اکرم قدس سرہ کے لئے کہتے ہیں یہ وہ اپنے مولویوں میں  
بدعت عام مانتے ہیں اس کو ایسا واسطہ جانتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ زندہ کرنا، مارنا، اشفا دینا  
وغیرہ سرکار خونس اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیت پرستیوں سے ماننے کو تیار نہیں۔ ذاتی  
عطائی، حقیقی اور مجازی اختیارات کی تفریق تسلیم کرنے کو تیار نہیں لیکن یہاں ان کے اپنے  
خود ساختہ قلعہ عالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا نام آلیا فرمایا کرتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کرنا مردوں کو مرنے نہ دینا  
اس مسیحائی کو رکھیں زوری این مریم  
(مریم گنگوہی صاحب) یہی ہے ای مریم عیسیٰ علیہ السلام آپ کے تو ایک ہی نام کیا کہ مردوں  
کو زندہ کیا لیکن ہمارے قلعہ عالم نے ڈال کا کیا مردوں کو زندہ کیا اور مردوں کو مرنے نہ دیا۔  
ہے وہ ہندو بولنے لگے قلعہ عالم کا عقل و اور اس سے ورا کام کو مردوں کو زندہ کیا اور مردوں کو  
میت نہ دیا۔ دیانت طلب امر یہ ہے کہ یہ گنگوہی صاحب نے کسی کو مرنے کی نہ دیا تو مردوں  
کو زندہ کیسے کر دیا۔ زندہ تو وہ ہوتا ہے جو مر گیا ہو لیکن جب گنگوہی نے کسی کو مرنے کی نہ دیا تو مردوں  
کس کو کر دیا۔ اور وہ خدا اور ان کی زندگی میں مولوی قائم یا تو تو صاحب بالی در سر دیوبند  
کیسے مر گئے۔ اس فلسفہ کو اگر گنگوہی صاحب اپنے آپ کو بھی نہ مرنے دیتے تو وہ کچھ بھولتے  
اس اللہ و مال صنف و جماد کے اس کا رول نہیں۔ البتہ وہ اس مرد پر بنا سکتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر



۱۰ - "ہرگز نہیں اس کی صاحبِ حریت ہو، اچھے محبوب صاحبِ آزاد ہو، اس کا دھڑکا  
اثر ہے اس پر تو دل کی گلاب سے چھپے صاحبِ آزاد سے ہے وہ حریت ہو، اکی ایک کر"

جعل مزد جنت عندا ہو گیا  
ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا  
ایک خط قرم سے روانے اپنے کا قافلہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ ارفع میں  
یہ کہم دیا ہے  
ایک کام حکم جہاں میں نافذ  
قبضہ کی یہ رکھاتے یہ ہیں  
نادید کی کے نائب اکبر  
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں







۱- واجب الوجود اشراقی حقیقی صفات میں سے تھوڑی ایک صفت ہے اس لئے کہ (ایک گروہ) تھوڑی کو انسانی صفات میں سے جانتے ہیں اور قدرت و ارادہ عالم کے پیدا کرنے میں کافی ہے۔  
یہ بات یہ ہے کہ قدرت اور ارادہ کے حوالہ تھوڑی ایک صفت حقیقی صفت ہے؟  
تھوڑی بلا حیات میں یہ کسی طرح نہیں کر سکتا کہ اپنے کسی کو بھی تھوڑی کے ہاڑی اختیار کر لے  
پس اگر ذاتی و حقیقی و ہاڑی کا فرق غلط نہ رکھا گیا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حکم الہی میں  
اپنا اختیار یا غرور سے اس کی مخالفت کیے ہو گئے گی۔ اور صلی علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کی طرف  
سے تھوڑی کے حاصل اختیار کا انکار کر کے قرآن مجید کا وسادہ مشرا انکار کرنا پیشہ کا کچھ نہیں  
وہ اسلام الہی کے لئے نہ بنا، نہ احد جو کہ خدا کے حکم سے آؤںات ہے۔ ہمارے اس آ  
کا ثبوت خود صفت و حاکم کے پیش کردہ حوالوں سے ملے۔ وہ خود کہتے ہیں۔

۲- ہم بلا شک نے کیا خوب کہا ہے۔ ملجاء الی خلقی السموات والارض و غیرہا  
من الخلق فی وجہ فعل السرب تبارک و تعالیٰ و اس کے خالص سبب بشارت  
و فضل و اسرار و حوالہ حق صور التکوین غیر مخلوق و ماکان بخلق و اسرار  
و تحقیق و تکوین۔ تھوڑی مفعول المخلوق و سکون۔ صلی علیہ السلام جبراً ہوا  
بلکہ اس کا ترجمہ خود صفت و حاکم کے لئے انصاف میں ہے۔ خدا کے فعل میں تھوڑی سے  
جس کو جو وہ مفعول ہے لہذا ہے اس کی تھوڑی ہو گئی ہے۔ وہ خود صاحب تھوڑی نہیں  
لہذا حقیقی صرف تعالیٰ ہے۔ (و حاکم ص ۱۱)

جواب دیکھئے تبارک و تعالیٰ کی حدیث پاک میں تھوڑی کے ساتھ ہمارے توفیق کی تائید گدی ہے۔  
ہے حیات سے صفت و حاکم پر ہر پے کے اپنا تائید میں پیش کر رہا ہے۔ خط کشیہ اصطلاح علم میں  
خدا کے فعل میں تھوڑی سے جس کو جو وہ مفعول ہے لہذا ہے اس میں معاذ اللہ ہے اور ترجمہ  
میں باضافہ مفعول پر ہر پے کے کہ تھوڑی حقیقی صرف خدا ہے۔ اس میں جس کو انکار ہے تھوڑی  
تثقیل یا شہ تبارک تعالیٰ ہے اس میں ہاڑی کی نفی نہیں تھوڑی کی نفی ہے۔ اس میں خدا کی ایک ہی ذات  
ہے بلکہ صفت و حاکم کی حیات و امی ہے جس کے باوجود وہ اس مہارت کو خدا تعالیٰ کے  
ساتھ اپنے خط توفیق کی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ اور حدیث کی مذکورہ مہارت کا یہ جملہ ہی بلا شہ  
اپنی جگہ ہے۔ خدا کے فعل میں تھوڑی سے جس کو جو وہ مفعول ہے لہذا ہے۔ بلا شہ  
وہ خط نہیں ہو سکتا۔ اس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں۔

۳- شرح تبارک و تعالیٰ میں ہے۔ التکوین قدیم و المستقل بہ ہوا ملکوت و ہوا  
حادث۔ صفت و حاکم کے لئے الفاظ میں اس کا ترجمہ یہ ہے تھوڑی تھوڑی ہوا و حادث  
ہے لہذا ہے۔ لیکن تھوڑی کی صفت خود یہ ہے کہ اس کی شان تھوڑی کا قرار دینا اسے قدیم  
اور حادث مانا ہے۔ فالصفات الانسانیہ عندنا ناقصہ۔ شرح تبارک و تعالیٰ میں ہوا  
اس کا ترجمہ صفت و حاکم کے لئے الفاظ میں یہ ہے ہم صلی علیہ السلام کو بھی انسانی  
صفت ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات ہے۔

جواب شرح تبارک و تعالیٰ کی صفت میں اس بات کا بیان ہے جس کی تھوڑی ہوا و حادث  
ہے۔ لہذا ہے اور تھوڑی کی صفت قدیم ہے اور اس کے آگے کے الفاظ خود کشیہ مہارت اس کی  
اپنی حدیثی ہے اور کسی لفظ کا ترجمہ نہیں کر سکتا کہ اس کی شان تھوڑی کا قرار دینا اسے قدیم  
ہے۔ مہارت میں یہ نیات و غرضی تھوڑی فعلی ہے اور وہی شرح تبارک و تعالیٰ میں ہوا کی مہارت ذکر ہوئی ہے  
کہ ترجمہ میں اس کا ہے اندھیان و یہ ایسا ہی کہ تھوڑی اس مہارت کا صاف اور سیدھا ترجمہ  
میں یہ ہے کہ صفات انسانیہ ہمارے نزدیک آشوب ہیں۔ آٹھ کے لفظ کو صفت و حاکم مطلقاً ہی  
کہا گیا اور اس کی جگہ میں مثال کے بعد ہم صلی علیہ السلام کو بھی انسانی صفت ہے جو خدا تعالیٰ کی  
شان ہے بتایا جائے کہ یہی تھوڑی کوئی سے غلطاً ترجمہ ہے۔ اور خود تبارک تعالیٰ کی شان ہے۔  
کوئی سے لفظ کا ترجمہ ہے؟ ترجمہ میں تفرق احد ہے ایسا ہے ہی دوسرے مہارت کی مہارت  
تبارک تعالیٰ تو شرح تبارک و تعالیٰ میں تھوڑی مہارت کی قرآن مجید کی آیت مبارک کہ تھوڑی اختیار  
تھوڑی مہارت کی نفی کہی ہوئی تاکہ علوم قرآن فہیم کے نام سے تو مہارت ہوتے مہارت تھوڑی  
تھوڑی خود ہو رہے۔

۴- حضرت شیخ رشید القادری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الموقوف فیہ  
القائلون ان اللہ فوض مدد بیدار المخلوق الی الائمۃ فان اللہ اقدس  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خلق العالم وقد بیدار فیہ فیہ العالین ص ۱۱  
جواب صفت و حاکم کے لئے ہوا ہاڑی کو چھاننے کے لئے اگرچہ فہیم کی اس مہارت کا ترجمہ  
اور اس میں کیا۔ لیکن اس میں بھی وہی کہ ہے میں کو ہم پہلے جواب میں فقرہ بیان کر آئے ہیں  
بہتر و معقولہ ہے کہ وہ دنیا کو پیدا کرنے اور تہذیب و انصاف کے دستک صلی علیہ السلام اختیار  
مفعول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ائمہ کرام کو مہارت سے تو اس میں موقوفہ کے قائل ہونا







کے ملنے سرنگوں ہو جاتے تھے۔  
 امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کو ایسا ہی بنا دیا ہے کہ جو خدا تعالیٰ سے دور ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔  
 مسیحا فرشتہ امیر الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ سے دور ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔  
 علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ سے دور ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔  
 علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ سے دور ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔  
 علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ سے دور ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔

نکاح و مرد و عورت سے بدل جائی ہیں نقد و بیرونی  
 جو کہ فوق یقین کامل تو کث جاتی ہیں زبیر

یہاں پر میرا حق قدرت و ہمتی۔ خود الف تھی۔ فی انہی اقبال کے متعلق کیا سنتی ہے؟  
 اقبال تو حضور پرست تھا کہ جس پر ہر مرد و عورت کی یہ طاقت ہوتی ہے۔ اور خود شیخ احمد رکن الدین  
 کے متعلق درویشوں کا عقیدہ بیان ہو چکا ہے۔

ظہر اس کا جو حکم تھا۔ تعریف قضا کے بہرہ  
 معنی و حکم صحت ۳۱ پہنچتے ہیں بدینہ تعینا امیر و خاں صاحب ایک حکم پہنچتے ہیں  
 حضور پرستام کو یہ اعتقاد تھا کہ میں کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی یہ کو یہ کہ وہ وہاں  
 بند کر دیں۔ کہ وہ تو یہ کہ اور قبیلہ ہر کسی کے لئے چاہیں جہنم میں وہاں نہ کھلی دنیا اور  
 اس کو زندہ فرما کر مٹانے کی دیں۔ ۱۱ معنی معنی صحت ۱۱ اس پر حسب طاقت عاجز و قہر  
 یوں ہوتا ہے۔

یہاں اس بات کی تفتیش ضروری ہے۔ کہ بدینہ تعینا امیر و خاں صاحب ایک حکم پہنچتے ہیں  
 تقسیم ہوا کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے دست قدرت سے بھی کوئی کام سرزد ہوتا ہے۔ انہیں پھر  
 خدا تعالیٰ اور حضرت فوت پاک دونوں میں سے کسی کو حکم کسی پر چلتا ہے۔ ۱۱ یہاں اس بات کی  
 تفتیش ضروری ہے کہ بعد از جنت سے پہلے معنی و حکم کو چاہیے تھا کہ معنی صاحب مرحوم  
 کے قول کا مدخلی روکتا اور پھر کسی بات کی تفتیش میں پڑتا تھا کہ معنی صاحب کے دعویٰ کو چھٹانے کی  
 تو معنی میں جرات و مکت نہیں اور اس بات کی تفتیش ضروری ہے اور اس بات کی تفتیش ضروری  
 ہے کہ انہیں ملے پھر تھے۔ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمہ جیسے فاضل و عارف

اور مہذب یا معنی کے اس دعویٰ کی صداقت میں کیا شبہ ہے۔ انہوں نے کوئی سی بات نہ  
 کہی ہے۔ علامہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی یہ تو یہ کہ  
 دروازہ بند فرما دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ فقیر ابن صاحب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کر  
 دیا۔ سرکار کو یہ ناگوار خاطر ہوا پھر فقیر زکوٰۃ دے کر حاضر ہوا مگر منظور نہ ہوا۔ پھر حضرت مفتی  
 اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لاوارہ مگر وہاں بھی منظور نہ ہوا۔ فقیر نے پھر  
 خلافت عثمانی میں زکوٰۃ پیش کرنا دیا مگر کسی غلطی یا شر سے قبول نہ فرمائی یہی جواب دیا گیا  
 کہ میں کی زکوٰۃ نہ دے گا۔ معنی صاحب نے وہ فرمایا ہم میں جرات نہیں کہ اسے قبول  
 کریں۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَ مَن لَّيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مِّنْ عَمَلِكُمْ مِّنْ تَحَدُّثٍ أَوْ تَفَكُّرٍ  
 تفسیر کے یہ تفسیر دیتا ایمان ہی آیت کریمہ کے تحت یہ واقعہ منقول نہ کر رہا ہے۔ مگر معنی  
 و حکم اپنی جہالت و لاعلمی سے اس کا حلق اڑا رہا ہے۔ بالی رہا موت کے بعد وہ فرما کر  
 مسلمان کہ علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اور علامہ شاہی سے منقول ہے بلکہ  
 شاہی آب المرآت میں بھی ہے کہ حضور نبی اکرم رسول قریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک  
 پہنچنے سے زندہ ہو کر اسامہ سے تھے کہ حضرت آمنہ خاتون اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما  
 عنہما اپنے والدین کو بھی زندہ فرما کر شرف بہ اسامہ کیا مگر یہ معنی صاحب نے کہا ہے کہ  
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سے ان کی صواب ہے اور کسی صورت اس کو یہ  
 عرض نہ کیا جاتا۔ معنی صاحب مرحوم نے جو کہ لکھا وہ بوجہ حق اور سچ ہے۔  
 معنی صاحب کا کہ ہے کہ عالم میں یہ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے بھی  
 کوئی کام سرزد ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اس کے دماغ میں کی علامت ہے۔  
 یہ معنی صاحب کا خود خدا تعالیٰ سے پوچھنے کا اس نے اپنے قبضہ قدرت میں لگا کر رکھا ہے۔  
 انہیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ سرکار العزت فاضل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہر مالک کے حسب

یعنی محبوب و محبوب میں نہیں میرا عیسایا

بھلا خدا کا یہ بھی ہے وہ نہیں اور کوئی مفرات

عرواں سے جو نہیں آئے ہر عرواں میں تو مالک نہیں























لا مصلیٰ ہوگی۔ لیکن یہی خلاف واقع ہوگا فائز جگہوں سے حاصل ہوتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ براہ راست  
 دیتا ہے اور یہی اس کے لئے نصیب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں سے میدان جنگ  
 میں حاصل کردہ مالِ غنیمت کو تقسیم فرمائیے لیکن اپنے کرم سب العالمین کو دیا فرمودہ کہ ہر شخص  
 معنی و حکم کردہ بات وہی قرآن کو پڑھنے کی عادت ہے کہ اس تقیم میں بھی حضور اقدس کے لئے  
 آج میں یہ نہیں کہ غنیمت کا منہج لگا ہوا ہے معلوم نہیں کس شیعہ نے اس کے دلائل میں یہ منہج دیا  
 ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عریف و قریب و مقرب ہیں اور انہوں میں  
 معاذ اللہ و ساداتی ہو رہا ہے۔ یہ منہج اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو متقی نہیں بلکہ  
 ہر مسکرت و متف و حاکم بھی تو اللہ تعالیٰ کا منہج نہیں بلکہ ہر آدمی کو جس وقت سے اس کا حال میں ہوتا  
 ہے جیسے منہج و جسر کھول کہتا ہے کہ میں کو کچھ نہیں دیا اس کو مانا دیا۔

۵۔ امام بخاری حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا اے اے علیکم  
 ولدا اضعکم انما قاسم اضع حیث اصرت و یجب بقاء علیہ صلح و صلح  
 ترجیح۔ میں نہیں دیتا میں دھوکہ دیتا ہوں میں تو ہاتھ دلا ہوں۔ وہی  
 رکھا ہوں یہاں کالجی تم جہاں ہے۔

جواب۔ یہ حدیث شریف ہمارے لائق کی زبردست تائید کردہ ہے۔ جیسے اس میں ہمارے  
 خلاف کوئی بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بے کی نئی قرآنی اور اپنے اپنے کا  
 اعلان فرمایا ہے ہر اور حضرت جبرائیل فرماتے ہیں۔

دیتا دے دے دے دے دے

یہ حال اس میں کوئی بات ایسی ہو جائے خلاف ہمارا کہ ہے تو وہ سو فیصد ہمارا  
 تائید و حمایت ہے۔ مصنف نے عملِ احادیث نقل کیے اپنا رعب قائم کرنا چاہتا ہے۔

۶۔ امام شافعی نے حدیث انا قاسم عنک عنک کے سلسلے میں بھی روایت کی ہے۔  
 امام نووی (۶۷۱ھ) اس کی خبر دیتے ہیں معناه ان المعطی حقیقۃ  
 هو اللہ و لست انا معطیاً و انما انا خائن علی ما عندی  
 ثم اقسم ما امرت بقسمۃ علی حسب ما اصرت بہ فالامری  
 کما بمشیتۃ اللہ تعالیٰ و تقدیرہ و لا انسان معصوم  
 مریوب و اخرہ شریف مست ۲۳ کتاب (زکوٰۃ) مرقب۔ اس حدیث

لا مصلیٰ ہوگی۔ لیکن یہی خلاف واقع ہوگا فائز جگہوں سے حاصل ہوتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ براہ راست  
 دیتا ہے اور یہی اس کے لئے نصیب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں سے میدان جنگ  
 میں حاصل کردہ مالِ غنیمت کو تقسیم فرمائیے لیکن اپنے کرم سب العالمین کو دیا فرمودہ کہ ہر شخص  
 معنی و حکم کردہ بات وہی قرآن کو پڑھنے کی عادت ہے کہ اس تقیم میں بھی حضور اقدس کے لئے  
 آج میں یہ نہیں کہ غنیمت کا منہج لگا ہوا ہے معلوم نہیں کس شیعہ نے اس کے دلائل میں یہ منہج دیا  
 ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عریف و قریب و مقرب ہیں اور انہوں میں  
 معاذ اللہ و ساداتی ہو رہا ہے۔ یہ منہج اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو متقی نہیں بلکہ  
 ہر مسکرت و متف و حاکم بھی تو اللہ تعالیٰ کا منہج نہیں بلکہ ہر آدمی کو جس وقت سے اس کا حال میں ہوتا  
 ہے جیسے منہج و جسر کھول کہتا ہے کہ میں کو کچھ نہیں دیا اس کو مانا دیا۔

جواب۔ اس حدیث شریف پر امام نووی کی شرح نے تو وہی منہج کی نفی ہی جان کو موت کی نیند  
 سلا دینے پر ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقسیم فرمائیے یہاں مقرر تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی  
 دینے دیا تھا کہ امام نووی کی شرح نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا دیا کہ اس کا تقسیم تھا  
 جیسے آج تک کسی نے علم قائم کیا تقسیم کرنے والے کو مانا دیا کہ ہے یا جان تو وہ ہاتھ ہے میں کہہ دوں  
 خزانہ ہر امام مسلم نے اس حدیث کو حدیث کے سلسلے میں نقل فرمایا ہے و یہ کتاب الزکوٰۃ میں ہے  
 قرآن کو یہ مطلب نہ بلکہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض صدقات و زکوٰۃ کے قاسم ہیں یا صدقات و زکوٰۃ  
 کا کہ اللہ تعالیٰ میں فقط صدقات و زکوٰۃ کا مصلیٰ ہوا ہے ہر طرف واقع ہے کہ زکوٰۃ و صدقات  
 تو اللہ تعالیٰ کے دینے ہوتے ہیں میں سے سلطان دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے زکوٰۃ یا صدقات دینے یا حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض زکوٰۃ و صدقات کے خزانے ہوتے ہیں یا علیہ صلی علیہ وسلم۔ یہ ہر حال اس حدیث پاک  
 سے ہے اس کی باطنی تفسیر نہیں ہوتی اس حدیث شریف اور امام نووی کی شرح کا ایک فقط  
 بھی اس کی تائید نہیں کرتا اور جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہر نعمت و خائن ہر نعمت ہیں  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سکا و عظمت نہ مصلیٰ بر روی زمین اللہ تعالیٰ نہ کو یہ شریفینا محتاج ہے۔

وہ مصلیٰ ہے یہ جیسے قاسم  
 بلکہ اس کا ہے کھاتے یہ جیسے

### کن کا رنگ

مصنف و حاکم اللہ تعالیٰ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج کی  
 جیسی کہتے ہیں قرآن و حدیث اللہ و محمد شریف کے اقوال اور  
 اب ہر عام و روزی کی تحریکات کے خلاف ہر نعمت اللہ تعالیٰ کا منہج بن کر رہی و عسائی اور ہر نعمت  
 سے کھتا ہے مازادہ کرنا۔ رزق دنیا و دینا و شفاء دنیا یہ اعتبارات اللہ تعالیٰ نے کسی  
 کو نہیں دینے دیکھ کر معاذ اللہ ہر نعمت خود یہ اللہ تعالیٰ کا منہج ہے اور یہ اس کے رجب میں نہیں  
 کھانا اس لئے وہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر یا اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی  
 کی آنکھوں میں ہاتھ دالے مولویا سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر



[illegible][illegible]

زریق و سنا

[illegible]















رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر قرآن کریم کے سنتوں

وہا کے نزدیک لگا کر پڑھنے یا نہیں ۹۰  
لیکن اگر پڑھتے تو اس کا ثبوت ۹۱  
نہایت ہوا کہ مجلہ فرائض فروغ میں  
اصل الاصول ہندو کی اس تاہم رک ہے

## دیوبندی مذہب میں مذہب کی اہمیت

نانو توئی صاحب کے حکم سے روزہ توڑ دیا

حضرت نانو توئی صاحب فرمایا کہ حضرت مولانا  
رفیع الدین صاحب وقت الشہر فرماتے  
تھے کہ میں نے حضرت نانو توئی صاحب سے روئے ہند کے خلاف نہیں کیا ایک دفعہ چتر گپتی میں حاضر ہوا حضرت  
مولانا صاحب سے ملے مجھے ہمت نہ مل رہی تھی فرمایا آئیے میں نے عرض کیا حضرت میرا قصہ یہ ہے  
میں نے روئے ہند سے روئے ہند کے خلاف نہیں کیا ایک دفعہ چتر گپتی میں حاضر ہوا حضرت  
ان کا وقت قریب تھا حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو ثواب عطا فرمے گا۔ جتنا کہ دفع  
میں ہے چنانچہ میں اس فقرہ کے بعد کہ ایسی کیفیت و لذت نہیں ہوئی کہ میں نے کسی موسم میں یہ  
نہیں دیکھا تھا۔ (ادعائے شہادت ص ۱۳۷ حکایت نمبر ۱۳۷)

شراب پی لیا کرو بے وضو نماز پڑھ لیا کرو

تو انصاف سے کہا کہ میری ت  
وضو نہیں ہوتا اور نہ ہی وضو کرے  
میں نے فرمایا آپ نے فرمایا کہ وضو کرنا شراب میں پی لیا کرو اس پر میں نے ہنس کر کہا کہ میں وضو  
نہیں کرے یا نہیں کرتا۔ (ادعائے شہادت ص ۱۳۷)

پھر بے وضو نماز کا حکم

میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ شراب سے گئے ایک ماں صاحب سے  
تو ان کے لئے کہا کہ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے دالیں پٹھان کے آثار  
ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وضو کرنا شراب میں پی لیا کرو اس پر میں نے ہنس کر کہا کہ میں وضو  
نہیں کرے یا نہیں کرتا۔ (ادعائے شہادت ص ۱۳۷)

کہ کسی موسم میں بھی ایسی کیفیت و لذت نہیں ہوئی کہ میں نے کسی موسم میں یہ  
نہیں دیکھا تھا۔ (ادعائے شہادت ص ۱۳۷ حکایت نمبر ۱۳۷)

اول۔ اہمیت و حاکم کا کہنا کہ اسلام میں ہندو کے ساتھ کسی کی نہیں ہو سکتی وہی عبادت کے  
لائق ہے تو عرض کیا ہے کہ اس وقت لازم آئے گا کہ جب ہندو کے لئے عبادت کی جائے۔ ہندو کا سوا عبادت  
کے علاوہ۔ آداب۔ انکس۔ صورت۔ احوال۔ اسلام کے بھی ہیں۔ (ادعائے شہادت ص ۱۳۷ حکایت نمبر ۱۳۷)

مستم گودی و بالی رافضی کی  
کہ ہندو ملک قائل ہے یا غوث

پرا حرافی کہتے ہوئے لکھا ہے۔ ہندو کہ اسلام نہیں چاہتے۔ جس پر پاک کو رسول پر حق تسلیم  
کرتے ایک کسی شخص کے حضرت فرماتے پاک کے ہاتھ کا رسول ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انج و حاکم مستم  
المنقبت ہی اسلام کا کہ انہوں نے پاک علی شریعہ و حکم کو رسول پر حق نہ ماننے والے کو ہندو ہی کہہ  
دیتے ہیں۔ ہندو کہ تو قرار نہیں دیتے۔ باقی قائل ہوتا تو ہندو ملک قائل ہے۔ ہندو بالی رافضی کا کہات  
ہو بھی سکتے ہیں ایک غیر مسلم کو کہات پرستی کے اندیک اسلام کا نام تہاد و تحریک کہات کا انکار کرے  
فرمایا کہا ہندو کہ ہندو ملک قائل ہے یا غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ شہادت ہے کہ تو حیدر و رسالت  
پر ایمان لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہونا اس کے لازم نہ آئے گا۔

جہنم کے پھیرے گلے ملے تھے

مستم و حاکم نے مستم پر حضرت وقت الشہر  
کا یہ شعر نقل کیا کہ اس پر باج تہ تحو کھا ہے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پرے ہر ایک پر دے میں لاکھوں جلوے  
لب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جسم کے پھیرے گلے ملے تھے (مولانا بھٹنکر)  
اس شعر میں مستم و حاکم کو معروف بنائی کے لفظ جہنم کے پھیرے اور گلے ملے تھے پر اعتراض ہے  
اس لئے ہم کو ہندو لازم کہا اور ساتھ ہی فرقہ پرست کا اعتقاد قرار دیا ہے۔ حالانکہ مؤلف و حاکم کے آرائی  
الذہن و سائر اشعار کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر مؤلف و حاکم انصاف سے لکھتے تو ان کے اشعار کو سمجھ لیتے



جوتے یا تم دیوتا ہے۔ اگر دعوت میں یہ کہنا کہ آپ نے اس قدر اسرار و کرم دیا ہے تو واقعی قابل  
 اعتراض ہے۔ حضرت دجا کہ مہاراجہ کے اہل خانہ سے جیسے نہیں دیکھتے وہی اور ہر مسکرات کو ان کی  
 کے پیش کرتے ہیں۔ اس وقت میں چونکہ سرور پرشاد عالم رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان کرامت ہے اس لئے اس کو یہ  
 ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ سے مل کر دیکھا گیا کہ اسے کیا فرمایا کہ کرامت خود بخود اپنے  
 کوئی چیز میں ہوتی ہے۔ حضرت دجا کہ اس وقت میں حضرت مہاراجہ کی عظیم الشان کرامت سے متاثر ہو کر  
 بشریہ رعب حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 پرور تھے۔ ان کی کرامت سے پریشان تھے۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 مت پریشان تھے۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 برتے رہتے۔ ہر کوئی پریشان تھا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 کہ اس سے پہلے کہ اس نے حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 شکرانہ نہیں ہے۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 پانی پروردگار تھا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر

بانیہ صاحبہ کی بات حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 کہ تینوں فرشتوں کی طرف سے صاحبہ کی بات سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 آنحضرت کے وقت کے ایک شخص کی تفسیر کر رہے۔

کاش حضرت دجا کہ اپنے کلمے کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 ہوتا تو لوٹ آئے۔ اس کرامت پر اعتراض نہ کیا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 علی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 شک سال ہے۔ ہر کوئی پریشان تھا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 دیکھا اسے۔ ہر کوئی پریشان تھا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ دیکھتے ہیں اب حضرت دجا کہ اپنے کلمے کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر

### حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عقیدہ توحید

۱۔ توحید اللہ تعالیٰ اور توحید اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر

ہو کے نزدیک خلیفہ ہرگز و ہرگز کے ساتھ کوئی اشتباہ ہے نہ صاحب اختیار اس کے سامنے اپنے لئے وہ  
 کوئی چیز کا تہ نقصان میں کوئی نہیں پہنچا سکتا اس کے ساتھ کوئی زندہ کرتے دیتا ہے توحید اللہ تعالیٰ  
 کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ

ہاں یہاں میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 انکار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 ہاں یہاں میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 کے وقت اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 ہاں یہاں میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ

### توحید کی استقامت

کرامت اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 سب کے سب توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 کوئی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 دیکھا ہوتا ہے۔ ہر کوئی پریشان تھا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر

اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 ہاں یہاں میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 ایک صاحب کی طرف توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 ہوتا ہے۔ ہر کوئی پریشان تھا۔ حضرت مہاراجہ کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر اس کے لئے کرامت سے متاثر ہو کر  
 میرے صاحب کی طرف توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 علی اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 کیا تو میرے علی اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ  
 ان محمد اعبادہ و رسولہ ہرگز و ہرگز کے ساتھ کوئی اشتباہ ہے نہ صاحب اختیار اس کے سامنے اپنے لئے وہ



تَعَالَى تَقَرُّش



ہیں اس لئے اس کی نسبت کے قضا و بیاں کئے ہیں اس میں کوئی عیب نہ ملے گا کہ اس کی نسبت کے  
 قضا و بیاں کے لئے اس کی نسبت کی طرف جو اشارہ فرمایا گیا ہے اس میں جو تفریق کی صفائی اور  
 ہے اس سے اپنی ہیئت سے اس کا مذہب اسلام کے نزدیک نہیں ہے جو اپنے قضا و بیاں کے لئے اس میں  
 کسی کتاب، قرآن و حدیث یا تصانیف اور ائمہ و فقہاء و محدثین کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے اس کا کوئی حوالہ  
 دینا مستحسن نہیں ہے بلکہ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے متعلق اس کے اپنے قضا و بیاں  
 وہ میں نے اپنے وقت میں اس کے ساتھ میں اپنے وقت میں اپنے وقت میں ہے۔

### شیطان کی وسعت ارضی حضور سے زیادہ ہے

امویہ بنی ہاشم تو زمین کا تمام جگہ پاک و ناپاک کا اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 طبع و قلم کا نہیں دعویٰ کرتے کہ الموت اور اس کا ماحول اس سے بڑا ہے اور اس کے قضا و بیاں کے لئے پاک  
 کلمہ و کلمہ پڑھا جاتا ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 اگرچہ یہ عبارت میں خیانت شریعہ ہے لیکن یہی حال ان کی موت تھی یا یہ ان کی موت تھی یا یہ ان کی موت تھی  
 اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے  
 طبع و قلم کا اپنے وجود میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 نہیں اس کی موت و اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 تاہم یہی حالت تھی اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 رکھنے کے لئے اس کی قیادت کرتا ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 صاحب طبع اربعہ کے علاوہ تین الطریقہ نام احمد رضا قدس سرہ کا اس عبارت میں بھی کوئی تفریق  
 قرار نہیں کہ ایسی کلام طبع اربعہ سے ہرگز وسیع تر نہیں ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے

بلیغ الطغریہ کے اس قول میں کیا تفریق قرار ہے اس عبارت میں اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 قضا و بیاں کی نسبت کی طرف فرمایا گیا ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 طبع و قلم کا اپنے وجود میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ایسی شریعت سے مغرب تک ایک لفظ میں لکھا گیا ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 بیان تھانی صاحب نے شریعت سے مغرب تک ایک لفظ میں لکھا گیا ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے

اس کی نسبت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے اس میں ہر جگہ ہے  
 اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے

اس عبارت میں اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے

### حضور اپنے روزنہ مبارک میں

اس عبارت کے تحت مصنف دھماکنے اپنے اکابر  
 کے برعکس اپنا عقیدہ لکھ کر حضرت ائمہ اطہر  
 سے وہ عبارت نقل کی ہے جو مصنف دھماکا کرتا ہے تو یہ برعکس ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 تو یہ کیا مصنف دھماکا کرتا ہے تو یہ برعکس ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 نہیں تھا تو تو کہیں؟ بالکل اس کا جواب تو امام محمد بن عبدالباقی لدقانی کے کمال سے تھانی علی الخراسانی  
 بدست ششم ص ۱۹ سے مگر سنیہ اوراق پر نقل کیا جا چکا ہے ایک حدیث کے بار بار احادیث سے کیا  
 حاصل نہیں مصنف دھماکا کرتا ہے تو یہ برعکس ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے  
 اپنا اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے اس کا نام ہے

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اقراء

موانع ہمارے وقت پر لکھا ہے  
 (۱) حضور میرے مقتدی تھے اور میں ان کا امام احمد رضا



(۲) بركات ابرار کی خوشبو بلا لفظ حضور جیسی تھی۔

یہ دو شریاں مل کر مصنف و محاکم طغذات الطغزت حضرت دوم سے نقل کرتے ہیں۔  
 موصوفہ ائمہ رضا خاں بریلوی ارشاد فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر پر  
 اتر لے جا رہا تھا وہ خوشبو کھوس ہوئی جو پہلی بار دوسرے انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے  
 دن کو لفظ سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مشرف ہونے کے گھوسے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں  
 فرمایا بركات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھئے۔ اگر تشریف جنازہ مبارک میرے لئے پڑھا یا (محاکمہ)  
 اہل قواس میں یہ کہاں ہے کہ حضور میرے متعلق تھے اور میں ان کا نام اور بركات احمد  
 کی خوشبو بلا لفظ حضور جیسی تھی۔ مصنف و محاکم کو چاہئے کہ اپنی اس درگوشی پر سوا لاکھ مرتبہ  
 لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر کہتے ہیں پر دم کیسے ملے اگر شیخ نبوی و وہ ہوں  
 طغزت کے کام سے تویہ بات اشارۃً بجا ثابت نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ وہ خود بتاتے ہیں ان کے  
 خود بیان پرانے عقیدہ کے ہے کہ حضور نے نہ درمکہ میں نہ بغداد میں نہ مصر میں نہ شام میں نہ کہاں سے  
 یہ ثابت نہیں کہ حضور کو نہ فر فریق مسجد نبوی شریف میں نہ مسجد نبوی میں نہ امام صاحب مدظلہ العالی  
 میں حضور کی ایک اقتداء میں (امامانہ انداز پر) تھے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچویں  
 کی با اگر یہ غلط ہے اور ان کی کہیا آنا سلام ہوتا ہے تو میرا طغزت کے واقعہ میں بھی کہیا آنا  
 دیکھیں حضور نماز جنازہ پڑھتے تشریف لے جاتے ہیں اللہ شریف جنازہ میں نہ پڑھا یا میں نہ آپ  
 کے ناپاک ذہن نے یہاں یہ موقع لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوں گے تو مقتدی ہی ہوں گے  
 اعلان کیا وہاں بھی سوچیں گے کہ حضور اپنے دھند مبارک میں نہ نماز میں پڑھتے ہیں وہ مسجد نبوی شریف  
 کے امام صاحب کے پیچھے پڑھتے ہیں باقی ہے اسی ذہنیت پر۔ اور میری بوندی عقیدہ میں تو یہ  
 ٹکس ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں اللہ فائدہ میں شرکت فرمادیں اس سے حافز ناظر  
 برائیت ہوتا ہے یہ دو بوندیوں کے تھے تہہ تھا کہ جب وہ حافز ناظر اور تشریف لے گئے کسی کو  
 مانتے ہی نہیں تو پھر ان کے نزدیک اس واقعہ میں ہے اللہ کی گت ان کیسے ہو گئی یا ان کی یہ بات کہ  
 اہل سنت کے اپنے عقیدہ کے خلاف ہے یہ اللہ کی گت ہے تو نبوی کلمہ چل کر معلوم ہوا چاہیے  
 کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ہر صفت و ہر شان میں جلیل  
 و بے مثال اور بے نظیر ہیں نماز قائم ہر جگہ ہے اور امام نماز پڑھا رہا ہے۔ دنیا و جہان کا کوئی

بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے گا تو مقتدی ہے گا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے  
 کہ وہ اگر شرکت فرمادیں تو حضور امام ہوں گے اللہ فائدہ میں سزا و مقتدی میں جلتے گا وہ ایسی ہی ہو جائے  
 سزا ہے کہ امام ہی مقتدی ہو جاتے ہیں۔ انان تشریف اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ موجود ہے سنت  
 صدق اکبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ عز و جل فرمایا ہے تھے۔ سزا و تشریف لے گئے ہیں۔ صدق اکبر  
 رضی اللہ عنہ نماز میں بھی ہوتا ہے ہیں۔ لیکن سزا و نہیں میں فرق اللہ سزا و صلی اللہ علیہ وسلم ان کے  
 اشیائی فرق ہو کر نماز شروع فرماتے ہیں حدیث شریفہ کے الفاظ ہیں۔ کنا یقتدی یا بائی  
 مبکر و ابو مبکر کان یقتدی سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہاتھ نام  
 ابو مبکر صدق تھے اللہ کے نام تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا سبب  
 مانجے ہو کر سزا و صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس  
 پر مجھ کو بلا لیا تھے اللہ شریف جنازہ مبارک میرے لئے پڑھا یا۔

ہم مصنف و محاکم سے عرض کریں گے کہ

دوسروں کے جب یہ شک نہ ہوتا ہے بات

چشم عیون سے کبھی ایسا سیاہ کاری بھی دیکھ

پہلے کہ ہم حضرت امیر کلمہ نے۔ جان مسجد میں بوجہ میرے مسیون کا بیج بڑا ہے مسیون نے

تقریر سے لڑائی کہ تم حضرت عیون شہ سے سناؤں کرو کہ حضرت نبوی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدہ کو عید

پہلے کہ شاد فرمائیں تقریر نے ہر بات کہہ کر میں کی تو حضرت عیون اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا و میں صفا

مدہ (من بعد سزا و یونس) کہ عید پڑھا تے کا حکم فرمایا سزا و مدہ نے خطیر پڑھا اور نماز جمعہ پڑھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سزا و کا اقتداء میں نماز عید الا فرمائی تقریر میں مستندوں میں شامل تھا۔

فا لحمدہ للہ علی ذالک حمد کثیراً کثرت ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام منقول

تھے رات مبارک سعید تھی

اب مصنف و محاکم کہتے ہیں وہ اپنے فکر کی بات ہمارے ذمہ کیوں لگاتے ہیں سزا و

مدہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مقتدی تھے یہ بات تو آپ کے اپنے

الایر سے ثابت ہے یا انی رہا حضرت بركات احمد علیہ السلام کی قبر سے روز نور میں خوشبو آتا تو اس کا

مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت بركات احمد صاحب مرحوم کی خوشبو حضور جیسی ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت وہ خوشبو تھی ہاں سزا و عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی



تحت ہے کہ خود توفیق اکرم رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حبیب البشر کہنے کو بھی گستاخی نہ بھیجیں  
میں ایک غلط بات گڑبگڑ کر بریلویوں کے ذہن پر گرا کر سارا شیعہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ برکات احمد کی  
ترجمہ و مبالغہ حضور میں تھی۔ اس و حوائی اللہ سینہ زدنی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے۔

### اول و آخر میں مجھیر

جوز توڑ کے باغ توی کھڑی کی منوی والا کسی جگہ بھی جوڑ توڑ  
سے باز نہیں آئی اور کہہ نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے  
میاں کہنے کی گستاخی نہ کر سکتے تھے مولانا احمد رضا خاں کے ہاں میاں کا لفظ کمال اچھا لفظ  
نہیں وہ اسے پسند نہیں کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سے وہ اپنے میاں کا لفظ بڑا استعمال  
کرتے ہیں۔

ہم سے دعا کے اب مٹ جاؤ مجھے کاموں  
دیکھو میرے پتہ میں وہ اپنے میاں آیا  
اصنافی بخشش حضرت اولیٰ مثلاً

میرے آقا حضرت اپنے میاں  
ہو رہا تھا وہ حضرت یحییٰ (عزیز اللہ تعالیٰ علیہ السلام)  
حضرت نے فرمایا میاں کے ایک سنی مولیٰ کے ہیں وہ میرے سنی شہسوار  
نہیں سنی آرائیہ کا مال ہیں اسوائیات حضرت سید و مظلومات (عزیز اللہ تعالیٰ علیہ السلام)  
تو کیا یہی کم جو توفیق تھی کہ حضرت خاض بریلوی علیہ الرحمۃ سے کیا۔ بے فکر کے  
معروف اول کاموں نہیں ہے اور معروف ثانی میں دیکھو میرے پتہ میں نہیں ہے  
نمایا کہ امام اہل سنت قدس سرہ کے یہ دونوں ہی شہسوار تھے بدرستہ سینا شاہ آل احمد  
عرف حضرت اچھے میاں علیہ الرحمۃ کی مع میں ہیں اور یہ بات اس حوائی بخشش حضرت سوم  
سے بھی ثابت ہو سکتی تھی جس کے توالے دھاک کے سہ و سہ پر سینہ ہاں کر نقل کر رہا ہے  
یہ کتنی بڑی حماقت ہے کہ حضرت سیدنا شاہ آل احمد عرف اچھے میاں علیہ الرحمۃ کی نسبت کے  
اشعار کو سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد میں سمجھا جائے اور یہاں نہ کہنے کا وہ حکم جو اللہ  
عزوجل کے ساتھ خاص ہے اس کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہہ دیا جائے اللہ تعالیٰ تو  
شہسوار نہ تھے پاک ہے اس کے لئے میاں نہ کہا جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی  
انجام مطہرات کے شہسوار مکرّم ہیں۔ میاں کہنا غلط ہے بلکہ سنگمان دونوں باتوں میں کہ فرق

جس بہت کوئی گستاخ ہوا نہ ہوا اس کو تو قرا کرنا ہے۔

آج ہے افتاد کا رعب دانا میں  
لو آپ اپنے دام میں سید آگ  
کی بہت اعلیٰ المرتبہ پہننے کی جائے تھا پناہ ہے کہ  
اسے اشک قلب مزیزی تاثیر دیکھ لی  
انہی جی اٹھائی چشم پڑ آب کی

جس از شہادت نظر کرے لہ لہ کے ہر خود کھا رہا ہے پاؤں لاف میں الجھنے کی ہستی  
ام الہی است پرگنا ہے۔

یہ حبیب باش ہر چہ خواہی کن

### حضور کو بابا کہنے کی گستاخی

پڑتو مصنف دھماکا کو اپنے نامہ اعمال کی طرف دھکا  
کے صفات میں بعض سید کہتے تھے۔ اس کی ایک  
بنیادی علامہ پڑھا پتہ کہہ داتے سید الی اللہ کے مصداق حضرت عظیم برکت علیہ الرحمۃ کو  
اپنی خانہ سار شریعت کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کا کہنے کی ترکیب بھڑا کر  
ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک مقام پر حضرت فرشتہ پاک کو قائل کہتے کہ تھے ہیں۔

کیوں نہ تمام ہو کہ تو ابجا ابی اقسام ہے  
کیوں نہ قادر ہو کہ فرشتہ ہے اب ترا  
ترسے بابا کا چہرہ ترا کرم ہے  
یہ نہ مدد کھی قائل ہے یا فرشتہ (اصنافی خدمت)  
سید الانبیاء رسول اللہ  
تیسرا بابا ہے احمد نوری !

(اصنافی خدمت دوم مولانا دھماکا سہ)

اول تو ہم مصنف دھماکا کو ایک ہزار روپیہ نقد نام درجے اگر قریب شہر  
سید الانبیاء رسول اللہ تیسرا بابا ہے احمد نوری

اصنافی خدمت دوم میں دکھا دے۔

دوم مزید ایک ہزار اس پر پیش کر دیں گے وہ یہ ثابت کر دے کہ یہ شہسوار فرشتہ پاک تھے ہوا



کی منہ پر ہے کہ خود کو خود کو چاہے کہ مراداً اور رضا خان بریلوی ایک مقام پر حضرت فطرت پاک کو غالب کرتے ہوئے تھے یہی کہ اپنے اس دوری کو ثابت کر کے نزدیک ہزاروں دیر انعام حاصل کسے حالانکہ تیسرے شعر کا معنی نکلا تو ایسا ہے احمد نوری خود بتا رہا ہے کہ یہ شعر سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری دہلی سے مراد ہے یہی ہے مگر حضرت دھماکہ کی بریلوی اس کو کہہ سوجھے نہیں دیتی معلوم ہوتا ہے وہاں دہلی سے مراد ہے باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فطرت پاک قدریں سوا کا یا کہا اور اس کا گستاخی ہونا خوب ہے کہ یہ خود تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جانا اور شریکین میں بھی گستاخی نہ سمجھیں اور انصاف فطرت قدریں سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فطرت پاک قدریں سوا کا یا کہا کہ گستاخی گستاخ ہو گئے۔

تقریرت الایمان میں ہے انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سوا اس کی بڑے بھائی کی ہی تعلیم کیجئے۔

ایضاً اولیاء ام زادہ میر شیریں بیگم نے شعر کے مقرب بندے وہ سب انسان ہیں اور بندے مابین ہمارے بھائی (تقریرت الایمان ص ۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہنے کا گستاخی تو خود مگر حضرت دھماکہ گستاخانہ تبدیل کیلئے ہے کیونکہ آج تک وہ بریلوی علامہ کہتے تھے میں کہ بریلوی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتے بڑھاتے ہیں۔ خالی اختیار دیتے ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت دھماکہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتے بڑھاتے ہیں۔ لیکن اب حضرت دھماکہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ہے تو اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ امت مسلمہ اسلام پر خالی اختیار دے کر کہتا ہے میرے بڑھاتے ہیں یا یہاں پر مل جیسا کہ اسلام پر دیکھیں میں خالی اختیار دے رہا ہوں یہی کہتے گستاخی کرتے ہیں۔ اب اس جیسے آدمی سے کوئی جوچے کہ جو بریلوی ہی تعلیم کہتے ہیں وہ گستاخی کیونکر کر سکتے ہیں۔ یہ لازم دیتے ہوئے کہ تو میرا گستاخ ہو کر گستاخ با با واقعہ گستاخی ہے تو اپنے حکم امت تعاقب کو کیا کہو گے۔ میں نے ایک دلائل کو ملو یا یا ماسی کا حال (اولیاء ص ۴)

سرکار دو عالم فطرت انظم کی مجلس و فطرتیں

کے لئے ناکی گستاخانہ صرفی جاکر لکھا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت فطرت پاک کا مرتبہ آغا خان احمد شہید کے بعد ہے کہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چند تعداد کی مجلس میں ماضی دیتے تھے (سازا الشرا بریلوی کے مذہب کے بانی تھے ہیں۔

سے دلایا میں آئیں خود حضور آئیں وہ تری و فطرت کی مجلس ہے یا فطرت

(عبداللہ احمد دوم ص ۴)

اس کے بعد اس کی من گھڑت گستاخانہ تشریح ہے۔ ہم کلیہ سے پہلے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ حضرت دھماکہ نے جو شریفی بھائی ہے وہ بھی گستاخانہ ہے کہ اس میں حضور فطرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فطرت پاک انہی سوا کو انصاف فطرت فاضل بریلوی نے بھلا دیا ہے کیونکہ حضرت نے لکھا ہے حضور کو حضرت فطرت پاک کا نصیب نہ ملنے کہتے ہیں (احمد نوری) ان صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فطرت غیبیہ لکھا ہے اور سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے ان کو حضرت فطرت پاک لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فطرت پاک لکھا ہے کہ فطرت پاک لکھنے کی ہی توفیق نہیں آتی اور میرے لانا بتا رہا ہے کہ فطرت احمد رضا خاں صاحب قدریں سوا کی ذات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے تو حضرت دھماکہ کے اپنے عقیدے ثابت ہو کہ اس نے بھی ان صلی اللہ علیہ وسلم کو فطرت غیبیہ اور سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے قدریں سوا کو حضرت فطرت پاک لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فطرت پاک کو بھلا دیا ہے۔

گستاخانہ شریفی حضرت دھماکہ کی اولیٰ کی تشریح ہے۔ باقی رقم شعر تو ہم یہ بھی بتا دی کہ حضرت فطرت کی حضرت دھماکہ نے اپنے رخصیانہ نظریات کے خلاف میں غلطی کا عین کر لیا ہے۔ حالانکہ مسرود یوں ہے۔

وہ تری و فطرت کی مجلس ہے یا فطرت (اللہ اللہ)

باقی رہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت بریلوی کلام کا فطرت انظم ہی شعر ان کی غلطی تشریح لانا اس کو ماضی دینے اور نصیب حاصل کرنے پر کوئی دعویت نہ کرتے ہیں بلکہ کہہ گاہ کہ بریلوی جب بھی حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام یا سیدنا انبیاء علیہم السلام صلی اللہ علیہ وسلم کسی نیار منظم انہی کے پاس تشریف لے جاتے تو ماضی میں انہیں کہا جاتے اور نہ یہ کہا جاتے گا کہ وہ نصیب حاصل کرنے یا فیوض و برکات حاصل کرنے جاتے ہیں بلکہ یوں کہا جاتے کہ فیوض و برکات پہنچانے فیض و برکت تشریف لے رہے اور میرے وقت کو سبنا حضرت امام اہل سنت انہیں سوائے منظم فرمایا وہ شیخ الحق علامہ شیخ عبدالحق قدس دہلوی علیہ الرحمۃ کی کتاب زیورۃ القاتر میں ہے اسرار حق میں لکھا ہے شریفی نے اس بیان کی دغاوت کی ہے کہ شیخ قدس دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل کر انبیاء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بار جناب فطرت انظم کی مجلس و فطرتیں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔

تشریف فرما ہونا اور بات حاضرین نصیب حاصل کرنا اور لانا اور بات ہے معلوم نہیں ان کا آپا کہ وہیں گستاخی کی طرف کیوں پھرتا ہے۔ جیسے اس میں انصاف فطرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ



























جنگ ہے۔ مگر انہی پروردگار کا تقدیم یا تاخیر مافی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ وہ ان کے خلاف نہیں جانتے  
 خواہ امر رضا فتح میں غلام احمد کی سوسیسویسہ ہونے ہو۔ اسی سطر ۵۲ پر مصنف دھماکنے سے بھی خودکشی کا ایک  
 اور المیرہ شایبہ اصحاب الاحزاب لاہور کے رہنے والے تھے اور حضور سے شائع شدہ ایک کتاب چھاپنے کی ہدایت  
 مردہ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر یہ اس وقت میں تھا انحضرت قدس سرہ کی کتابت سے اشارتاً بھی تقدیر اناس  
 کی عبارت کی تائید جو حوالہ مگر یہاں سے ہے اور نہ جو کتابت اور جو مصنف دھماکا کا اس سے بھی خودکشی کا حوالہ  
 قرار دینا بھی صحیح ثابت کی تائید و حمایت ہے کیونکہ جب اس کے نزدیک یہ ثابت ہے اور اس کو بھی یہ ثابت  
 کہ اس کا اثر انحضرت اور نصیب ہے جو اس نے لکھا اور رضوان کے مرید اور چاہنے والے ہدایت کے مصنف نے  
 ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر و مرتد قرار دیا تو یہ مصنف کے نزدیک اگر المیرہ (یعنی فساد و افسوس ہے تو  
 اس سے سوسیسویسہ ہونے کی تائید و حمایت ہے کیونکہ مصنف جو افاضی ہدایت ختم و خاتم البشیر کے معنی  
 میں تشریف لے گئے ہیں اور اس کے بعد ان کے مقتول دھماکا کو اس سے رکے عالم ہوا اور اس نے اس  
 کو المیرہ قرار دیا معلوم ہوا اس کے عمر میں تالیف انہی خوں گردی کر رہا ہے جو اسے خاتم البشیر کے معنی میں تشریف  
 لے گئے ہیں پر مقتول خزانہ نظر آ رہا ہے جو تو مگر یہی تیرہ لکھ کے کر لیں تو کیا یاد میں جو نہیں پاسکتا  
 اور نیچے مصنف دھماکا کا لے جیو کے سے کتابت معلوم ہوتا ہے کہ وہ نام احمد رضا خاں کے ہیں انصاف کے  
 سب سے آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہ تھی وہ اس بات کی کو حق کے لئے کی خوشی کی بات  
 نہیں سمجھتے تھے وہ مرنے سے ثابت کہتے ہیں لا ازالہ فی اللہ انہی تھوڑے ہی نے جس سے اچھا اطمینان  
 ان جعلتک آخر الانبیاء کیا نہیں اس بات کا نام ہوا کہ میں نے سب سے پہلے کیا ہوا  
 کہ کہ نہیں سب میرے امتداد والوں میں سے انہی میں سے سب سے پہلے امتیازت بنایا کہ سب انہوں کو  
 ان کے ساتھ دھماکوں۔ (مفوضات ص ۱۰۴)

مصنف دھماکا کی عبارت کو جو عزت کے لئے لکھی گئی ہے اس سے چھپتا ہے کہ وہ نام  
 امر رضا خاں کے ہیں انصاف کے سب سے آخری نبی ہونے میں صرف امتیازت کا اور نہ تھا آپ کی اس میں بالذات  
 کچھ فضیلت نہ تھی۔ دھماکا مردہ

مصنف دھماکا کو معلوم ہونا چاہیے تقدیم یا تاخیر مافی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ آخری نبی ہونے  
 میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ وہ یہی ہونے والا تھا کہ تمام انہی صاحب کے فتاویٰ اوطاف کی تائید و حمایت  
 کی عبارت ہے اور تقدیر اناس میں ہر جہ سے انحضرت عظیم البرکت اس عبارت سے لے کر انبیاء و ائمہ  
 رکھنے والے پر تمام لڑائیوں کی تائید ہے۔ دھماکا کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو خلیفہ کر لیا ہے

وہ جو کہ مقادیر ہندو اہلکے ذریعہ کران کا کہنا ہے قرین و قرین ہے اس سے انحضرت قدس  
 سرہ کی طرف اللہ کے شوق کی حقانیت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے یہ عبارت کو سن کر ہر انداز میں تائید و حمایت  
 آئی اسی گروہ کے لوگ ان کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کا یہاں اشارت کیا ہے یہاں یہ انحضرت قدس  
 سرہ کے عقیدہ کی حقانیت و وحدانیت کی ایک نئی تائید و حمایت ہے مصنف دھماکا نے انحضرت سے  
 جو عبارت نقل کی ہے اس سے اس کا خود عقیدہ کی تائید نہیں ہوتا اگر خود انہی ہوتے جو تو یہ لازم انحضرت  
 کی بات کے خود عقیدہ تشریف لے کر ہوتا تو انہی کے عقیدہ میں ہر جہ سے انحضرت قدس سرہ کی تائید و حمایت  
 ہوتا اور انہی کے عقیدہ میں ہر جہ سے انحضرت کی تائید و حمایت ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کی تائید و حمایت  
 اس کو عقیدہ تشریف لے کر ہے کیونکہ اس میں مذکورہ عبارت ہے کہ یہاں کا یہاں نہیں اس پر اگر کوئی اعتراض ہے تو  
 انحضرت کی بات کے صرف تشریف لے کر ہے۔ دھماکا کو اپنے عقیدہ میں ہر جہ سے انحضرت قدس سرہ کی تائید و حمایت  
 اس کی بات کو دیکھ کر نہیں ہوتا۔ اس کے بعد مصنف دھماکا کہہ رہی ہیں دھماکا کہ میری اس فحش

انہی میں سے آواز رسالت ہند  
 ایک گروہ میں سے تالیف عبد القادر

کہ عرفیہ کتابت ہے اس کا مقصد جو یہ ہے کہ انہی کے مصنف دھماکا نے اس سے قرین کے عالم میں نہاد  
 امر رضا خاں سے جو ایک عبارت نقل کر رہا ہے کہ وہ نام احمد رضا خاں اس کو حشر میں لکھے ہیں کہ حضور کی  
 محبت سے سب لوگ نبی ہو گئے تھے۔ بہترین تکرار امت سادہ کی ساری نبی ہو گئے۔

مسال ہم نشینی و در میں اثر کرد  
 دگر میں بسا خاکم کہ بسنم افادنی از بزم

مصنف دھماکا نے یہاں بھی جو تقدیر کے نام لکھی کھڑکی کی ولایت اور سوسیسویسہ قرین و قرین  
 کا حق ملک کیا ہے انہی کے عقیدہ میں ہر جہ سے انحضرت قدس سرہ کی تائید و حمایت  
 میں ہر جہ سے انحضرت عظیم البرکت اس عبارت سے لے کر انبیاء و ائمہ  
 رکھنے والے پر تمام لڑائیوں کی تائید ہے۔ دھماکا کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو خلیفہ کر لیا ہے  
 دعوت قد تحیرھا فی الدنیا والی قد اختبأت دعوتی  
 شفاعت لا متی واما سید ولد آدم یوم القیہ ولا فخر  
 وانا اول من تنشق عن الارض ولا فخر و بید کے لواء  
 الحمید ولا فخر آدم فمن دون تحت لوائی ولا فخر







لیکن طحا کا جوار زبان و قلم سے ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام

مصنف دھماکے نے سب مانت چوبہ زاری کہتے ہیں کہ وہ  
۸۰ ہ پراٹھنرت علیہ السلام کے سر پر عقیدہ منسوب ہے کہ وہ  
ذات بیچ کے تالی ہیں اس کے ثبوت میں اس نے یہ لکھ کر دی دکھائی ہے کہ اٹھنرت قرس منو کے لغو  
حقہ جیہ دم سے ایک عبادت آگے اور کچھ سے ترش کر نقل کر ڈالی ہے اس کے جواب میں صرف ہم مل  
پونہ عبادت ہی نقل کرتے ہیں بلکہ اس چوبہ زاری سے کلام کو پورا پورا عقیدہ تعارف پر ہلکے ملاوٹ پر  
عرض ہے۔ سرٹ ہے۔ لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیدین صا و مصعبا  
الاستیاعی

ارشاد۔ یہ کتابیال لغو کا سرٹ پر انترامان نہ ہوت ہے۔ سرٹ میں تھ ہے لوکان موسیٰ  
حیا و ادرك نبوتی صا و صعه الاستیاعی اگر کوئی لکھ دیتے وہ

میری نبوت کا زلزلہ پاتے تو انیس کو لکھنا شروع ہوتی ہوا میری طاقت کے اخترا بھی کیا اور کال زلزلہ ان کا  
مقصود اس امر سے وفات سے ثابت کرنا ہے اور سب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک زلزلہ  
ہو گا تو ایک مثل کا زلزلہ مانا جائے گا۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
یہ کہ سرٹ میں ہے ان الله حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء  
بنی اللہ ہی میرزق ہے ملک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
لوکان کلام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زلزلہ میں زلزلہ دیکھ جاتے ہیں۔ دوسری کچھ سرٹ میں ہے

الانبیاء و احیاء فی قبورهم یصلون انبیاء سیدہ وہ ہیں انی قبور میں نماز  
پڑھتے ہیں اگر عسیٰ علیہم السلام کی وفات مان لی جیسے تو ان کی موت بلکہ تمام  
انبیاء علیہم السلام کے لئے مرقیاتی ہے۔ ایک ان کی موت جاری ہوتی ہے۔ یہ شواہد علیہم السلام  
مردیات قریب الیشت ہے۔ اس لا شکرہ ہرگز نظر بند ہے کہ وہ تو عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے

بھی زندہ ہی ہیں ان کا زلزلہ قتل کرنے کے لیے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
ان کے لئے عسیٰ موت طاری نہیں ہوتی دنیا آسمان پر سیرنا اور عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے۔ اس لا شکرہ ہرگز نظر بند ہے کہ وہ تو عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
سال کی یہ دونوں عسرت میں ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ختم جی پر زلزلہ شریف کا پال پتے ہیں کہ وہ پانی  
ان کو کھاتے کہتے سال کے تمام دن شرب سے یہ ہے کہ وہی عبادت میں ہیں۔ یہ ان کے وفات

عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت فرماتے ہیں اور ایک ان والی بات ہیں اگر کوئی نہ مان بھی لی جیسے

کے ساتھ جیسے مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں اگر باطن میں ان کا عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
نہیں ہے اور پھر حیا انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے وہ ہیں جن پر ایک ان کے لئے عسیٰ موت جاری  
نہیں ہوتی۔ آسمان پر سیرنا اور عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے  
کی یہ صفت دھماکے کو نظر نہیں آیا ۹ یا اس نے ساری دنیا کو گدھا کر کے رکھنے والا رشید احمد  
نگری سمجھا لیا تھا۔ ایک ان والی بات بھی عسیٰ علیہم السلام کی حیات حقیقی عسیٰ و نبوی ہے لیکن یہ صفت  
دھماکے کو اس نے نہیں لی ہو کہ نہ زلزلہ عسیٰ علیہم السلام کا قاتل نہ ہو اور اس مسئلہ میں قادیانیوں کا  
ہم عقیدہ ہو۔ یا شاید اس نے اس بات کو اس لئے پراٹھنرت کیا کہ اٹھنرت نے اپنے ارشاد  
کے اجتہاد میں عزائم کو قادیانی طوفان کو کر دیکر فرمایا تھا۔ واللہ اعلم

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار

مصنف دھماکے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار  
قرس منو کے حوالوں میں جہد توڑ  
کہ ان کی وفات کا الزام انھیں ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ وہ نبیوں کے رشتہ رشتہ  
اور اسلام آن و سابق و بعد علیہم السلام کی نبوت عسیٰ علیہم السلام کو نبی ہی نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں  
"مسک نامہ کی کتاب سے کہتے ہیں۔ وہ شریعت موسیٰ کا ایک مصلح تھا یہ خود کوئی صاحب شریعت  
نہ تھا۔ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا وہ خود بھی قانون  
عشر و موسیٰ کا تابع تھا۔ اس نے خود تصریح کر دی۔ میں تورات کو مٹانے نہیں آیا بلکہ پورا  
کر لے آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۶ سوال ۱۱۱۱ میں فرمایا ہے  
اب صفت دھماکے ہیں بتاتے کہ جو شخص ایک نبی کی نبوت کا انکار کرے اس کے متعلق صاف  
صریح حکم شریعی کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مصنف دھماکے نے مشہور اصحاب رسول کی برہنہ  
کا دعویٰ کی شریعی مباحی تھا اور رسول کا اس کا عسیٰ انڈاز  
ہی ذکر کیا ہے۔ اصحاب پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رسول کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی  
ترقی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ یہ ہے اس کے احترام کے نام نہاد دعویٰ کی قلعی کھل جاتی ہے  
بہر حال اس نے کمال ہے حیات سے و صابا شریف ص ۱۲۰ پر مولانا حسین رضا خان صاحب  
دعویٰ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ اٹھنرت قتل دھماکے کرام رضی اللہ عنہم کے زبردستی



















مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں پھر خواہ یوں کہے کہ یہ بات ان کو انجی ذات صعبہ قرار  
 اللہ کے دین سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقریر الایمان ص ۱۸)  
 مصنف دھاکہ واپی مولویوں کی نکالت کرتا خود ان ہی کے فتویٰ سے مستند مشرک ہو گیا مصنف  
 دھاکہ نے بریلویوں کی طرف متوجہ کر کے عقیدہ لکھا ہے اس کی سترکی یہ ہے "اولیاء اللہ  
 کا علم غیب گرہ سے بڑھ کر نہیں (معاد اللہ) اصل مصنف دھاکہ اپنے حکیم القادسی مولوی  
 اشرف علی تھانوی صاحب کی اس عبارت ہے اولیاء اللہ کسی پروردگار والا جانتا ہے جو اس نے  
 حدیث الایمان ص ۱۸ پر حضور سید الانبیاء حبیب خداصلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کی اور انہیں  
 شریعت کے اہل برکات و تقیہ سے تو ان کی طرف اشارہ کی و گری حاصل کی وہ بیکو حرام المرین  
 تھانوی صاحب سید الانبیاء و صل اللہ علیہ وسلم کے حضور یوں ہے اولیاء اللہ کسی کرتے ہیں۔  
 "پھر یہ کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر عقلی دلیل  
 میں ہو تو دیانت طلب رہا ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض  
 علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا قصیدیں ہے ایسا علم غیب تو نذیر و مقرر و بیکو  
 جنون بلکہ یہ حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے "معاد الایمان ص ۱۸ اشارہ کردہ  
 مکملہ لغت دیر بند مولیٰ (بنا مصنف دھاکہ ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۸۸ ص ۱۸۹)  
 ہوتے لکھتا ہے "پھر مولوی صاحب میں اولیاء اللہ کا علم غیب گرہ سے بڑھ کر نہیں (معاد اللہ  
 اس کے تحت ملفوظات سے عبارت تین چار شکوک کے پیش کی ہے ہم جانتے ہیں وہ اصل  
 عبارت ہی نقل کر دیں تاکہ بیکو کسی تبصرہ کے اس کی بے ایمانی کا راز آشکار ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت  
 قرآن سزا ارشاد فرماتے ہیں "ایک صاحب اولیاء کے کلام دقت اللہ تعالیٰ علیہم السلام سے لکھے  
 آپ کی خدمت میں بادشاہ دقت قدوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا حضور کے پاس کچھ غیب  
 فز میں آئے تھے حضور نے ایک سبب دیا کہ کہا کہ ان میں حضور ہی نہیں تو ان میں آپ  
 نے بھی کھائے اند بادشاہ نے بھی اس دقت بادشاہ کے دل میں غم و غم کیا کہ یہ جو سبب ہی  
 اچھا خوش رنگ سبب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر فخر کو دیں گے تو ہاں ہوا کا دل ہی  
 آپ نے وہی سبب اٹھا کر لایا ہم نے حرکت کئے تھے وہاں ایک جگہ بیکو لکھا کہ  
 ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گرہا ہے اس کی آنکھوں پر چٹنی بن گیا ہے جب اس  
 سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ ہاں ساری باتیں میں اور وہ کرتا ہے جس کے

پاس وہ چیز ہوتی ہے۔ لکھتے ہاگر سر یک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لکھ بیان کی کہ  
 اگر سبب ہم نہ دی تو وہی ہی نہیں اگر نہ دی تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا بڑھ  
 کر سبب بادشاہ کی طرف پھینک دیا یہ ملفوظات حضرت چہارم ص ۱۸۸ اعلیٰ حضرت دقت اللہ علیہ  
 نے تو یہ ایک بڑے رنگ ولی اللہ کی حکایت بیان فرمائی کہ ان بزرگ نے بادشاہ سے اس طرح  
 کہا کہ میں نے ایسا دیکھا ہے جیسا کہ اللہ نے کس فیض کے طور پر اپنے لئے یہ کہہ دیا کہ اگر  
 سبب نہ دی تو وہی ہی نہیں ان سے دیں تو گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا بڑھ کر مصنف دھاکہ  
 تو یہی بندہ ہے کہ گدھے سے بھی کیا گدھا ہے۔ وہ بھی بندہ ہے جس سے ہاں جیتا تھا کہ کوئی  
 چیز ان کے پاس ہے لیکن مصنف دھاکہ کے کس نے بھی نہیں انہی سے ہر چیز  
 کہ اعلیٰ حضرت دقت اللہ کسی بزرگ ولی اللہ نقل فرماتے ہیں یا خود انجی طرف سے کچھ کہہ رہے ہیں  
 انہی سے بات تو ان ولی اللہ علیہ السلام سے بھی نہیں کہی کہ اولیاء اللہ کا علم غیب سے بڑھ کر  
 نہیں (معاد اعلیٰ حضرت کے نقل کردہ واقعہ میں بھی کوئی ایسا لفظ موجود نہیں اگر ان ولی اللہ نے  
 اپنے اپنے میں بھی کچھ بات کہی تو وہ کس فیض کے طور پر کہی جیسا کہ مصنف دہلوی مولوی صاحب  
 نامی صاحب لکھتے ہیں کہ کوئی اسلاف کہتے تھے۔ علامہ ہر سوانح نامی مصنف اولیٰ  
 ب تقریب  
 لکھتے ہیں مولویوں و لکھتے ہیں کہ مولوی حسین احمد صاحب کو شیخ الاسلام اور  
 شیخ الحدیث کہہ لیتے تھے اسلاف کہا کرتے۔  
 اس کے بعد مصنف دھاکہ نے مستند پر تو یہ بریلوی صاحب سے ہزار بار تو یہ دہرایا  
 پہلے بریلوی تھا لکھنے کے بعد لکھا ہے بریلوی صاحب میں پیکر چاہائی مرید کی بریلوی کے  
 پاس ہوتا ہے۔ رسول کے طور پر سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظات حضرت دوم ص ۱۸  
 سے یہ واقعہ نقل کرتا ہے "سیدی احمد سلیمان سی کے دو بیڑاں تھیں۔ سیدی سید العزیز خان  
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو تم نے ایک مرید کے جگہ جوئے دوسرے سے ہم بستر کی یہ نہیں  
 چاہیے۔ عرض کیا حضور اور اس وقت سوئی نہ تھی سوئے میں ہاں ڈال لی تھی عرض کیا حضور کو  
 کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور چنگ بھی تھا، عرض کیا ہاں "ایک چنگ  
 خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جہاں نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہے (ہر  
 زکارہ کہتے ہیں) (دھاکہ ص ۱۸) یہ واقعہ نقل کر کے مصنف دھاکہ نے ص ۱۸ پر احکام شریعت

(معاد اللہ) (تقریر الایمان ص ۱۸) (حدیث الایمان ص ۱۸) (معاد اللہ) (تقریر الایمان ص ۱۸) (حدیث الایمان ص ۱۸)







یہاں کی سُرخی دکا دی۔ بتائیے اٹھنرت علیہ الرحمۃ کا اس مفہوم سے کیا تعلق ہے؟ دراصل یہ آگے اپنے الہامی زبان سے جیسا کہ مولوی غلیل احمد انیسوی نے لکھا کہ "یہ ہر روز اعادہ ولادت (مختصر مکی الشہ علیہ وسلم) کا شش ہونے کے ساتھ کہنیا کی ولادت کا ہر سال کہتے ہیں"۔ براہین کا حدمت مولوی اسماعیل دہلوی صاحب تعزیتہ الایمان لکھتے ہیں "پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بصورت کے مکانوں کے گرد پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہو سکتا ہے"۔ تعزیتہ الایمان ص ۱۰۰ اور یاء اللہ تو ادیاء اللہ مصنف دھماکے کے الہامی طور و حضور مکی اللہ علیہ وسلم کی عید میلاد کو کرشن کہنیا کی ولادت اللہ ہونے کے ساتھ کی طرح قرار دیتے ہیں اور انہی کرام علیہم السلام کے مبارک مکانوں کی تعظیم کو بصورتوں کے مکانوں کی طرح قرار دیتے ہیں۔ شرک مجہز ہے میں مصنف دھماکے نے ادیاء اللہ کے تعلق جو الفاظ استعمال کئے وہ اس کے اپنے آکر کی زبان سے اور اقبال نے یہ کیا ہے۔

بے ادب ماں باپ اور بھائی کیسے کہیں

مادرشك مادر لولادك سگنه نهیسی!

مصنف دھماکے نے صفحہ ۶۵ پر محفوظات حق اول ص ۱۱ سے ایک اور حوالہ نقل کیا ہے  
کہ مرتب کے بعد روح کا ادراک بے شمار تجربہ جانتے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی اس پر بھی  
اطمینان قریب سے مروی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب کا حوالہ دیا مگر مصنف دھماکے کو اندیشہ ہی کے  
باعث یہ کہ نظر نہیں آتا۔ اسی صفحہ ۶۵ پر ہی مصنف دھماکے نے لکھا ہے یہی بات امام ربانی کی رو  
الف ثانی نے ایک انداز میں کہی تھی روح و نسبت و توحید و کمالیت کا ثبوت یہاں پر  
است (مکتوبات قرنیہ دفتر اول مکتوب ۱۲۸۵)

جان و وہ جو اس طرح کہہ لے۔ حضرت دھماکے خود بھی اعتراف کر رہا ہے لیکن کسی اور  
 رنگ کی ضرورت لگاتی ہے۔ مگر اس رنگ کا اظہار نہیں فرمایا کیونکہ اس کا پانچ رنگ نہ ہو ہی سکتا  
 اس لئے خود کو نقل کر دیا۔ لیکن اس کا مطالعہ مولانا ابوالکلام صاحب شیخ الحدیث  
 مدرسہ سابقین حزب الامت کا مجدد و مصلح اس لئے اعتراف ہی کر دیا کہ انہوں نے حضرت مجدد  
 انسانی علیہ الرحمۃ کے چار بیس ارشادات کا دیرینہ تفسیر و تفسیر کی تفسیر کی تفسیر کی تفسیر  
 سید صاحب مدظلہ نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ غیر تفسیر صاحب علیہ الرحمۃ کے ہی ارشاد کا خلاصہ ہے  
 الذی فی الحقیقت صحیح ہے۔ انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

کہ نسبت یہی ہے کہ جو چیز الہ سے دور ہو وہ ایک نہیں بلکہ کثرت شریف بطور ۱۰۰ صحت ۱۰۰ باقی رہا  
 آپ کا ملاسا الہ البرکات صاحب کو یہ کہنا کہ مولانا موصوف نے جھوٹ بولنے میں اپنے پیشانی  
 کو جھڑات کر دیا ہے۔ آپ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں آپ کے سینکڑوں جھوٹ  
 اس غیر عالم الہیہ نے اور سینکڑوں خواتین ظاہری میں۔ اور پھر آپ سید الہ البرکات صاحب  
 مذکور کی کیا دعا کریں گے آپ کے فریب میں تو معافا بشر خدا جھوٹ بولنا بھی جس سے بے لطف  
 ہو کر کہہ دے ۱۰۰ صحت مولانا اسما سیل و ہدی وجہ القتل مسئلہ از مولانا محمد و الحسن صاحب  
 دلی ہندو ۔

اس کے بعد صنفِ درحاکہ ص ۳۰ پر موقوفاتِ اول ص ۳۱ سے ایک عبارت نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے مولانا محسن خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ ادبیہ کلام ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں یا تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے بلکہ فرمایا آگندہ چاہیں تو ایک وقت میں دس یا دس سو ہوں ہیں دس ہزار جگہ کی رحمت قبول کر سکتے ہیں۔ اس پر جواب عافیا ادا فرماتی ہے۔ پیشینہ نظر ہے کہ سائل نے صرف چند جگہ حاضر ہو سکتے کی قوت کو پوچھا تھا رحمت کا نہ سوال تھا نہ کوئی تذکرہ یہ العفرت کی حکمت کیسے پیشینہ تھا کہ انہی طرف سے رحمت قبول کرنے کی بات کہہ دی۔ (درحاکہ ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں کہ اگر اٹھ فرات یہ فرا دیتے کہ خراب ہے تو ایسا ہو سکتا ہے۔ تو کیا آپ مان جاتے؟ ہرگز نہیں آپ خراب کے پہلے اور خراب کے دینے اور بھلا الہی ماننے کے بھی قائل نہیں۔ جیسا کہ آپ نے دھماکہ ص ۳۲ و ص ۳۳ پر بھلا الہی کا بھی انکار کیا ہے پھر آپ یہاں کیسے مان جاتے؟ ہر حال اٹھ فرات تہ جو کہ کھلا وہ بھلا الہی اور خراب کے پہلے اور خراب کے دینے جانتے ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔ جب بھلا الہی مانا تو شرک کے کیا معنی

(الاسم والعلى مش)

اور مصنف و محکم نے طوق ثانی میں کے درجہ مسئلہ کہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا بھی گوارہ نہ  
کیا ہے تو ساری کتاب شریعتی طاعت سے کذب و افتراء کا پھروہ بن گئی۔ منہر اقل متنی کہ گزارش  
احوال واقعی کہیں بھی ابتداء میں بسم اللہ نہیں اور تعارف کے منہر پر بھی تعارف کا لفظ پہلے ہے  
اور بسم اللہ السبیح العلیم بعد میں گویا اس کا اللہ کے رحمن الرحیم ہونے پر بھی یقین نہیں۔

.....



۱۹۲  
اسے ناپاک طائفے کی سنگت والو جب تک ذاتی و طائفی کے فرق پر اصرار نہ کرے گا تو اسے کبھی قریبی

مرثیہ کے قیروں سے بڑا نہ پاؤ گے (الامین والعلی ص ۱۷)  
بناشیر فرخا کے لئے ایک نثر کا نظم ذاتی نہیں (خالص الاقصاد ص ۲۲) بناشیر کیا ہے  
لکھا آپ نے انصاف کے اکبر نے مان لیا تھا۔ درحقیقت آپ خدا تعالیٰ کی عطا اور ان کے عطا کرنے  
کے ہی سکر میں اور یہاں خدا کے چاہنے کی بات نہیں تھیں فیض کے لئے کر دیا۔ درحقیقت  
اس کو دور کا ہی تعلق نہیں۔

باقی رہا آپ کا عبارت نقل کرنے کا اصل مقصد کہ اولیاء اللہ دس ہزار ملکہ ہو سکتے ہیں  
نہیں تو آپ کو گراں کا حکم کرنا تھا تو کسی دین سے کرتے مگر آپ نے عبارت صرفی نقل کر دی  
اس کا لکھ کر کیا دہرا کر لیا اور دعوت پر سخن وچ سے شیخی جھانسی شروع کر دی۔ اولیاء اللہ  
قرت اسرار ہم یک وقت متعدد مقامات پر ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ آئیے اپنے حکیم اللہ کی بات  
شرعی صاحب خالق سے پوچھئے۔ دیکھئے وہ کہتے ہیں۔

لما نظر محض : آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کلاہوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے  
ایک دفعہ تیس شہروں میں طہرانہ ازاد میریک وقت چلے گئے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی  
شب میں شب ہفت ہفتے تھے ۹۰ سال اولیاء ص ۱۷۸ اور کہتے ہیں محمد شریعت  
... ام شعرائے فرات ہے کہ ایک سیاح سے عبارت ہے کہ ان کی اولاد کو کچھ تو ملک  
مغرب میں ملکوں کے بادشاہ کی ٹیکے تھے۔ اور کو اولاد : ہر جگہ میں تھی اور کچھ ہندوستان  
تھی اور کچھ ہندوستان میں تھی آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس  
ہو آئے اور ان کی فرود تیں پسند آئیے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام  
رکھتے ہیں ابدال اولیاء ص ۱۷۸ معنی دھماکہ آپ اپنے عظیم القوت سے دیانت کی عظمت  
کا ایک ہی وقت میں تیس شہروں میں اللہ جا مغرب : ہندوستان و ہندوستان و ہندوستان کے مقدر  
شہروں میں ایک وقت ہو جی رہا ہے کسی طرح ممکن ہے۔ ہر جگہ تیس شہروں کی دینی کے طور پر  
نہیں دیا جلتے وہی دس ہزار شہروں کی دلیل کے طور پر ہمارے طرف سے ہوگا۔ رباب دعوت کا  
صالح ترویج کوئی کلمہ کی دعوت کی بات نہیں آپ لوگ بھی اپنے مولویوں کو جیل میں دعوت دیتے  
ہیں تو وہی مواد نفس کھا گیا نہیں ہوتا اور دھماکہ کیا گیا بھی ہو تو جب وہ تیس جگہ  
نہیں چھڑکتے ہیں کیا کھانا نہیں کھاتے۔ عظمت کا دعوت کا لفظ استعمال فرما کر گزرتی

پیشینہ یا اپنی دعوت کی بات نہیں بلکہ انہیں نے حضرات اولیاء اللہ کے پاس سے فرمایا ہے کہ وہ  
چاہیں تو دس ہزار ملکہ دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ یعنی وہاں ان شریف نے جانے کا وعدہ فرمایا ہے۔  
وہاں یہ مالک کے لڑکے ہیں کہ کسی نے کسی جگہ سے آگیا دوا درود دے دے کہ ہے میں جبرائیل  
چند مقامات پہنچے یہ کوئی سی پڑھائی شریف میں لکھا ہے فقیر کہا نہیں کہ سہارے ہی دینی  
طریقہ کا بنیاد ہے۔

اس کے بارے میں معلومات ضرور مہم منا سے ایک عبارت پر نقل کی ہے جس میں سمجھئے وہ  
مست جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کال نہیں اور جو قریب کے لئے ہو سکتی ہے  
شکل کے لئے کال نہیں : اس کو نقل کرنے معنی دھماکہ یہ تاثر دینا چاہیے کہ اس تفصیل سے  
بات بات مانع ہو جاتی ہے کہ طریقہ اور حضرت فرید احمد میں کوئی برتری مذہب کے پیرو  
اپنے امتیازی حق دیکھتے ہیں ان کی اپنی حقیقت ان لوگوں کے ہاں کیا ہے : علم غیب کرے سے  
یہ کہ نہیں اور حضرت فرید احمد کرشن اور گنیا میں بھی تسلیم کرتے ہیں نظیر کہاں گئی۔ دھماکہ  
معنی دھماکہ یہاں تفصیل کے لفظ کا استعمال کیا ہے۔ اس نے معلومات حضرت  
مہم منا سے ڈیڑھ سطر عبارت نقل کی ہے اس کو تفصیل بتا رہا ہے۔ حالانکہ کتا بہ پہلے  
تھا کہ اس حوالہ سے ثابت ہو چکا تھا اس سے کہ معنی دھماکہ نے معلومات سے بن عبارت کا  
نقل نقل کیا ہے اس سے اس کی کمال اہل مراد ہو گیا نہیں ہوتا اور یہ کہنے میں کوئی اعتراض ہر  
جس سنا کہ ایسی سمجھئے وہ مست جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کال نہیں۔  
اور جو قریب کے لئے ہو سکتی ہے وہ سلم کے لئے کال نہیں : اس عبارت سے یہ تاثر دینا چاہیے  
کہ علم غیب وہ حضرت فرید احمد کا مقصد حضرت انبیاء و مرسلین استقام کے لئے کال نہیں یا اس  
وقت تک تھا کہ ہمارے مولوی استریشی صاحب کی طرح خواہاں تھے کہ ہمارے سوا اللہ  
بعض لوگوں میں حضور کی کیا تفصیل ہے ایسا علم غیب تو زبرد و قریب ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ  
ہم نام کے لئے بھی حاصل ہے : حفظ اولیاء ص ۱۷۸ حضرت علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ سوا اللہ  
کہے کا علم حضور علیہ السلام و سلم یا اولیاء کرام میرا ہے یا جتنا ہے۔ معنی دھماکہ یہ لفظ  
حضرت کی کسی کتاب سے دیکھا ہے : اولیاء اللہ کا غیب کی بات کو جان لینا گدھے سے  
پوچھ کر نہیں : یہ گدھے سے پوچھ کر نہیں کہاں ہے : باقی رہا بعض تو خود تھانوی صاحب  
ملا سوا ان میں مان رہے ہیں۔ خود معنی دھماکہ مستلزم یہ کہہ کر کہ (اولیاء) جن غیب کی















علیہ الرحمۃ کی شان میں گستاخی کا اقرار ہاں کرتے ہوئے مصنف دھماکہ لکھتا ہے مولانا احمد رضا خاں جہاں بھی بدو الف ثانی کا ذکر کرتے ہیں انہیں مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور بزرگ کے طور پر نہیں صرف خانوان دہلی (حضرت شاہ اسماعیل شہید کے خانوان) کے پیشوا کی حیثیت میں ذکر کرتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کی کتاب انکویت الشہابیہ ص ۱۱ پر یوں ذکر کرتے ہیں تمام خانوان دہلی کے آقا نے نعمت اللہ اور کس حضرت امام ربانی کے نام کے ساتھ رت اللہ علیہ السلام نہیں لکھتے۔ اقتبہ سلسلے سے مولانا احمد رضا کو یہ طعن کھلا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کوئی جہت ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شخص کے غلام ہیں جس نے جو بتایا محض بتایا خدا کے قول سے کہا۔ غلط فہم ہوسکتا ہے (دھماکہ ص ۱۱)

مصنف دھماکہ باروں سلسلوں کے مختلف بزرگوں کا اس طرح سے گھڑت گت فیروں کا الزام لگا کر نابالغی است کے تمام روحانی حقوق میں اسی طرح کی منافرت پیدا کر رہا ہے کہ اپنا جہت سے ہی طرح ملک کے اندر ملک دشمنی پیدا کرنے کے بارے میں اس کی نفی کرتا ہے۔ مصنف دھماکہ کہتا ہے کہ یہ ہے میں مگر اس طرح مصنف دھماکہ اپنے دشمن میں کامیاب نہ ہوا۔ مصنف دھماکہ کہتا ہے اپنا منفری اسلوب قریب ہے کہ وہ جو تو ہے اس کو کامیاب نہ کرتا ہے اور اس سے اس طرح کا اثر دیکھ کر قرآن میں مصنف دھماکہ کی ہدایت کا غلط فہم ہوتا ہے۔ مولانا جہاں ہے۔ مصنف دھماکہ کہتا ہے کہ ان کا اعلیٰ حضرت علیہ السلام حضرت محمد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ذکر مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور بزرگ کے طور پر نہیں کرتے صرف خانوان دہلی کے پیشوا کی حیثیت میں ذکر کرتے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خود مصنف دھماکہ کے نزدیک تمام خانوان دہلی و دیوبند اسماعیل صاحب قسطنطنیہ نہیں ہیں۔ وجہ ہے کہ اس نے خانوان دہلی و دیوبند اسماعیل صاحب دیوبند کو مسلمانوں سے الگ کر کے ان کا مسلمانوں کے مقابلہ میں طعن و ذکر کیا ہے۔ مصنف دھماکہ نے اور جو انکویت الشہابیہ ان غلط فہمات حقہ سوم کی مبالغہ نقل کی ہیں ان میں اگرچہ خانوان دہلی کے آقا نے نعمت اللہ و دیوبند ہے۔ لیکن اس کے باوجود بدو الف ثانی ہی ہے اسلام ربانی ہی ہے مصنف دھماکہ بتاتا ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت نے کسی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو تہذیب اور رشید احمد گنگوہی صاحب کو امام ربانی لکھا ہے؟ اس سے کہ ان کو بتاتے ہی نہیں تو لکھنا ایسا ہے اور مختلف مقامات پر حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو امام ربانی بھی قرار فرمایا اور بدو الف ثانی ہی تو یہ ہیں سے ثابت ہے کہ وہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ

کو اکابر اہل سنت میں شمار فرماتے ہیں۔ باقی اس کو کہ ان دو قول بالکتاب میں رت اللہ علیہ السلام لکھا تو یہ اتفاقاً فوت ہو سکتی ہے رت اللہ علیہ السلام کو حق مصنف دھماکہ نے بھی نہیں لکھا صرف حق پر لکھا گیا جس کو کوئی مقصد نہیں۔ اور مجدد صاحب علیہ السلام کو حق اللہ تعالیٰ لکھنے کے دیوبندی و دیوبندی مولوی صاحب ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام میں اگرچہ اس کی جگہ رت اللہ علیہ السلام نہیں ہوا لیکن یہ دیکھتے ہیں تمام اعلیٰ حضرت پر صاف لکھا ہے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رت اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم بتایا جائے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رت اللہ تعالیٰ مساوات اللہ کی کسی جہت و دشمنی کو کو کہا جاتا ہے۔ یہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے بلاشبہ سنت کی حمایت کی اور بدعت کی مخالفت میں اہم کردار ادا فرمایا لیکن وہ دیوبندیوں و دیوبندیوں کی طرح میں گھڑت جہات و جہات کرتے تھے مسلمانوں کو بات پر نہ تھے نہ حق بھی قرار دیتے تھے۔ اور خود مصنف دھماکہ خود کہتا ہے امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو مانگا ہے آپ کے ایک ارشاد مبارک سے اقرار کرتے ہوئے اسی دھماکہ مرہ ہر جگہ ہے یہی بات امام ربانی مجدد الف ثانی نے ایک اور جگہ میں کہی تھی "نہایت کے ہزار بیان ہیں صاف انکار کرتے ہیں بلکہ ان کے اور کسی قیود کا ہی۔ امام ربانی علیہ الرحمۃ نے تو گویا کچھ سمجھا ہی نہیں ہے ان سے نہ وہ علم اور وسعت معلومات کے حامل اور ملی و روحانی بات کو جاننے والے ہیں۔ اس کتاب آپ کے ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے ساق انکار کر دیا۔ یہاں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تمام خانوان دہلی کے آقا نے نعمت اللہ کہہ کر ذکر فرمایا تو اس سے مراد صرف مولوی اسماعیل و دیوبند مصنف تقویت الایمان ہی نہیں مولانا شاہ عبدالعزیز اور آپ کا دیگر خانوان مراد ہے اور بالخصوص خانوان دہلی کے آقا نے نعمت اللہ اس لئے فرمایا کہ خانوان دہلی میں سے ہونے کے لوگ مولوی اسماعیل صاحب اپنے اکابر کے طریقہ و مسلک کو حیدر لکھتے تھے اور کتاب التوحید کی طرف مائل ہو کر دیوبندی ہو گئے تھے اس لئے اعلیٰ حضرت نے تمام جہت کے طور پر تمام خانوان دہلی کے آقا نے نعمت لکھے یا فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی غرابی نہیں ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کا یہ کہنا بھی کوئی بڑی بات نہیں کوئی تہذیب ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شخص و فہم افہام رضا اللہ منہ کے غلام ہیں۔ تو یہ ٹھیک ہے۔ باروں روحانی سلسلوں کے لوگ قواعد و طریقہ میں اپنے اپنے شیخ کی طرف رجوع کرتے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے منع تو نہ فرمایا کہ کوئی







کہ یہ امت میں ہزار ہا جری سے آگے نہ بڑھے گی امام رسولی نے اس کے انکار میں رسالہ کشف  
عن تجاوز هذه الامّة بالالف اس رسالہ میں ثابت کیا کہ یہ امت  
ستائیس سے زور آگے بڑھے گی۔ (پھر تندرست طور پر فرماتے ہیں) امام صدر کے  
بارے میں امارت بجزرت اور سوار میں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں امداد میں مقرر ہے  
قدیم تھے ایسا خیال گورنر ہے کہ شاید ستائیس سے زور آگے کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے  
اور ستائیس میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

یہ ہے پوری عبارت اس میں یہ واضح ہے کہ بعض مقرر کے قدیم تھے ایسا خیال گورنر ہے  
ایہ بات قطعی اور یقینی نہیں اور اصل عبارت میں شاید کہ لفظ بھی موجود ہے جو معتقد و محکمہ  
انہی میں کی دہر سے ستر نہیں آتا اور حضرت نے یہ شاید کے ساتھ ہی اپنی طرف سے نہیں لایا  
بلکہ دوسرے آگے واضح طور پر تحریر فرمادی کہ میں نے یہ دونوں وقت و ستائیس میں سلطنت  
اسلام کا بڑھنا ستائیس میں امام مہدی کا ظہور فرمنا اسیر لاکہ شفیق حضرت شیخ اکبر علیہ السلام  
ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کام سے اخذ کرتے ہیں۔ اس میں ختم سلطنت  
اسلام کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اللہ تعالیٰ تحریر فرمائی کہ لا اقول ایقظا للجبۃ  
بل ایقظا للجفریۃ میں نے اس ایقظ جفری سے جو حساب کیا تو ستائیس آتے  
ہیں اللہ تعالیٰ کے دوسرے کام سے ستائیس کے ظہور امام مہدی کے اخذ کرتے ہیں و فرمادی

اذا ما اذ النعمان علی حرو و  
بسم اللہ فالحمدی قاصا  
و یخرج فی الحطیم عقیب صوا  
الا فاقران عن عندی سلا عا

ان باتوں کو سمجھنے والے جانتے ہیں معتقد و محکمہ کہ سید علیہ السلام آتے ہیں اس لئے  
و انہی میں کرنے میں بھی بائیں ہے جو ان باتوں کی گردن کو نہیں پہنچ سکتا وہ طرفہ قرآن  
کرتے ہیں حال اتنا واضح ہے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا وہ سید لاکہ شفیق حضرت شیخ  
اکبر علیہ السلام ابن علی رضی اللہ عنہ کے کام سے ماخوذ و اقوال ہے۔ معتقد و محکمہ کہ یہاں  
خدا کے لئے حضرت کی یہ تلقین تھی نہ ہو ایسا ہی ہے جیسا وہ یہ دیکھا کہ نہ تو اسے  
امام مہدی ظہور نہ فرمائیں۔ نہ اسے قیامت نہ آئے۔ نہ ان باتوں سے اس لئے گستا

ہے کہ سلطنت اسلامی نہ بہت تو امام مہدی رضی اللہ عنہ ضرور آئیں گے اور اسلام جیلا نہیں گے  
امام مہدی آگئے تو قیامت بھی آئے گی قیامت آگئی تو صاحب کتاب بھی ہر ایک ان کتابوں کا تراک  
مرا بھی ہے کہ چنانچہ اس نے اپنی دعا کا پہلے ہی بعد از دعا یہ دعا کہ اسے العفوت کی یہ قیامت  
پوری ہو۔

ہر بلوئی عقیبہ کہ بیت اللہ خریف فجر اگر بنا ہے۔

اس عنوان کے تحت دیکھیں جہالت کا ایک اور نمونہ منظر ہم پر آیا ہے الحق  
ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بیت اللہ خریف کو کہتے کہ منہ اللہ میں بتول کے  
ساتھ لا دیا ہے لکھتے ہیں۔

تیسری آمد تھی کہ بیت اللہ خریف کو کہتے  
تیسری بیت تھی کہ بیت خریف اگر گیا

اس پر کہتا نہیں صاحب بروری نے عرض اعلیٰ کے لئے ہیں خریف کا لفظ  
استعمال کیا ہے۔

گھبرا تھا خریف کو عرض اعلیٰ کیستے سجودے میں بنم با  
یہ آخیر قدر مول سے لے رہا تھا دیگر و قرآن پر ہے تھے

(علاقہ اول ص ۱۰۰ و ۱۰۱)

فعلت شان رسالت کا یہ شخص یہ دلی جانی کیا جانے شیخ شفیق علامہ عبداللہ عیسیٰ  
علیہ الرحمۃ عارفات اسوۃ بطور منہا لکھتے ہیں حضرت عبداللہ سے منقول ہے انہی نے کہا  
کہ حسب ولادت کعبہ شریف کے پاس تھا جب آدمی ولادت ہوئی میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام  
ابراہیم کی طرف ٹھیک اور سجدہ میں گیا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر محمد المصطفیٰ  
بیت اللہ شریف کا ولادت با سعادت کے وقت بڑا گناہ ٹھیکنا اور بتوں کا  
تحریر اگر گناہ ایک بات نہیں مگر دیکھیں جہالت کا ایک ہی اسٹیج سے دونوں کو ٹانگ رہا ہے  
اس کو بڑا کامیابی بھی معلوم نہیں کہ یہ کونسا لفظ کی کتاب دیکھ لیتا تو یہ جاننا امر اس نہ کرنا  
علاوہ ہر طرفہ افادات ۵۹۹ بڑا کے متعدد معنی لکھے ہیں جن میں۔ آداب بدریالی بھی ہے۔  
اور وضاحت کے طور پر لکھا ہے مرثیہ زبانی و نثری و قصیدے و قطعے کی طرف سے کہا جاتا ہے











اعلیٰ حضرت پر جھوٹ کا افتراء

سب دلائل مسترد پر لعنت کا دعویٰ اور قرآن پر افتراء اسلام میں دائرہ دیکھا گات

مستحق دھماکہ نبی جہالت کے ذمہ میں سبقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر جھوٹ کا افتراء

جھوٹ کی نسبت قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

مستحق دھماکہ کے بیان سے ثابت ہوا کہ وہابی دہلی ہندی پسند والہ بھی جہالت

الامثال نفیس بھا بلشاس وکما یفعلکم الا انظروا کہادیں ارشاد تو

سب کے لئے ہوتی ہیں بلکہ سب کو جو علم ملے ہے۔

مستحق دھماکہ کہتے ہیں کہ لعنت کا اطلاق قرآن مجید سے لکھا گیا ہے

مستحق دھماکہ نبی جہالت کے ذمہ میں سبقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر جھوٹ کا افتراء







ایک مادہ وکیہ کام کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہاں بھی وکیہ کام کے طور پر ہے نہ کہ  
لاذکر ہے نہ اس میں شے کی ترغیب ہے فقہاء کے کام میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں جیسا  
سے غیر متقدین اسی طرح غلط تاثر دیتے ہیں۔ مثلاً اگر لفظ خیر سے خیر ہی مراد ہو تو پھر  
انسانی طور پر حرج معاشرت کی یہ نسبت خیر ہوگی کہ خیر اور حرج معاشرت سے بچ گیا  
اور البصیرت و تربت معاشرت ثابت ہو جائے گی اور فعال کی یہی اس پر لازم  
ہوئی اگر کہ اس میں شر ہو کیا بات قابل اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔  
مصنف دھاکہ لا تعنی لفظ خیر بلکہ کہ قرأت کا معنی ہو کہ حدیث و شریعت اس کی جہات  
لا زائد رہے حضرت امام ابی انیس نے اس کو بھروسہ نہیں کیا۔

بریلوی مسلمانوں کا تزکیہ برہمن پڑھا سکتا ہے

مختلف دھار کے تحت یہ شرعی دھار محض بقدر دین و سنت دینی استقامت کے  
کی احکام شریعت کے تحت ہے ۱۲ سے یہ عبارت ملتی ہے کہ "نکاح تو جو بھی جائز ہو اس  
واسطے کہ نکاح نام ہی ایسا الحاق و قبول کا ہے کہ جس پر بھی پڑھا دے اور احکام شریعت  
سے یہ عبارت مختلف دھار کے تحت ہے کہ "نکاح تو جو بھی جائز ہو اس  
آخر میں اگر وہ ایسا نکاح پر عمل کرے تو یہ جائز ہے اور انیس

[illegible]

طوائف کے ہاں میلادِ شہرینی۔  
 مصنف و محال خفاۃ الشریعت  
 ہمارے ایک اور مستند نقس کی  
 ہے جو یہ ہے۔ یہ سارے طوائف ہیں کہ ان کی طرف حرام اور حلال ہے۔ اس کے یہاں میلادِ شہرینی

یہ لفظ اعلیٰ اس کی اس نام اعلیٰ کی منگانی شریقی پہنا کر سن مانے کے ہیں۔

الجواب۔ اس مال کی شیعہ بیعت پر ناجائز ہونا حرام ہے مگر جبکہ مال مالک کے عین کی ہوا صدیق ملک  
جب مال کی شیعہ بیعت پر ناجائز ہوتا ہے تو ایسا ہی کہتے ہیں الخ ۱۱ احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۱۲۱  
میں جس کو کئی غلط بات نہیں ہے اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ فی الواقعہ حوائف کے حرام مال  
سے سیدھا انفعیہ اور شیعہ بیعت پر ناجائز ہونا حرام ہے اور اگر مال مالک کے ہاں تو اس نے کر کے  
تو جائز ہے۔ یہ ہے اس پر کیا اعتراض اور کون سی دلیل شریعی ہے اندھیرا اس مسئلہ کو  
میں ترویج نہ کر رہا ہوں بلکہ یہ ہے تو یہ مال کی شیعہ بیعت پر ناجائز ہونا حرام ہے۔ ۱۱ اندھیرا اس عبارت میں ایک لفظ  
اگر ایسا نہ ہو تو بہت طمان ہے۔ بعض دفعہ اس کو عقل کے تابعین نے کر خد سے پیش  
اور اپنی حماقت کا اقرار کیا۔ یاد ہے کہ انا جہاں تو حرام مال کا بہانہ بنا کر دیوبندی قوم  
اور حقیقت سے کٹ کر شیعہ شریف سے لڑنا اور ان کے حق میں کرنا چاہتا تھا ہے وہ ان کے کھار  
وہ شیعہ شریف بھی انا جہاں تو ناجائز است ہے۔ میں میں کوئی اور خلاف شریعت نہ ہو وہ حفظ  
مطلوبہ و شیعہ شریف کو بھی صاحب ملکتے ہیں۔

سوال: خود و شریف اور مرسیہ میں کون سی بات نکلے اور حضرت شاہ ولی اللہ  
کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک ۴۲ ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مقتدر العالی نے فرمایا کہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر انتہاء و تعدی اس میں  
میں ہے اور اس نہایت میں درست نہیں (مقتدر العالی در شیعہ جلد ۱ ص ۵۶)  
انصاف و عدل کے اصول و معانی کا بیان ہے (مقتدر العالی در شیعہ جلد ۱ ص ۵۶)

دلیوبندی حکیم الامت محفل میلاد۔ مہربانی خودکشی کی بدترین مثال :-

افضل ميلا د شريف جبريال نامہائے حق سحر کون کے دلچ میں جہان ہو گیا خود و یونہی  
عظیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ انہوں نے میں مجلس میلاد قائم ہوئی  
سے اللہ لوگ کھڑے ہو کر سہام پڑھے ہمارا لکھا جاتا ہے مگر

۴۰ بحرِ حال و جان کا پیر و سرِ بادوں شرکتِ قیام گزنا قریب بجمال و کمال اور مشہور تھا  
وہ لوگ رہتا کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ دوسرے سے خواہ مخواہ ہے۔  
دعویٰ بیانی ص ۲۳ و ص ۲۴



مستف دھماکہ اپنے قصوں کی سزا خانہ انداز میں کرتے ہیں کہ منظر ہر کہتے ہر کہتے  
 سید و شریف و فاضل و متعلم کے مذکورہ بالا جواب پر اپنے دھماکہ کے ساتھ  
 پرکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کی اس مجلس میں اکثر جانتے تھے اور انہیں  
 ان کا خوب خبر تھا کہ اس طرح آپ مولف کی دلجوئی فرماتے ہیں تاکہ وہ راہ راست  
 پر آجائیں۔  
 ایک فرضی صورت پر غزوات کی دیو لکھڑی کرنا۔ کیسے معلوم ہوتا ہے کیا مستف دھماکہ  
 قیام لایم ہے جو وہ پچاس سال پہلے ہندوستان کے حالات کا انکشاف کر رہا  
 ہے جہاں تک مولفوں کی دلجوئی کا تعلق ہے تو الحقیقت کا یہ حال ہے کہ مولفوں کے  
 اور ان کی حرام کمان کی مستانی میں رہتے ہیں۔ حافظ محمد عکرمیت ص ۲۹ فرمایا ہے  
 مطیع بستیانی میں ایک مقام پر مولف نے فریقہ (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 باقی مدرسہ دیوبند اور مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 رتہ الشریعہ تو یہی ہے کہ درجہ میں تھے اور مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 میں تھے ایک رتہ ایچا چھوڑ کر کسی کو جو سیاق (۱) باقی تھے اپنے ہمراہ لائی مولانا محمد قاسم  
 رتہ الشریعہ سے اچھوڑ کر مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 دتے کسی نے اگلا ہی پتہ دے دیا (۱) کو (۲) نے عرض کیا کہ یہ میری چھوڑی ہے اس وقت  
 سے زیادہ چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر کر رہی ہے آپ اسے تو فوراً واپس لے لیں  
 مولانا محمد قاسم رتہ الشریعہ نے یوں چاہا کہ نہ تو میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی  
 ہوا اس سے فرمایا کہ اگر ایک بزرگ میں تم ان کے پاس لے جاؤ۔ یہ دیکھو اور اس  
 سیاق میں (۱) اور (۲) مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 اس کو عرض ہے اور میری اس پر کمانی ہے آپ وہاں تعویذ کر دیجئے مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 یہ معلوم دھماکہ یا تعویذ دیا اور اسے رخصت کر کے اپنے تشریف لائے اور پوچھا کہ اسے  
 کس نے بھیجا ہے مولانا محمد قاسم صاحب خاموش ہو گئے فرماتے گئے ہلے تھی لکھنے اپنے  
 تعویذ کی اس قدر حفاظت اور تحریک سے پاس خلوت میں بازاری عورت کو بھیج دیا اپنے  
 پر کس کو اتنا دے۔ خدا کے فضل سے اس کی چھوڑی کو آرام ہو گیا تو وہ مستانی لائی  
 اور سید مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا حضرت آپ کی دعا سے میری

کوسٹ ہو گئی یہ مستانی شکر یہ میں دلی ہوں مولانا نے فرمایا رکھ دو وہ رکھ کر چلی گئی اور ان  
 مختصر ۲۹۹ آیت ہوا کہ علامہ دیوبند مولانا احمد ان کی سیاقی چھوڑیوں کی بہت دل جوئی  
 فرماتے تھے شاید اس خیال سے کہ وہ راہ راست پر آجائیں ان کو اور بھی سمجھتے تھے ان کی  
 حرام کمان کی مستانی بھی رکھوا دیتے تھے انہیں اس طرح ہدایت پر لائے کہ خوب خبر تھا۔  
**ہولی اور دیوالی کی مستانی** | مولف دھماکہ نے مستی پر اس عنوان کے تحت  
 کیا ہے عرض ہو کہ دیوالی میں مستانی طریقہ پانچویں میں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں  
 اس شاعر اس روز نہ لے لیں اگر دوسرے ہندو تو لے لیں دھماکہ کے  
 غامضی مستف نے اس میں عرفیہ جھلسا رکھی کہ ہے کہ دوسرے ہندو تو لے لیں  
 کے بعد کے یہ غلط بیٹ کر گیا۔  
 مذہب کو کہہ کر کہنا کہ تھوڑا کی مستانی ہے بلکہ الہی نسیب نازی مجھے  
 مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
 کہہ کے اپنے اور یہ عقیدہ ہے کہ ہندو دیوالی کی ہولی دیوالی کی کھیلیں اور ہولی کھانا  
 درست ہیں یہ حافظ مولانا محمد قاسم (۱) اور مولانا محمد قاسم (۲) کو  
**حقہ کے پانی سے وضو** | مستف دھماکہ انصاف قریب سرور مولانا  
 کی عبارت کے مفہوم کے برعکس بریلوئیوں  
 کی نرا تیم سے اعلیٰ اگر وہ حقہ کے پانی سے وضو نہ کریں یہ کائنات قائم  
 کر کے لکھتا ہے مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوئی کہتے ہیں۔  
 مسئلہ مولانا فرماتے ہیں ملاتے دیکھ اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو نہ  
 رکھا گیا ہے وہ کون اور کس حالت پر  
**الجواب**۔ جب آب مطلق اصلاً نہ لے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اور  
 اس کے ہوتے بہتر تم بزرگ ہیں انہیں اور اس تیم سے ناز باطل ہے۔  
 (ملفوظات الطوفان ج ۳ ص ۲۴)  
 بتائے کہ ات کس طرح اور کون سی دلیل شریعہ سے غلط ہے۔ انصاف علیہ السلام  
 نے کمال اتنا دیکھ کہ حقہ کے پانی سے وضو کا حکم نہ دیا بلکہ صرف لکھا ہے کہ جب



ابن مطلق اسلانی ہے۔ آج تک کسی دیوبندی دہائی عالم نے یہ فتویٰ دیا ہو تو مستحق دھماکہ  
پیش کرے کہ تبا کو حرام اور حقہ کا پانی ناپاک ہے۔

**مصنف دھماکہ کے مُنہ پر تھانوی کا طمانچہ**

فقہ سے کوئی دلیل نہ تھی اکابر علماء دیوبند سے ہی مصنف دھماکہ پیش کر دیکھا کہ مصنف  
دھماکہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کہتے ہیں "مسئلہ حقہ کے پانی کو بھی  
حرام ناپاک سمجھتے ہیں اگرچہ اس سے پیمانہ تفاوت کے لئے ضروری ہے لیکن اس حد تک  
ہونا لازم نہیں آتا (اعطاء العوام عرف نطق شمس مست)

جب حقہ کا پانی نہیں نہیں پاک ہے تو یہ آپ حق اسلانی سے تو اس سے دُور  
کرنے میں کیا حرج ہے تم تو جب لازم ہوتا ہے پاک پانی اسلانی سے۔ فتاویٰ رشیدیہ  
ص ۲۹۳ پر بھی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حقہ اور تبا کو جائز لکھا ہے اور فتاویٰ  
رشیدیہ ص ۲۸۱ پر حقہ پینا حلال ہے لکھا ہے اور اہل مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی  
صاحب قدس سرہ کو حقہ بھر کر پیتے رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

**بانی مدرسہ دیوبند کا حقہ بھر کر پانا**

اسی وقت جب جب پاؤں  
یا کر مرادنا (الحق قاسم) نے خود

چم بھری اور حقہ اٹھا کر اس کے (اس طرح آدھی) سامنے لائے۔

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۴۶)  
اگر تبا کو حرام اور حقہ کا پانی ناپاک تھا تو نانوتوی صاحب نے ایسا کیوں کیا مسلم  
ہوا کہ ان کے نزدیک جو تبا کو حرام نہ حقہ کا پانی ناپاک مصنف دھماکہ کے پیروں کا دلی  
مسائل میں ذکر کیا ہے تو میرا اعتراض کیسا؟

**زندہ ہی کو گرایہ پر مکان دینا**

اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں ہے کہ واسطے مکان گرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں  
بالہ و پاس کا نہ کرنا یہ اُس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان گرایہ پر نہیں دیا گیا۔

(اعطافات الطہرت ص ۳۰ - مست ۱)

بتائے اس پر کیا اعتراض ہے؟ اعتراض تو اس وقت ہو سکتا تھا جب الطہرت  
قدس سرہ کے ارشاد میں یہ الفاظ کہے کہ مرنے والے کو مکان گرایہ پر مکان دینا جائز  
ہے اور کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس مولوی عبد القادر  
دیوبندی مدرسہ دارالعلوم کبیر والا کا فتویٰ موجود ہے سوال و جواب کا جلد ہر۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرنے والے کو مکان  
گرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ مکان حرام کام اور مکان کے لئے نہ دیا گیا  
ہو۔ بلیغ توحید السائل خلیل احمد بقلی خور  
(الجواب ص ۹۶) کہ گناہ شہ ہے مگر ہذا فی وجہ لا خوف کہ کوئی نہ دینا بہتر ہے۔

واللہ اعلم  
کتبہ عبد القادر عفی عنہ مدرسہ دارالعلوم کبیر والا  
نہ روزوالہ ۱۳۹۵ھ

**ایک سوال اور اس کے جواب کا جواب**

مصنف دھماکہ مست پر  
دھماکہ کے ادیان پر لکھے  
کئے امت و تہنات کا غلط بیان کرنے کے بعد کتاب الطہرت خرو بیان فرماتے  
کہ انہیں اکثر ذرات کا خیال رہتا تھا ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

انشاء اللہ میں وزیر اعظم  
اس کے متعدد جواب ہیں۔ سوائے کہ حقہ سوم ہمارے نزدیک معتبر ہی نہیں ہے اور جو  
بات مصنف دھماکہ ثابت کرنا چاہتا ہے وہ بات سوائے بخشش حقہ سوم میرے ہی نہیں  
یہی وہاں دنیاوی ولایت یا ولایت فکری کا ذکر ہی نہیں بلکہ سلطنت امت کا ذکر کرتے  
ہوئے لکھا ہے۔

کافی سلطان امت گویاں سے رضا  
انشاء اللہ میں وزیر اعظم

یہی امیر الشہداء مولانا مائی مراد آبادی امت کہنے والوں کے بادشاہ ہیں اور انشا اللہ  
میں امت گویوں کا وزیر اعظم لیکن مصنف دھماکہ جو تبا کو مرنے کے مرض میں مبتلا ہو کر آتا اور حاکم



جو کیا ہے وہ اس کو دنیاوی و زارتوں پر گول کر رہا ہے۔ حالانکہ دنیاوی و زارتوں اور  
 دنیا کے تاج کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں۔  
 ان کو سنگت پاؤں سے شکرانے وہ دنیا کا تاج  
 جس کی خاطر مر گئے منہم رگڑ کر ایڑیاں  
 (صدائق بخشش حصہ اول)

آئیے ہم بتاتے ہیں کہ وزارتوں کی قضا کس کو تھی اور عقل و فہم کے ہر یکس ایک وقت  
 میں دو دو وزیر اعظم بننے کے خواب کون دیکھتے تھے اور کس پر وزارتوں کے خیالات کا  
 غلبہ رہتا تھا۔ درجہ بند شیخ ابوبکر مولوی غلامی صاحب لکھتے ہیں۔

یعنی یعقوب و رفیع ہر دو وزیر اعظم (امیر شریکوی ہنگام)  
 یہ ہے چونکہ اپنے والی بات کہ ایک وقت میں دو وزیر اعظم اعلیٰ حضرت اپنے آپ  
 کو دست گو یوں کا وزیر اعظم فرماتا تھا۔ انشاء اللہ کے ساتھ اور دیوبندی شیخ ابوبکر نے بغیر  
 انشاء اللہ کے ہی مولانا محمد یعقوب ناٹووی اور مولانا رفیع الدین صاحب دیوبندی دونوں  
 کو وزیر اعظم بنا دیا۔ ویسے ہی دیوبندی والے بالام نہاد مولانا ابوالکلام آزاد جہالت پرانے  
 حکومت کے وزیر تعلیم اور پاکستان میں ملک نامہ کے اتحادی دیوبندی مفتی محمود صاحب  
 وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اور اب بھی ان پر مذاقہ آفتاب کا غلبہ ہے۔ کلام کی دلچسپی اور  
 معلومات میں اضافہ کے لئے ہم یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مصنف و حاکم کی جہالت  
 کو یہ عالم ہے کہ وہ معروف کی نشانی ظہر اور شعر کی نشانی سے میں گولی امتیاز دیا نہیں دیکھتا  
 یہی وجہ ہے کہ اس نے انشاء اللہ میں وزیر اعظم کا معروف نقل کرتے وقت اس شعر کی نشانی  
 لگا دی ہے۔ جہاں جاہلی مطلق کو اتنی تمام باتیں معلوم نہیں وہ کس سے انشاء اللہ  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ صبی بنیہ والا تحقیق پر اعتراض کر سکتا ہے۔

**علم جعفر**  
 مصنف و حاکم اعلیٰ حضرت و فہمی ہیں انشاء اللہ صاحب چوکے کہ  
 ایمان کے ساتھ عقل سے میں لائق و حرم بیٹھا ہے۔ انشاء اللہ  
 میں وزیر اعظم کا حوالہ نقل کرنے کے بعد قلمی فرستاق بات کرتا اللہ نیا و منور چھوڑتا ہوا  
 لکھتا ہے "اس قسم کے خیالات خانصاحب پر اس قدر غائب تھے کہ انہوں نے علم جعفر میں  
 دلچسپی لینی شروع کر دی۔ خانصاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور پاک علیہ السلام

و انعام کو خواب میں دیکھا حضور نے خانصاحب کو کلیے کا ایک تھا جس پر لڑا۔ ذ  
 لکھا ہوا تھا و کھایا خانصاحب نے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ حضور مجھے کیا فرما رہے ہیں  
 اعلیٰ حضرت نے ان الفاظ سے معلوم کیا کہ حضور مجھے فرما رہے ہیں۔ لڑا۔ ذ۔ اھذا  
 کے معنی میں فضول یک و مفوضات حصہ اول ص ۱۲۰ اعلیٰ حضرت بریلوی کو حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی طرف سے جو جواب ملا ہم اس پر کوئی غفلت نہ کرنا چاہیں پہلے ہی کافی ہے  
 اور ہم اس پر انکسار کرتے ہیں (و حاکم ص ۱۲۱)

دیوبندی قوم میں کوئی معمول نہ تھا کہ کسی کو وہ بتائے کہ علم جعفر جتنا ہے یا  
 علم جعفر اتنا ہے، جہاں جاہلی غیور کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ علم جعفر کچھ ہے یا علم جعفر  
 وہ علم و عقل کے بادشاہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا عاصیہ کرنے کا شائبہ  
 کو انشاء اللہ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر و تا جندہ کرامت نہیں کہ انکی  
 مخالف ہرگز نہیں ایسی خیالات اور جہالت کا ثبوت سے رہا ہے۔ عباراتوں میں کثرت  
 کرنا تو جہالت کا ہیہ تھا لیکن عباراتوں کے الفاظ کج بدل دینا اس کی بنیاد مصنف و حاکم  
 نے ہی رکھی ہے۔ اب اصل جواب کی طرف آئیے، اعلیٰ حضرت میں اس طرح ہے کہ ایک دفعہ  
 خواب ملا کہ غلام صاحب ایک کتاب میں میں انہوں نے تشریفات اشیاء لکھیں تھیں۔  
 اعلیٰ حضرت مدظلہ کو عرض اصحاب بعد ہر سارا ہے تھے علم جعفر کی تشریف سنا تے وقت حضور  
 نے ارشاد فرمایا آپ نے علم فرمایا جبکہ کی تشریف نہ لکھی، علم جعفر ہی کا ایک شعبہ  
 ہے اس میں جواب مستحکم عربی زبان پر عربی اور عربی ل کی ردی سے آتا ہے اور  
 جب تک جواب پر راہیں ہوتا مقبول نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی  
 نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ بڑھا جاتا ہے۔ جہاں میں حضور  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت دے گا ہوں مکمل کیا  
 ورنہ نہیں تو میں نے تین روز بڑھا کر پندرہ روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان  
 ہے اور اس میں ایک بڑا بڑا کھانا ہے حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف  
 فرمایا میں اور چند صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جہاں سے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کو یہی میں سے حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام  
 پانی پھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں فرمایا کہ گز اور طول میں



دو گز ہو گا اور اس پر ایک سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن  
 بہت چلی تلم سے ل۔ ۵۔ ذی اسکی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے  
 مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کتنا نہیں ہے اس سے بقادرہ جنراوی نکل سکتا  
 تھا کہ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے مدیا پانچ میں اب وہ اپنی جگہ سے  
 ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ واپس آئے  
 پچاس جس کا حرف فون ہے یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف اذاعت  
 دیکھا اور فقط کو ظاہر یہ رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھل کے منہ میں فصول یک  
 یہ ہے موقوفات کی پوری عبارت جو مصنف دھماکہ کی ہے ایمانی کی تدر ہو گئی اور  
 کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود فرمایا ہے میں کہ جب میں نے اس علم  
 کی اجازت چاہی اور وقت پر ل۔ ۵۔ ذکر کیا تو میں نے خود یہ سمجھا کہ اھل کا  
 منہ ہے فصول یک ایک تو یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خود لکھا دوسرے فصول یک  
 علم جفر کو کہا گیا ہے کہ یہ یک ہے ذکر اعلیٰ حضرت کو (معاذ اللہ) بارگاہ رسالت سے  
 فصول یک کے تعلیم دیا گئی۔ مصنف دھماکہ اس طرح ایمان پڑھنا غفلت شان رسالت  
 کی صورت توحین ہے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فصول یک کے تعلیم دیتے ہیں  
 کفار و مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت فرمائیں لاہ دست پر نہیں لیکن اپنے  
 ایک نیاز مندا می کو معاذ اللہ فصول یک کے تعلیم دینا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے لہذا نا  
 پڑے کہ علم جفر کو ہی فصول یک کہا گیا تین روز پڑھ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے علم جفر کی  
 اجازت چاہی تھی سرکار قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ بارگاہ کی رہنمائی فرمائی اھ  
 علم جفر کو فصول یک فرما کر آپ کو اس سے غور دیکھا اس سے سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ  
 ملت اسی اللہ عز کی بارگاہ رسالت میں تدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے مگر بعد ہی کا واپس  
 کچھ الٹی ہی سوچتا ہے۔ اگر یہی معنی مراد لے جائیں جو مصنف دھماکہ کہتا ہے تو مطلب  
 یہ ہو گا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تین روزہ ذیل فرما کر سرکار دہ عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے علم جفر کی اجازت چاہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ)  
 آپ کو فصول یک کے اجازت فرمائی۔ کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہان شان  
 و سئلوا اللہ ان یتلووا ما منقلب یتقلبون

# اعلیٰ حضرت کے ایمان و اسلام

## اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مصنف دھماکہ نے اپنے زعم باطل میں انتہائی جسارت کے ساتھ دھماکہ کے  
 مصنف پر خدا تعالیٰ کو عین کا عین کہنے کی گستاخی، مصنف پر حضرت لوط پاک کا خطاب  
 زعم۔ مصنف پر قرآن میں اسلام کو فروعات قرار دینا۔ مصنف پر اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اہمیت کا دعویٰ۔ مصنف پر حضرت علیہ وسلم کو اپنے حق میں کھنے کی گستاخی۔ مصنف پر  
 حضور کو باہا کہنے کی گستاخی۔ مصنف پر حضرت شیخ عبداللہ رحمہ اللہ کی کفریہ نفیست دینا،  
 اعلیٰ حضرت بھی انہی کی کفریہ نفیست دینا۔ مصنف پر حضرت جلیل القدر اوی کو اللہ تعالیٰ پر  
 نفیست دینا۔ مصنف پر حضور کی ختم نبوت کا انکار جسے سرخاں دھماکہ امام اہل سنت و جماعت  
 قت مینا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر اقرا و پڑائی کی ہے۔ ظاہر ہے اسلئے  
 جس کے ایسے مقام رسول اللہ و اللہ جو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مرکب ہو  
 جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو جو قرآن میں اسلام کو فروعات  
 قرار دیتا ہو جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہو وہ بلاشبہ کافر و مرتد و ائمہ ایمان و اسلام  
 سے خارج ہے۔ اگر مینا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عقائد ایسے ہی ہوتے ہیں  
 جیسا کہ مصنف دھماکہ نے ذکر کئے تو یقیناً اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کا فتویٰ  
 دے گا مگر نہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عقائد ایسے ہیں نہ ان پر اکابر علماء دیوبند نے  
 کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ بلکہ اکابر دیوبند کی تحریروں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شہادت  
 تعالیٰ عز کے ایمان و اسلام کی شہادت منہ سے ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(ما الفضل ما شہدت بہ الاعداء)

مولوی محمد انور محدث مدرسہ دیوبند

سابق ریاست بہاول پور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مر گیا  
 ہوگا تھا اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فیسخ نکاح کی



دو گز ہو گا اور اس پر ایک سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن  
 بہت چلی تلم سے ل۔ ھ۔ ذی اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے یہاں سے  
 مطلب نکلا کہ اس کا حاصل کرنا ناپیدیاں ہے اس سے بقا مدہ بنیادوں لکھ لکھا  
 تھا کہ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے ہر پانچ میں اب وہ اپنی جگہ سے  
 ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی سے پہلے  
 پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا جاتا ہے کہ اس طرف انکساف  
 نکلا اور لفظ کو ظاہر یہ رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی میں اھل بیت  
 یہ ہے موقوفات کی پوری عبادت جو مصنف دھماکہ کی ہے ایمانی کی تہذیب ہو گئی اور  
 کچھ لا کچھ بنا دیا۔ اٹھ حضرت علیہ الرحمۃ خود فرمایا ہے جہاں کہ جب میں نے اس علم  
 کی اجازت چاہی اور تہمت پر ل۔ ھ۔ ذی کھاد کیا تو میں نے خود یہ سمجھا کہ اھذا  
 معنی ہے فضول یک ایک تو یہ اٹھ حضرت قدس سرہ نے خود کھاد دوسرے فضول یک  
 علم جفر کو کہا گیا ہے کہ یہ یک ہے ذی اٹھ حضرت کو اھذا شد بارگاہ رسالت سے  
 فضول یک کی تعلیم دی گئی مصنف دھماکہ اس طرح ایسا پتھر دینا حکمت شان رسالت  
 کی سرحد تو یہ ہے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فضول یک کی تعلیم دیتے ہیں  
 کفار و مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایت قرآنی میں وہ دست پر دہش لیکن اپنے  
 ایک نیز خدا متی کو معاذ اللہ فضول یک کی تعلیم دی یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے انسانا  
 پر ہے کہ علم جفر کو ہی فضول یک کہا گیا تین روز چھ کرا اٹھ حضرت علیہ الرحمۃ نے علم جفر کی ہی  
 اجازت چاہی تھی مگر وہ علم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ بارگاہ کی چٹائی فرمائی اور  
 علم جفر کو فضول یک فرما کر آپ کو اس سے غفلت رکھا۔ اس سے مراد اٹھ حضرت مہر الدین  
 دولت علیہ السلام کی بارگاہ رسالت میں تہذیب و منزلت کا پتہ چلتا ہے مگر لہجہ کا واضح  
 کہ الٹی ہی سوچا ہے۔ اگر یہی معنی مراد ہے جافیں جو مصنف دھماکہ کہتا ہے تو مطلب  
 یہ ہو گا کہ اٹھ حضرت علیہ الرحمۃ تین روز و لیلہ فرما کر سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے علم جفر کی اجازت چاہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اھذا اللہ  
 آپ کو فضول یک کی اجازت فرمائی۔ کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہین شان جہ  
 ر سئلہ اللہ تعالیٰ عنہ ان منقلب یفقدون

# اعلیٰ حضرت کے ایمان و اسلام

## اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مصنف دھماکہ نے اپنے زعم باطل میں انتہائی جسارت کے ساتھ دھماکہ کے  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مصلیٰ کہنے کی گستاخی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضرت فوت پاک کا خطاب  
 کرنا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فروعات قرار دینا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ایت کا دعویٰ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے مہیاں کہنے کی گستاخی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
 حضرت کو ہلاک کرنے کی گستاخی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فضیلت دینا،  
 حضرت کو نبی نبی کو ہلاک کرنے کی فضیلت دینا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر  
 فضیلت دینا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضرت کا انکار جسے شرحاں جہاں انا اہل سنت و جماعت  
 قت مینا اٹھ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر اعتراض کر رہی ہے۔ ظاہر ہے معاہدات  
 جس کے ایسے عقائد ہوں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو  
 جو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو جو فراتین اسلام کو فروعات  
 قرار دیتا ہو جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہو وہ بلا شبہ کافر و مرتد و ائمہ ایمان و اسلام  
 سے خارج ہے۔ اگر شیدنا اٹھ حضرت قدس سرہ کے عقائد ایسے ہی ہوتے ہیں  
 جیسا کہ مصنف دھماکہ نے ذکر کئے تو یقیناً اکابر علماء دیوبند ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ  
 دے گئے مگر نہ اٹھ حضرت علیہ الرحمۃ کے عقائد ایسے ہیں نہ ان پر اکابر علماء دیوبند نے  
 کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ بلکہ اکابر دیوبند کی تحریروں سے اٹھ حضرت فاضل بریلوی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کے ایمان و اسلام کی شہادت ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

والفضل ما شہدت بہ الا خدا

مولوی محمد انور محدث مدرسہ دیوبند  
 سابق ریاست بہاول پور میں  
 ایک مسلمان عورت کا شوہر مر گیا  
 ہو گا تھا سامی بریلوی نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فیسخ نکاح کی



۲۲۲

درخواست دی۔ مقدمہ دائر ہوا اور اس میں حضرت مولانا اور شاہ صاحب سابق صدر مدرس و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی شہادت کے دوران مرزائی وکیل نے فتویٰ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لئے کہا دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کا فر کہتے ہیں۔ اس پر حضرت (انور) شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو مخاطب کر کے فرمایا میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ اکتب حیات اور قیامت (موفی نامہ) ملتے وقت لاہور ۸ جنوری ۱۹۶۲ء وقت کی پکار قسط مسٹر از مولوی بہادر الحق قاضی دیوبند)۔

**مولوی خلیل احمد انیسٹروی و دیگر اکابر دیوبند:** ہم تو ان (بریلویوں) کو بھی حوالہ قبلہ ہی جب تک دیں گے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کا فر نہیں کہتے۔ (المہند ص ۱۸)

ثابت ہوا کہ مولوی خلیل احمد صاحب انیسٹروی اور دیگر اکابر علماء دیوبند کے نزدیک حضرت علیہ الرحمۃ سے کسی ضرورت و ذی مسئلہ کا انکار ثابت نہیں اصل کے نزدیک بریلوی الی قبلہ ہیں اسی لئے وہ بریلویوں کی تکفیر نہیں کرتے۔

نوٹ :- اس کتاب پر دیوبند کے شیخ انیسٹروی محمد الحسن صاحب دیوبند حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب - مولوی محمد اسد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند - مولوی عاشق الحق صاحب میرٹھ مصنف تذکرۃ الرشید مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔

**مولوی اشرف علی تھانوی :-** شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کا فر نہ کہو اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کا فر کیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت تھانوی ایک جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ خبر ملی مولوی محمد رضا خان بریلوی انتقال کر گئے ہیں۔ آپ نے تقریر کو ختم کر دیا اور اسی وقت خود اور اہل علم نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کیسے دہلے حضرت

۲۲۳

فرمایا۔ (محنت روزہ چٹان لاہور - ۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

**عشق رسالت کے باعث احترام** مولانا احمد رضا بریلوی زندگیاں ہم انہیں (مولوی اشرف علی تھانوی) کا لکھتے ہیں۔ مولانا تھانوی نے فرمایا میرے دلائل احمد رضا کے لئے سچا احترام ہے وہ ہیں لا فرکت ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کسی اور شخص سے تو نہیں کہتا۔ (محنت روزہ چٹان لاہور - ۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

**تمنا اقتداء** حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو پڑھتا۔ (چٹان لاہور - ۱۸ جنوری ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

**عدم تکفیر و جواز اقتداء** ایک شخص نے (تھانوی صاحب سے) پوچھا کہ ہم بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائیگی یا نہیں۔ فرمایا۔ (ان) (بوجہ نیکی) ہم ان کو کا فر نہیں کہتے اگرچہ وہ سیدھے ہیں (قصص اکابر ص ۱۸) مہاجر حکمت معروف ہمارے محمد مصطفیٰ کی مجلس خواہ و عدم (ص ۱۸) حضرت (محمد اللہ) بریلوی (دیوبندی) کہتے تھے ان (بریلویوں) کی بڑی میری مجلس میں ہرگز نہ کرو۔ وہ حجب شول (جی کی وجہ سے ہمارے متعلق غلط فہمیں کا شکار ہیں۔ (محنت روزہ خدام الدین لاہور - ۵ مئی ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

**امامت** تھانوی رضویہ مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی۔ (محنت روزہ خدام الدین لاہور - ۵ اگست ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

**مولوی محمد احسن نانوتوی** مولانا محمد احسن نے (ایضاً حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد مولوی نعم اللہ خاں (بریلوی) کو عید گاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں ٹھکانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لے گئے جسے چاہے ام کر لیجئے میں اس کا اقتداء کروں گا (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸)

خود مصنف دیکھا کہ ص ۱۸ پر لکھتا ہے بریلوی مسلمانوں کا نکاح ہرگز



بڑھا سکتا ہے۔  
 اب مصنف دھماکہ خود بتاتے کہ اکابر علمائے دیوبند کے ان اقوال کی روشنی  
 میں اس کے خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے ادنیٰ و گستاخی کے الزامات اور اسلام  
 کے مذاہب میں جگہ جگہ بریلوی مذہب کی اسلام سے علیحدہ ظاہر کرنے کی کیا حقیقت ہے  
 اگر خطرات داخل بریلوی قدر متروہ واقعی ایسے تھے جیسا کہ مصنف دھماکہ نے  
 لکھا تو پھر کونسی دلیل شرعی سے ان کو مسلمان اور ان کی اقتدا میں نشانہ اندال کیسے دیا مفسرت  
 کو جان بچھا گیا۔  
 صاف ظاہر ہے کہ اگر مصنف دھماکہ کے اکابر بھی میں تو یہ سخت خود مختار اور  
 کڑا ہے۔ اندازہ نرم خویش خود چاہے تو پھر اس کے اکابر بڑے جاہل و مرتد عالم میں  
 برصغیر دھماکہ کے کتے کا اکتاف نہیں ہوا اور وہ تو اترو تسلسل کے ساتھ ایلطافرت  
 علیہ الرحمتہ کو اسلام و ایمان اللہ کی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔

## مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شیخ کے کچھ ذاتی حالات

گناہ قائم برگشتہ سخت بد الطوار  
 بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شیخ کی ولادت سوانج قاسمی  
 کے سابق ۱۲۵۵ھ ہجری کے کسی بہن میں ہوئی (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴)۔  
 آپ کے والدین نے آپ کا نام خورشید حسین رکھا تھا مگر آپ نے محمد قاسم رکھ لیا  
 سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ آپ کا تارخی نام خورشید حسین تھا۔ والد  
 دیوبند کے والد کا نام اسد علی۔ دادا کا نام ملک شاہ تھا۔ یہ دونوں نام مصنف دھماکہ  
 کے مطابق شیعہ مہتر ہیں۔ اور پسا دادا کا نام بریلوی فرزند یعنی محمد قاسم تھا۔ ال کے ایک  
 بھائی خواجہ بخش تھے (سوانح قاسمی ص ۱۵)۔  
 آپ کے آبا و اجداد شاہجہانی عہد میں جاگیردار کرنا لڑتا باوجود تھے (ص ۱۳)  
 مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو ترقی کا کبیل کہلاتے تھے (سوانح قاسمی ص ۱۶)۔

یہ کہ وہ اندان کے محققین جو ترقی کے فن میں ماہر ہیں اور تحریف و خیانت  
 میں مہارت اور حکمت نام حاصل ہے۔ آپ کے خاندان کے اکثر لوگ شیعہ ہو گئے تھے  
 (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۷)

آپ خود بھی اکثر شیعہوں کے جلسوں میں آتے ملتے تھے (سوانح قاسمی ص ۱۷)  
 مولوی محمد قاسم صاحب کو اکثر گستاخانہ خواب نظر آتے تھے جیسا کہ خود فرماتے  
 ہیں۔ میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں (سوانح  
 قاسمی جلد اول ص ۱۷)۔

کتاب ارواحِ ثلاثہ میں بیسویات میں پائی جاتی ہے۔ مولانا (محمد قاسم) نے  
 ایک خواب ایام طالب علمی میں دیکھا تھا کہ میں (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کی محبت کھڑا ہوں اور  
 سے ہزاروں ہجرت جاری ہو رہی ہیں۔ (ص ۱۷) سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۷

مولانا نانوتوی نے خواب میں دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ کی محبت پر کسی اونچی ٹہنے پر بیٹھا  
 ہوں (معاذ اللہ) سوانح قاسمی ص ۱۷ سوانح ارواحِ ثلاثہ ص ۱۷  
 مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا انگریزی مدرسہ دہلی سے بھی تعلق رہا (تذکرہ  
 علمائے ہند فارسی ص ۱۷) نوکشتہ بریلوی لکھنؤ ص ۱۷)۔

یہ بھی وجہ ہے کہ آپ نے آخر دم تک انگریز کا حق نہک لیا اور مسلمانوں میں  
 شہوت ڈالنے کی اہم خدمات سر انجام دیں۔ آپ کے ایک معصوم و ہم عقیدہ مولوی محمد یعقوب  
 صاحب نانوتوی بھی (انگریزی) سرکاری ملازمت پر تھے بعد میں سکونت ہوئے (تذکرہ  
 مولانا محمد حسن نانوتوی ص ۱۷)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کچھ زیادہ ذہین نہ تھے۔ انہوں نے مطبع مجتہدین میرٹھ  
 میں ملازمت اختیار کر لی اور چھاپہ خانہ میں ملازم ہو گئے (کتاب مولانا محمد حسن صاحب  
 نانوتوی ص ۱۷)۔

مولوی رحمان علی صاحب مصنف تذکرہ علماء ہند آپ کے دہلی کے انگریزی  
 مدرسہ سے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”بعد از فراغ علوم چندے بدیرہ انگریزی واقع دہلی گرفتہ  
 آپ کا سوانح نگار مولانا محمد حسن گیلانی لکھتا ہے۔ بقول مولانا غیبی ایسا معلوم ہوتا



سیرت نضرہ (سوانح قاضی جلال اول ۱۲۱۲ھ)۔

یہ کہ حضرت والا کو گویا عورتوں سے بہت سیر کرنا تھا۔ یہ سیریں کرتے کرتے اودھان کے  
لیکن اس کے برعکس آپ بچوں سے بہت ہنس مذاق فرمایا کرتے تھے اودھان کے۔

کمر بند کھول دیا کرتے تھے (سوانح فاکلند)۔  
 یہ مرض آپ کی صحبت کے اثر سے آپ کے تلامذہ تک پھیل گیا تھا۔ چنانچہ  
 آپ کی زندگی کا واقعہ ارواح ثلاثہ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو حکایت ۲۵۱ حضرت  
 والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا مسعود علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت (قاسم)  
 نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ مجھے نقل  
 فرمایا کہ مجھے ایک ارشاد کے سے عشق ہو گیا اور اس کی صحبت نے طبیعت پر اس قدر غلبہ پایا  
 کہ میں نے کمر بند کھول دیا کرتے تھے (ارواح ثلاثہ ص ۱۹۲)

کہ رات دن ان کے تصور میں نہ رہتا تھا۔  
مولوی محمد قاسم صاحب واعظ و تبلیغ کرنے والوں کو بے حیا کہا کرتے تھے۔  
وہ خود اپنے مشتاق کہتے ہیں کہ میں (قاسم) تو توڑی بے حیا ہوں و غلط کہہ لیتا ہوں۔  
(سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۹)۔ وہ لٹلے سے بنا دیا کرتے تھے اور پھر صحیح مسند معلوم  
ہیں تو لوگوں کے گھر جا کر اللہ کا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا سوانح نگار کہتا ہے کہ  
وہ ایک شخص کے گھر گئے اور کہنے لگے:-

• ہم نے اس وقت مستوفیٰ بنا دیا تھا۔ تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے  
صحیح مستوفیٰ بنایا اور وہ اس طرح ہے: (سوانح کا مکی جلد اول صفحہ ۳۲)

لیکن انہوں نے آپ سے تحذیر انسان میں خاتم النبیین کے جو جدید معنی گھڑے اور  
نہا قانونی کی جو غیر مشروط تائید و حمایت کی اس سے آپ نے ہمارا توجہ دلائل کے  
وجود تو یہ نہ کی اور غلط مسئلہ سے رجعت کیا۔ حالانکہ آپ کے ایک جم عصر وہم عقیدہ  
و تائید احسن صاحب تا تو کوئی نے بھی تحذیر انسان کی اس عبارت سے غیر مشروط توہ  
کی تھی۔

لاحظہ فرمونا محمد احسن (ناوٹی) حفظہ آخر میں (الطیغوت علیہ الرحمۃ کے والد  
رؤف الدین مولوی مفتی علی غلام کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا۔ جناب مخدوم و مکرم  
دام مجد ہم ہیں از اسلام سلون۔ التماس یہ ہے کہ واقع میں جواب مرسلہ مولوی مفتی علی  
صاحب میری تحریر کے مطابق ہے۔ ..... مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں۔

پس وقت علماء کے اقوال مستند سے آئیں مطلق ثابت ہوگئے ہیں خود اس کو مانیں ہوں گا۔  
مگر موی (لحم علی خانی) صاحب نے براہ مسافر نواری کوئی مطلق تو ثابت نہ کی اور نہ بھوکو  
اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کلمہ شائع فرمایا اور تمام پر بی بی بی بی اس طرح کہتے ہیں  
خیر میں نے خدا کے سوا کسی کو نہیں کیا۔ اگر اس تحریر سے میں خدا کا فریب تو تسلیم کرتا  
ہوں خدا تعالیٰ قبول کرے۔ نہ اور نہ باز۔ ہاں خود اس عفی عنہ

(کتاب مولانا قمر الحسن دالوتوی رحمہ)

اسی کتاب مولانا محمد حسن نانوتوی کے صلوہ 41 پر ہے کہ اشراف جن عباس کی بیعت  
اور مناظروں احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں کئی رسائل لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ و  
علم میں منہبہ جو ذیل رسائل آتے ہیں:-

۱- تحقیقات مقدمه حل اولام بنجد  $\frac{1374}{1144}$  از مولوی قسطل مجید بدایونی - المستوفی  
بنجد  $\frac{1374}{1144}$  (تکلیف مولانا جید القادر بدایونی) -

۲۔ انعام الحسن۔ عطا فرما سن تا تو قوی کے رزمی مولوی جابر علی بریلوی کا واسطہ ہے  
۳۔ تفسیر الجہان بالہام الباسط السعالم ۱۲۹۱ھ مولانا مفتی حنفیہ صاحب فاضل مدرسہ دارالافتاء

اس معاملہ میں مناظرہ احمدیہ اور تحفیر انہیں کا رو کیا گیا ہے۔ مولوی مفتی علی خان کی حمایت کا گھٹن ہے۔

۴۔ قول الفیض۔ موزنی فیض الدین بدائی۔

۵۔ افلاک محمدیہ

۶۔ رو رسالہ قانون شراعت

۷۔ ابطال الطلاق مسمیہ۔ از مولوی عبید اللہ امام جامع مسجد محلیتی۔

۸۔ فتاویٰ میں ہے قیصر

۹۔ کشف الایقاس فی اثر ابن عباس۔

۱۰۔ قسطنطین فی موارثہ اثر ابن عباس وغیرہ (مولانا محمد اسلم خان نقوی صفحہ ۱۱ تا ۱۴)

بلکہ خود سوانح قاسم میں ہے "اُسی زمانہ میں محمد عبدالناس نامی رسالہ کے مصنف و مادی

سے بعض موبوں کی طرف سے خود سدا ناما الکبر (مولوی محمد قاسم نانوتوی) برطانیہ

تبعیہ لایسٹہ جاری تھا (صفحہ ۳۴۰)



مذکور بالا اسرار حیات سے واضح ہوا کہ تھریا لاس کی کفریہ عبارت پر صرف سیدنا  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ہی نے مواخذہ فرمایا بلکہ آپ سے پہلے بھی علی و اس کا  
 رد و بطلان فرمایا تھے لیکن نالوتوی صاحب کے مقصد میں توبہ نہ تھی۔ مولوی محمد قاسم صاحب  
 نالوتوی فرض و واجب تو نہیں..... تقریباً قاتل کے رنگ میں لوگوں سے یہ  
 یہ روایتیں نقل کی جاتی ہیں کہ دوسروں کے خیال سے آپ لعل نمازوں کو بھی ترک فرما دیا  
 کرتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۳۵)  
 بعض اوقات ناچاراً یا مشتبہ انداز رکھنے والوں کی دھڑکوں میں مشرک  
 ہونے پر آپ کو مجبور کیا جاتا تھا۔ شرکی بھوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی  
 تسکین کے لئے کہ تامل فرمائیے تھے لیکن گھبرائیے کہ خالص صاحب کی شہادت ہے  
 کہ آپ کرتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۳۵)  
 مولوی محمد قاسم صاحب اپنے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے اور حقیقیہ و اول  
 کو پہچان دیتے تھے۔ ان کو حقہ خود بخور کھاتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۳۵)  
 آپ شیرینی ختم کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی  
 صاحب نے قرآن شریف پڑھ لیا تھا۔ اول دہائی سنایا اللہ جہاں میں کیا سیر تھا بعد عید کا کھانا  
 ملائے مسقہ خمد فرما کر شیرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۳۵)۔  
 آپ کا حلیہ آپ کے سوانح نگار نے یوں لکھا ہے: قصہ داغ بچک نمودار  
 تھے: (ذہب منظور صفحہ ۱۹۵) "میانہ قد، نہ موٹے اندہ نہ بالکل لاغی تھے۔  
 حکیم مولوی منیر نے نا فرماتے ہیں کہ آپ کا رنگ ساواک تھا واللہ اعلم اسنے ان  
 الفاظ سے ان کی کیا مراد ہے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۳۵)  
 مولوی صاحب کو اپنی دست بوسی اور قدم بوسی کرنے کا بھی بہت شوق تھا ان  
 کا سوانح نگار لکھتا ہے: ان کی دست بوسی اور قدم بوسی کے واسطے ہاتھ اور پیر کی  
 نزاکت اور خوبصورتی کافی تھی۔ وہ کچھ ایسے موزوں اور دلکش تھے کہ بے اختیار بوسہ  
 دینے کو ہی ہوتا تھا..... ان کی ہی نزاکت اور دبیری کسی محشوق میں بھی  
 نہ دیکھی۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۳۵)  
 آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے: جب آپ بیمار ہوئے غفلت کی شدت لہر لہو

سے بڑھتی ہوئی جاتی تھی..... جب تھرا وقت آگیا..... بکارت  
 والے بیمار رہے ہیں۔ یاد دل رہے ہیں یاد دل رہے ہیں کہ (حضرت) تھرا وقت  
 ہے۔ نصف ام موجود تھے کہتے ہیں کہ نہاں کئے کہ تو سوائے اچھا کے اور کچھ  
 کر کے نہ تھیم کی طرف توجہ ہوئی نہ نماز کی طرف۔ (سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۳۵)  
 سوانح نگار لکھتا ہے جب آپ کے مرنے کا وقت قریب آیا تو سرور کائنات (تم) اعلیٰ  
 حضرت اعلیٰ علیہ السلام و علم خلفاء اربعہ راشدین تشریف لائے اور فرماتے بھی نظر آئے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں یہ تشریف فرما تھے۔ خلفاء اربعہ راشدین کھڑے تھے۔  
 سامنے ایک بنگ پر دیکھا ہوا نا (نالوتوی) آئے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے اے حبیب آلے میں کیا دیر ہے۔  
 (سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۳۵)  
 خواب میں ان صاحب نے دیکھا..... ان کو حضور ہذا اکرم رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (نالوتوی) کے جسم مبارک میں سماتا شہد ہوا۔  
 یہاں تک کہ حضور رسول اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا الا سر مبارک۔ (سوانح  
 قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۳۵)  
 مولوی محمد قاسم صاحب کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے۔ جب مولوی صاحب  
 کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مولوی محمد الحسن صاحب سے کہا مجھے کہیں سے  
 کڑی لاکر کھاؤ۔ (ادوار صفحہ ۱۳۵)  
 چنانچہ آپ کڑی کھاتے کھاتے دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ حقیقی درگاہ دین  
 اولیائے کا بین علمائے عابدین کی زبان پر وقت آخر کلمہ طیبہ۔ اللہ جہاں کا ذکر ہوتا ہے۔  
 دیوبندیوں کا کہنا ہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی وفات، وفات سرور عالم کا  
 نور تھی اور اس معرکہ سے آپ کی تاریخ وفات نکال گئی نظر وفات سرور عالم کا یہ نور ہے  
 (سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۳۵)  
 ۳۴ جمادی الاول ۱۲۹۶ھ بروز جمعہ شب میں مولانا محمد قاسم نالوتوی کا وصال  
 ہوا۔ (کتاب مولانا محمد حسن نالوتوی صفحہ ۱۳۵)  
 مصنف سوانح قاسمی لکھتا ہے ایک قیامت ہو یا ہو گئی..... مولوی

۱۲۹۶ھ



صاحب کے انتقال کا سام و الم کہیں نہ دیکھا تھا ایک ماتم عام تھا ....

دست نہ تھی۔ مدرسہ دیوبند میں لاکر جنازے کو رکھا (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۳۱)۔  
سینکڑوں آدمی جنازہ کو اٹھانا چاہتے تھے۔ چار ہائی چھر چر کرنے لگی ..... بہت  
آدمی جنازہ پر کبیل پوش فقرہ موجود تھے۔ مصنف امام کا بیان ہے کہ مغرب سے پہلے

نماز ہوئی (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۳۲)۔  
لکھا ہے ایک عورت انگیز مشاہدہ یہ بھی تھا کہ کبیل پوش فقرہ جو اچانک ٹھہر جائے  
کہاں بحث آئے تھے نماز اور دفن کے وقت تو دیکھے تھے لیکن لکھتے ہیں کہ بعد دفن سب  
غائب ہو گئے۔ دفن کے بعد عجلہ غائب ہو جانے والے رجا کون تھے ؟ کہاں سے  
آئے تھے کہاں چلے گئے ؟ اس کا جواب کیا دیا جاسکتا ہے (سوانح قاسمی ص ۱۳۳)۔  
سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹ کے درمیان ایک غور تو لگا جڑا ہے۔

جس میں ایک اونچی قبر کے سرانے ایک بہت بڑا پتھر لگا ہوا ہے۔ لکھا ہے ایک دفعہ نہیں  
متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا (قاسم) نالوتوی  
رحمۃ اللہ علیہ حیدر نوری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ (سوانح قاسمی  
جلد دوم ص ۱۳۸ و ارواح مشکوٰۃ ص ۱۳۸)

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی کی یہ مختصر سوانح عمری چھپنے اُن  
کے سوانح نگاروں کے مستند حوالوں سے بیان کی ہے۔ قارئین کرام کو اس سے دیوبندی  
وہابی عقائد حقیقت کا پتہ چلے گا۔ جو اس حضرات اولیاء اللہ قدس سرہ اسرارِ رب کے  
حکے کفر و شرک و بدعت اور ناسمجھ جہالت ہیں۔ وہ سب گمراہی والی مدرسہ دیوبند  
میں موجود بتاتے جاتے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی نے تحذیر الناس نامہ ایک  
کتاب لکھ کر مسلمانان ہند میں فتنہ کی بنیاد ڈالی۔

اس کتاب سے مرزا تقی، قادیانیوں اور دیگر جدید نبوت کے بانیوں کو بہت  
فائدہ پہنچا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا تقی احمد قادیانی کذاب نے اپنے نام نہاد دعویٰ نبوت  
کی بنیاد تحذیر الناس پر رکھی۔ (جلد اول قادیانی کتب)

مولوی محمد قاسم صاحب نے ختم نبوت کے وہ حقیقی ہتھیار جو آج تک مسلمانوں  
میں رائج نہ تھے اور تمام علماء و فقیہان و متقدمین و متاخرین کی تصریحات اور خود سرکاری رسالت

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان لاینبی بعدی کے سراسر منافی تھے۔ محمد بانی مدرسہ  
دیوبند کی سوانح قاسمی میں ہے۔

”نیز اسی زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے  
بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (مولوی قاسم) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ  
جاری تھا۔ (جلد اول ص ۱۳۲)۔

تحذیر الناس کی عقیدہ ختم نبوت کے منافی عبارات یہ ہیں جن پر اکابر علماء عرب و  
عجم نے فتویٰ صادر فرمایا۔

۱۔ اول سنی خاتم النبیین معلوم کرنے جاہلیین تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ جو اُن  
کے خیال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا باین معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء و رسالت کے زمانہ  
کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی  
میں بالذات کچھ فضیلت نہیں بجز مقامِ مشی میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمایا  
اس صورت میں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۱۳۲)

اگر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت  
محمّدی اس کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۱۳۲)

قارئین کرام! سنجیدگی کے ساتھ دیوبندی مذہب کی حقیقت پر غور کریں اور  
از راہ انصاف خود فیصلہ کریں کہ قادیانی کذاب کی نام نہاد نبوت کو تقویت پہنچانے  
والوں کون تھا۔ ۹







دھماکہ کا عین مصنف کیا جانے سیدنا امیر المومنین امام ابو ہریرہؓ کے چہ امجد و دل کال ہوا  
یہ تو ان کی ایمان افروز کرامت ہے کہ سب لوگ بریلی پھوڑ گئے اور وہ ڈنکے دے رہے اور  
انگریز ان کا کچھ دنگاڑے لگا سکے۔

ہوا سنی گو محمد و تیز لیکن چہ راغ اپنا جلا رہا تھا

وہ مرد درویش جس کو حق نے دیکھتے تھے اندر خسروانہ

انہ پر تو کئی اور بے ثوابی کو انگریزوں کے ان بڑی عزت کا نام دیا جاسکتا۔ اگر  
انگریز ایکسٹریٹور دیوبند کی وہابی علماء کا اپنا ہی کام ہے حالہ کہ یہ اتنی بات ہے کہ اس  
دعا (۱۰۵۵) گجرات کے زمانہ میں جب عام لوگ بدگوئیوں گھر میں بیٹھے ہوئے کاپتے  
تھے حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اور دیگر حضرات (اکابر دیوبند) اپنے  
کاروبار نہایت اطمینان کے ساتھ انجام دیتے اور جس شکل میں اس سے قبل مصروف تھے  
بدستور ان کاموں میں مصروف رہتے تھے کبھی ذرا بھر بھی اضطراب پیدا نہیں ہوا اور کسی  
وقت حیرت پر تشویش لاحق نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی  
درشید احمد گنگوہی صاحب اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور حبیب مدد جانی امیر حضرت  
عابدی صاحب دینار صاحب کے صاحب کے ہمراہ تھے کہ بدستور قیام سے متعلق ہر گیارہ بجے کا  
دیرانہ چھٹاپا اپنی سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کے ان عہدوں کے منہ سے بھگتے یا ہٹ جانے  
والا تھا اس نے اٹھ پانچ بجے کی طرف پڑا جاکر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار  
ہو گیا۔ (تذکرۃ الرشید احمد دیوبند ص ۵۵) مولوی عاشق الہی صاحب بریلی دیوبند  
گجرات کے زمانہ میں آنندوی سے کاروبار کرنے والے گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی  
سرکار ماننے والے۔ اگرچہ ان پر جان نثاری کرنے والے علماء دیوبند ہی تھے اور یہ ایمانی  
سے الزام سیدنا امیر المومنین علیہ السلام کے چہ امجد و دل کال ہوا اور ان کا اصل نام مولانا رضا علی خاں  
صاحب قدس سرہ کو دیا جا رہا ہے۔ شرم تم کو گر نہیں آتی

آگے لکھتا ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے بھی ۱۸۵۷ء میں  
انگریزوں کی بڑی خدمات سر انجام دی تھیں جن کا مرزا غلام احمد نے بڑی تفصیل سے ذکر  
کیا ہے مرزا غلام احمد کے بڑے جانی مرزا غلام قادر انگریزوں کی مدد میں ان خدمات میں  
اپنے اپنے کے ساتھ تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے پہلے استاد مرزا غلام تھان تھے جو

آپ پر دل و جان سے قرآن تھے۔ صاحب سوانح لکھتا ہے: امیر حضرت کے استاد امیر حضرت  
مرزا جان پھر لکھتے تھے سوانح امیر حضرت بریلی میں ۱۸۵۳ء (۱۲۷۰ھ) مرزا غلام احمد قادیانی مردود  
کا مردود جانی مرزا غلام قادر اور شخص تھا سیدنا امیر المومنین علیہ السلام کے استاد و محترم  
جناب مرزا غلام قادر بیگ رحمت اللہ علیہ اور بیگ جس کا ایک جیسا نام بہت سی بات طبعی  
ہو سکتے ہیں یا چند یوں دو یا تینوں کے نام غلام قادر ہوں گے کیا یہ سب باعث حادث  
ہیں؟ اسی وجہ سے چھڑنے کے واسطے تو وہ ان کی ذات استقامت و قابلیت کی وجہ سے  
ہے نہ محبت سیدنا امیر حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت محترم مرزا غلام قادر بیگ  
رحمت اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے یا تھا امیر حضرت علیہ السلام کی عمر شریف بمشکل چھ سات  
سال ہوئی اور حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب علیہ السلام کی عمر شریف اسی سال تھی  
والہی اللہ سرکار کا ایک ایک ہال سیدھا (حیات امیر حضرت ص ۵۵ جلد اول) جان  
چھڑنے کے بعد مردود فضل مصنف دھماکہ مرزا لیتے ہیں وہ اکابر علماء دیوبند کا دھیرہ اور  
ان کی شانیں شان ہے حالہ کہ۔

### علماء دیوبند کی اخلاقی حالت

مولانا منصور علی صاحب مرحوم مراد آبادی  
حضرت (قاسم) نانوتوی رحمت اللہ علیہ کے کا مذہب میں سے تھے۔ انہوں نے اپنا  
واقعہ خود ہی محبت سے نقل فرمایا کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا اور اس قدر اس کی محبت  
نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گزارنے لگے (الا دراج شکر ص ۱۲)  
محکیت ص ۱۲۵) واقعہ تو شاگرد کا تھا خود استاد نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند  
کی اپنی حالت: تھی "بچوں سے چھڑ چھاڑ بھی فرماتے تھے"۔ جمال الدین صاحب زادہ  
مولانا محمد بیگ صاحب سے جو اس وقت انکل ہی کہتے تھے بڑی ہنسی کیا کر سکتے تھے کبھی  
نویا انا تھے کبھی کر بند کھول دیتے تھے (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۲۵) جب بانی مدرسہ  
دیوبند کی بچوں سے یہ حالت تھی تو لوگوں سے کیا معاملہ ہو گا اس کا حال اللہ جانے یا خود  
بانی مدرسہ دیوبند جانیں۔ تاسف کہ کلام خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند کو لوگوں  
کے کر بند کھولنے کا کس طرح پڑا ہوا تھا۔ اپنے حال پر دوسروں کو محمول کرنے والوں  
کی اپنی زندگی کیسے گزری ان دو واقعات سے بخیر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بات



(لوگوں اور بچوں تک کی حد تک)

**بڑوں کی مشق بازی کرتے تھے**

جب کوئی نہ تھا تو توڑی گنگوڑی دونوں آپس میں بولنے لگی  
حضرت گنگوڑی نے حضرت تالوڑی سے محبت آمیز  
بر میں فرمایا کہ یہاں ذرا بیٹھا جاؤ حضرت تالوڑی کہہ شرمائے گئے مگر حضرت گنگوڑی  
نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ بیٹھ گئے اور سولہ ناک طرف کر دینے کہ اپنا اقدار  
کے سنے پر رکھو ورنہ کون سا شوق صادق ہے اپنے قلب کو فکیریں اور اگر تمہارے سولہ  
فلتے ہیں کہ میان کیا کورے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا  
لوگ کہیں گے کہ وہ (ارواح مثلاً ص ۲۲ حکایت ۲۲) یہاں سے تیار ہو کر کام لیا اور  
گنگوڑی نے چون وہ دیکھ کر سہتے کسے ان کی طرف کر دینے کہ اپنا اقدار کے سنے پر  
رکھ سہتے اور وہ کیوں ہار ہار رہے ہیں ان کو دیکھنے والوں کی بھی ہر دہائی  
ہم اسی پر کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ تاریخی کی سوانح پر چھڑتے ہیں اس کے بعد مصنف  
دھماکا ایک واقعہ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا دورہ اس نے دھڑا دھڑا  
گاؤں میں ایک لڑکی بیٹھ کر اس کی مضبوطی اس کا دورہ اس نے دھڑا دھڑا  
ہاں ہر چند منع کرتا وہ نہ آؤ تھی پھر لڑکی اس سید پر چڑھ کر وہ دھڑا دھڑا  
حضرم ص ۲۵) اس پر مصنف دھماکا لپٹا ذیل تبصرہ لکھتا ہے جو لڑکیوں میں  
غیر عزم و قوت سے بچتی ہیں وہ جڑی میں ۱۸ سال کی لڑکی کو اس کی ماں کے سید کے لیے  
دیکھتی ہوں گی یہ سوچنے کی بات ہے وہ لڑکی کا لڑکی میں ایک انتقال امر ہو سکتا ہے جیسا  
کہ مونا دیہاتوں میں گاؤں کی عورتیں یہاں نہیں کہیں سید ۱۸ عورت کاؤں میں لڑکیوں  
نے گئے ہوں اللہ اتفاقاً ایسا واقعہ پیش آیا ہرگز معمول کے مطابق پانچویں کے ساتھ  
دھماکا کی تفصیل کے مطابق دیکھنا اس کو جائز سمجھتا تو اس واقعہ سے ثابت نہیں ہوتا  
اور پھر کسی کو سید پر چڑھا دیکھنا ایسا بات ہے اور حق سید لکھتا ہے بات ہے  
دکنک الواسیہ قوم لایہ ص ۱۰۰ کیا دیکھتی تھی گورو اور مولیٰ نظام مروت  
ہزاروی اہل کی ہے پر وہ ممبر غازی کو نہیں دیکھتے اللہ کا آپس میں سوال و جواب اس پر  
حالانکہ مروت کا دیکھنا ایک اتفاق امر ہے اہل میں وہ لڑکی کا معمول ہے مروت مصنف  
دھماکا ص ۱۰ پر اپنی کتاب لکھتے ہیں کہ وہ کیر شریف میں وہ لڑکی کے والدین لڑکی

کو دیکھتا تھا اداغ مثلاً ص ۲ کے حوالے سے لکھا ہے کہ مولیٰ مروت نام لڑکی اور مولیٰ  
مروت کے پاس بڑیاں ان کی سیاں لڑکیاں تو دیکھنے کو آتی تھیں اور مٹھانی میں  
بیٹھاتی تھیں کیا وہ نہیں دیکھتے تھے اگر نہیں دیکھتے تھے تو کیسے نہیں چہ پہن گیا یہ مولیٰ  
۱۰۰ اس کی فکر سیان ہے

**مولیٰ بند کی پیر کے منہ پر چشیاں**

اس نے مذکورہ الرشید حضرت ص ۲۲

پہلے ایک ارشاد فرمایا کہ ملاحظہ

خاص ملی جمل آؤں کی سہارن میں بہت بڑیاں لکھنا ہوں یہ قیں ایک بار سہارن  
میں کسی لڑکی کے مکان پر غصہ ہوئے تھے سب سر پہ تیاں اپنے میان صاحب کی  
زیارت کے لئے حاضر ہو گئیں مگر ایک بڑی نہیں آئی میان صاحب پرے کہ تیاں کی نہیں آئی  
دھماکا نے جواب دیا میان صاحب پہلے بیٹھ لیا کہ چلی میان صاحب کی زیارت کر  
جیسی اس نے کہا میں بہت گھبراہوں اور بیت و سیاہ ہوں میان صاحب کو کیا منہ  
دکھائوں میں زیارت کے قابل نہیں میان صاحب نے کہا نہیں میں تم اسے چارے پاس  
حضرت لکھنا چہ بڑیاں اسے لکھ آئیں جب وہ ملنے آئی تو میان صاحب نے پوچھا  
لما تم کیوں نہیں آتی تھی ۱ اس نے کہا حضرت درسیا ہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوں  
شرمانی ہوں میان صاحب نے اسے لکھ تم شرمانی کیوں ہو کہہ دے والا کون اور کونے والا  
کون وہ تو مری دانت ہے نہ ہی یہ سن کر آگے گرہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لا حول ولا  
قوة الا باللہ اگرچہ میں درسیا ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر چشیاں  
بہر نہیں سکتی میان صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر میں ہی  
اب مصنف دھماکا لکھتا ہے بڑیاں کے گھر میں غصہ کرنے والے۔ بڑیوں کو مرید کرنے  
والے۔ ایک ایک بڑی کو دیکھنے اور شکل و صورت سے پہچاننے والے ان کے پاک  
افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والے کس کے اکابر تھے کیا ان واقعات کے  
بعد میں مصنف دھماکا مروت قاضی بریلوی پر زبان طعن و راز کر سکتا ہے

الی رہی مولیٰ تاسی نظیر اللہ صاحب و بڑی مرحوم کا کسی اور معاملہ میں چلی میست  
لکھنا اگرچہ ایک ماسیاد سا لفظ ہے لیکن اس میں بھی مساذ اللہ کوئی ایسا مفہوم نہیں  
ہے مصنف دھماکا کی کوئی اصل مراد یہی ہوتی ہو چلی طبیعت کا معنی ہوگا نہیں



بیٹے والا اور اس پر کوئی شرعی نواخذہ نہیں ہو سکتا چاہے وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و العترۃ سے نہ  
 بیٹے تھے۔ ہر وقت دین میں مدح و ثناء سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں ملتی  
 و منکب ہی رہتے تھے خود فرماتے ہیں :-  
 نصف ما نکرہ العالم دل - اُن کے دست میں تھا ذکر سے

مصنف و حاکم نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حالات میں ص ۲۸ پر  
 یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کے معتقدین گمان کرتے ہیں کہ حضرت بہت زام و عام  
 تھے تہہ کبھی قصائد ہوائی مگر حقیقت حال اس سے مختلف ہے تو اہل آپسے ہر کمال  
 چھوڑ رکھے تھے اور سنتیں چھوڑنے کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے۔ ایک دفعہ طور بات  
 کھول دی میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے کھلے ستیوں میں ایسے  
 شخص کی سات ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کسی نہ چھوڑیں نفل البتہ اُنسی روایت سے چھوڑ  
 دیئے (مفترقات ص ۲۵۲)۔ بات ہی اعلیٰ حضرت نے اپنی طرف سے نہیں  
 دریاں بکھریا یا فقہاء کرام فرماتے ہیں۔ مصنف و حاکم کہیں غیر عقل تو نہیں کہ اعلیٰ حضرت پر  
 تنقید کرتے ہوئے یہ بھی نہ سوچا کہ اس کی ذوق فقہاء کرام قدس سرہ پر ہم پر پڑے گی۔  
 مصنف و حاکم کیا جانتے وہ کون سی حالت ہے۔ نفل قادیان کی اہمیت زیادہ ہے یا جہاد کی  
 اور القادری میں ہے اولاد کی صحیح تربیت تو اہل میں مشغولیت سے بہتر ہے اعلیٰ حضرت علیہ  
 الرحمۃ کا زمانہ فتنوں کا زمانہ تھا دشمنان دین نے نہ تو رنگوں اور لہجوں میں اٹا ہر جہ  
 رہے تھے عظمت و شان رسالت پر ایک دلائل سے جو رہے تھے ایسے حالات میں  
 جہاد فتنوں سے بہتر ہے دشمنان دین کے حملوں سے اہل اسلام کا ایمان بچایا جائے  
 عظمت شان رسالت کا تحفظ کیا جائے۔ اور پھر اعلیٰ حضرت کے کام میں سنتوں کی پابندی ضرور  
 ہے۔ اعلیٰ حضرت نے بعض مخصوص حالات میں تو اہل چھوڑنے کا حکم دیا تو مصنف و حاکم  
 نے آسمان سر پر اٹھایا لیکن ہاں حد سے زیادہ مولوی قاسم کالوئی صاحب نے ایک شخص کا  
 روزہ توڑا کہ ہولے کھلوا دیئے تو میں احساس نہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت پر اوج ۱۲۹ اور  
 ایک شخص کو بے دھرم قرار دے دینے کی اجازت دے دی۔ اعلیٰ حضرت پر اوج ۱۳۸  
 کیا فرض یا نفل روزہ توڑنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہے دھرم فرض لازمی پڑھنے والے  
 کی کس طرح لازمی قبول ہوں گی احادیث کے بانی سے بعض مخصوص حالات میں دھرم سے

لہذا تو اہل حق اور یقین و دھرم کے لئے غیر مشروط دھرم ہے۔ کرن سادہ سبب ہے  
 اور کس کی فہم سے مصنف و حاکم نے اس کے ماحول میں حضرت سیدنا حضرت اعظم شیخ  
 عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے شریعت کے یہ بھی لکھا ہے کہ فرماتے ہیں مشائخ فطرون  
 کو بھی فرض کی سی اہمیت دیتے ہیں۔ الفتح الراجی ص ۲۲۔ اگر یہ صحیح ہے تو مصنف  
 و حاکم نے جس طرح ص ۲۲ پر اعلیٰ حضرت پر فرض اسلام کو ذمہ داری قرار دینے کا فتویٰ لکھا  
 تھا اس طرح یہاں بھی اعلیٰ حضرت کو فرض اسلام کو فرض کا اہم ذکر مساوات دین  
 میں داخلیت کا فتویٰ لکھا ہے چاہیے تھا کہ مصنف و حاکم کے اسے دین کی اتنی سوج سے  
 ایسا ہی تجویز کیا ہوتا ہے حضرت حضرت پاک قدس سرہ کے ارشادات مبارکہ کہ ہاں عقیدہ کیا  
 کے مشائخ کا تو اہل کو فرض کی سی اہمیت سے بڑھتا اس کے لئے بھی کیسوی اور مخصوص  
 حالات کا بھی پیر عالی ترک تو اہل پر کسی کو حاجت نہیں کی جا سکتی (مجموعہ دست اعلیٰ  
 بحر اوقال ص ۲۲) علامہ عبدالقادر جیلانی (در مختار)۔ الفرض یہ بعض مخصوص حالات کی  
 اتنی ہیں نہ اس کی عام اجازت نہ ہر شخص کو تو اہل چھوڑنے کی ترقیب۔

اور دیکھئے مصنف و حاکم اپنے اسی مسئلہ پر لکھتے ہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کے غسر  
 شیخ فضل حسین مرحوم قاضی کب علی خان دہلوی راسخو کے مشیروں میں سے تھے (حوالہ زائد)  
 قاضی کب علی خان اگر بزرگوں کے نہایت ممتاز اور قادر ماضی تھے۔ آپ کے مولانا عبدالقادر  
 صاحب سے بھی جو مولانا احمد رضا خان کے استاد تھے دستار فضیلت اپنے والد مرحوم سے لی  
 تھی اہل حیات کا تجربہ تھا کہ اعلیٰ حضرت سے جب شریعت کا حکم ملتا تو اگر بڑی عہد کے  
 بعد نشان کو درحکام قرار دیا فرماتے ہیں۔

ہندوستان بطور قتلہ و آوارگی ہے (احکام شریعت ۲- ص ۱۸۱) ترجمہ  
 اس کا کیا مطلب ہو اگر وہ اس کا رشتہ دار تھا اور وہ اس کا رشتہ دار تھا اور وہ اس کا مشیر  
 تھا اور وہ اس کا وفادار تھا کیا تیس سال پہلے برصغیر کے قدامت پسند مسلمان ہندو سکھ  
 جیسائی انگریزی حکومت کے ماتحت نہ تھے۔ ہاں پاکستان کے بعد مل جل جہاد سے لے کر آج  
 تک کے چھوٹے بڑے تمام لیڈر اور علماء انگریزی حکومت کے باشندے تھے کیا سب  
 انگریزوں کے وفادار ہو گئے اور وفادار تو وہی کہتے تھے گرجا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی  
 کی طرح چھ سو روپے ماہوار حاصل کر کے گاؤں میں ہر (مکاتلہ احمدیہ)۔ ۱۰۱



دارالاسلام کہے کہ اس وقت صرف نصف دھماکہ ہو رہی حالانکہ پھر سے ہونے لگی  
 و توفیق جو احکام شریعت ۲۔ ۱۵ اس کو الٹ دینے پھر سے ہیں کان کے پر دستہ کوئی کر  
 سن ہیں اور دوسریں کے شیش والے میٹک لگا کر پڑھ لیں۔ سیدنا حضرت قدس سرہ سے  
 ہندوستان کو دارالاسلام کہہ کر کوئی جرم نہیں کیا۔ مگر یہ جرم ہے کہ سورہ محمد المئی فرنگی میں  
 کھنڈ۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی محمد الحسن دہلوی مولوی محمد امجد الحسن دہلوی  
 مولوی اشرف علی صاحب تھانوی بھی اس سلسلہ میں حضرت کے شرک جرم ہیں۔ مختلف  
 دھماکہ کو سلوم ہونا چاہیے توئی کے ڈکے لک کا بکنا آپ کے مسلح علم سے کہ سولہ دھماکے آپ  
 کیا جاملے دارالغروب کے کہتے ہیں دارالاسلام کے اور کب دارالغروب ہوتا ہے کب دارالاسلام  
 ہ ایک مفصل بحث کو چاہتا ہے صرف حضرت ہی نہیں سورہ محمد المئی صاحب کھنڈی کام  
 یہی توئی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے فرماتے ہیں "حقاً قادم کہ ہندوستان کو درجہ  
 نصاریٰ اند دارالاسلام ہستہ ہے اگرچہ دارالاسلام کفر و جہاد ہی اند" مع هذا احکام  
 اسلام ہم خصوصاً اصول دارالاسلام جاری اند" (مجموع فتاویٰ جلد اول)  
 اکابر دیوبند کے مرئی ترم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کہتے ہیں ہندوستان  
 کے دارالغروب ہونے میں کلام اجل مختلف ہیں بعض بعض دارالغروب کہتے ہیں بعض دارالاسلام  
 اس میں بندہ فیصلہ نہیں کرتا "حفظ ہو فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳" و فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳  
 مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرس دیوبند حضرت رشید علیہ السلام پر کہتے ہیں  
 "ایک شخص نے مولانا محمد الحسن دہلوی سے پوچھا کہ ہندوستان دارالغروب ہے یا  
 دارالاسلام؟ مولانا محمد الحسن نے فرمایا کہ علامہ نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے  
 اس نے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے مولانا نے کہا میرے نزدیک وہ دونوں صحیح کہتے ہیں  
 مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی تذکیر الافغان میں ہندوستان کو  
 دارالاسلام قرار دیا ہے۔ تو پھر صرف الطہرات قدس سرہ پر اعتراض کیا سنی اہل  
 دھماکہ نے ہر بات کو حقیقت کے پرکھش پیش کیا دیوبندیوں و اہل یوں کی انگریز پرستی  
 مفصل لکھا جاسکتا ہے لیکن ہمیں اختصار دینی ہے۔

بدلی شریف میں انگریزی حکام خوفزدہ تھے

۲۱۔ جنوری ۱۸۵۷ء کے درمیان

میں جب دیگر مقامات کی دہشت تک نہیں پہنچی تو انگریزی حکام بہت خوفزدہ  
 ہوئے اور انہوں نے اپنے اہل و عیال کو احتیاط ۲۰۔ مئی ۱۸۵۷ء کو نین تال پہنچا دیا۔  
 کتاب مولانا محمد الحسن دہلوی ص ۵۵

انگریزی حکومت کے خلاف اپنا دست خلاف قانون

ایسے حالات میں جب  
 کہ متحدہ ہند کے مسلمان انگریزی حکومت کے خلاف اپنا دست اندازہ علم جہاد بلند کر رہے تھے  
 دیوبندی مولوی محمد الحسن دہلوی تقریباً کہنے لگے بریلی پہنچے سوانح لکھا کہ  
 ۲۲۔ مئی ۱۸۵۷ء کو نواز محمد کے بعد (دیوبندی) مولانا محمد الحسن صاحب  
 (دہلوی) نے بریلی کی مسجد نو عمر میں سنیوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا  
 کہ حکومت (برطانیہ) سے جہاد کرنا خلاف قانون ہے۔ اس تقریر نے بریلی  
 میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد الحسن دہلوی کے خلاف ہو گئے اگر کوئی  
 شہر شیخ والین کا نہیں تھا پر مولانا دہلوی (دہلوی) بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی  
 خطرہ پہنچا ہوتا تھا و کتاب سورہ محمد الحسن دہلوی ص ۵۵۔ ۵۶  
 "مولانا محمد الحسن بریلی سے آواز آئے حکیم سادات علی خاں رئیس اعظم آواز د  
 دارالاسلام ریاست رامپور کے صاحبزادے۔ حکیم ولایت علی صاحب کے پاس صبر سے  
 ہر وہاں سے راہبوں (افغان) ہر کہ نالود پہنچے" (ص ۵۵) اسی ریاست رامپور کے  
 صاحبزادے نے جس میں کے والد کو مصنف دھماکہ نے ص ۵۵ پر تقریر والے کے نہایت مستند  
 اور وفادار ساتھی لکھا ہے مولوی محمد الحسن دہلوی نے ان ہی کے پاس قیام کیا۔

دہلوی دیوبند مخالف سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق و معاون سرکار ہے

۲۱۔ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یکشنبہ یقیناً گرز کے ایک خیر محمد انگریز میں پام  
 نے اس حد سے (دیوبند) کو دکھایا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے ساتھ  
 کی چند سلیں دے دیں۔ یہ کام بڑے بڑے کارکنوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف  
 سے ہوتا ہے وہ یہاں (دہلوی دیوبند) میں کوئیوں میں ہو۔ اسے جو کام ہے سچ  
 ہزاروں روپیہ یا ان تھوڑے کر کے اسے وہاں اک۔ مولوی خالص دہلوی



۲۳۲  
 ہرگز ہے نہ در خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار محمد صادق سرکار ہے۔ و کتاب  
 محمد اصغر (توقی ص ۱۱۱)۔ آپ مصنف و حاکم خود جتائے کہ اگر تیرے پرست اور اگر  
 کا بیعت کوں تھا۔  
 یاد رہے کہ کتاب مولانا محمد اصغر (توقی) کا قاری ص ۱۱۱ پر سابق مضمون اعظم مدد  
 دیوید مثنوی محمد شفیع صاحب دیوبند نے لکھا ہے۔  
 مصنف و حاکم کے طرز استلال پر حیرت ہوتی ہے کوئی دانشور مصنف کی کیا ہفتائی  
 ہوتی دوسری مانی ہوتی ہیں ایسی باتیں نہیں کہ جانا۔ مصنف و حاکم کہتے ہیں اس وقت کے  
 سیاسی لیڈر آپ کو اگر یہ دیکھ لیں کہ طرز پر کھتے تھے۔ کاشیا واڑ کی تار بنی ایک کیشیل سسٹم  
 کاغذ پر جس میں شریعت اور مالی امور کو کرنے کو جن اتنی برتری ملتا ہے حرام قرار دیا تھا اس  
 میں سرپرست مولانا احمد رضا خان اور مولانا ابوالاعلیٰ شاہ صاحب کے دخل ثابت تھے  
 (دعویٰ ص ۱۱۱)۔ اس کے ثبوت میں حوالہ موجود ہی نہیں۔ بہر حال اس وقت کے مغربی  
 دورہ شکل و صورت کے اعتبار سے خود اگر تیرے پرست اگر تیری فری طرز تہذیب کے ولادت  
 سیاسی لیڈر جو ذہنی طور پر خود اگر تیرے غیبت کی غلطی میں مبتلا تھے کس سے  
 انصاف سے جیسے ماثق صادق اور شیعہ سنت شریعت پر گدگ پر اگر تیرے کی طرف داری کا  
 اصرار مانا کر سکتے ہیں کہ اگر تیری ہی قریب کی حقیقت ۱ مصنف و حاکم گواہی میں آیا تو  
 شکل و صورت کے اعتبار سے فری و مغربی تہذیب کے حامل ماسق و فاسق سیاسی لیڈر  
 کہ جن کی شہادت شرفا مغربی نہیں اور نہ وہ شرفی گواہی کے معیار پر عمل کرتے ہیں  
 مصنف و حاکم آگے چل کر کہتے ہیں "مولانا احمد رضا خان نے ہندوؤں کے ناموں  
 بزرگ شاہ آبدیل سے ۱۲۹۴ء میں بیعت کی آپ کو اسی سال خلافت ملی۔ آپ کے  
 علماء میں انوں صاحبزادے مولانا نعیم الدین مراد آبادی مولانا محمد السیوم صاحب یقی والد  
 شاہ احمد نورانی۔ مولانا امجد علی مصنف بہادر شریعت اور مولانا عبد الباقی گھنوی  
 تھے۔ مولانا عبد الباقی نے گھنوی میں خدام افریقہ کے نام سے جماعت قائم کی اور آل سوری  
 کی مخالفت میں نمایاں کام کیا۔ لوگ آپ کو ہر جہاں کہتے تھے۔ آپ آل سوری کی مخالفت  
 کرتے تھے کہ گاندھی کی حمایت میں بہت پیش پیش تھے۔ ہر جہاں سب سے زیادہ  
 کے اہل میں کہا کرتے تھے۔

۲۳۳  
 ہر جہاں میں حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں  
 گزشتہ خاک میں مگر آمدی کے ساتھ ہیں (سورج انصاف ص ۱۱۱)  
 یہ ہے اچانک صفائی اور کارگیری کی انتہا ایک دھڑکنے کے جگہ دھڑکنے کو ڈالنے  
 اور دھوکہ دینے کے لئے حوالہ کے طور پر مصنف لکھ دیا گویا ساری باتیں مٹا دیں جہاں  
 مصنف پر صرف ایک شعر ہے۔ نہ ہے کہ مولانا عبد الباقی انصاف کے خلیفے تھے۔  
 آل سوری کی مخالفت کا ذکر نہ کیا۔ اگر کوئی سب کچھ سوانح انصاف ص ۱۱۱ پر دیکھائے  
 تو ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کر سکتا ہے۔  
 مولانا مطلق عبد الباقی گھنوی صوفی رحمہ اللہ عزہ کی اولاد سے تھے ان کی مخالفت  
 کرنا تو مصنف و حاکم کے لئے نہ ہے لیکن آل سوری کی مخالفت حرام و گناہ ہے۔ یہ شبہ  
 مولانا ۱۱۱۱ میں کا گریس کے ہنوار ہے کہ گاندھی کی آمدی کی بیعت میں آگئے تھے لیکن  
 انصاف کا اصل مدد فری علیہ الرحمہ کے مولانا پر انہوں نے رجوع فرما کر ہاتھ دھوا پست  
 تو یہ نام بھی شائع کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہوا حیات مولانا قاسم صاحب  
 یہ بھی عجیب بات ہے کہ مصنف و حاکم کو مولانا فری علیہ الرحمہ کے خلاف برہنہ پاری سوانح  
 کا ذکر نہ کیا۔ شرفا مولانا فری علیہ الرحمہ کی گاندھی کی حمایت قریب ہے لیکن اکابر دیوبند مولوی  
 حسین احمد صاحب مدد سوری جہاں امیر شریعت دیوبند و عطاء اللہ بخاری صاحب (برکات  
 آزاد) کا گریس پرستی و گاندھیست قریب یا دور نہیں کیا مصنف و حاکم کو یاد نہیں کہ شاعر  
 مشرق و مغرب اقبال نے مولانا دیوبند حسین احمد صاحب کے متعلق کہا تھا ہے  
 ہم ہنوز لکھنا دیوبند ہیں ورنہ  
 دیوبند حسین احمد ہیں چہ بے یمن است  
 سرور بر سر سر کھٹ از وطن است  
 چہ زخیر مقام محمد مرزا است  
 بھٹنے برسوں خویش را کہ دین ہر دوست  
 اگر داؤد رسیدی تمام بے یمن است  
 اور بابائے مہانت مولوی حضرت علی نے کہا تھا ہے  
 حسین احمد کہتے ہیں حضرت دیوبند کے۔ کہ اگر آپ میں کیا ہو گئے حکم کے سوتی ہر  
 (اورنگ آباد)







کوئی فتویٰ دے سکتا ہے۔ ائمہ فہرست نے جو فتاویٰ دیئے انہیں عرب و عجم کے اکابر و فقہاء و محدثین کی تائید و حمایت حاصل ہے۔

مصنف و حاکم اپنے کتابچہ کی فہرست برصغیر کے لئے لکھتا ہے۔ آپ (امیر) نے وفات سے دو گھنٹے ستر منٹ پہلے ایک وصیت کی جس میں مدوہ کھانوں کی ایک عجیب فہرست ترتیب دی اور سنگت میں وفات پائی۔ صاحبزادہ عابد رضا خاں نے کار جنازہ برصغیر۔ آپ کو ایک گلی میں دفن کیا گیا جس دور دراز سے آنے والے کئی ہزار چول ڈالتے رہے۔ مصنف و حاکم کو معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ فہرست نے اسی فہرست میں جو کھانے کھوائے وہ محال و طیب ہیں اور وہ ذراغ معروہہ اور کچھ دھول سے بڑھ کر کچھ نہیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی مرغوب غذا تھی۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ بتائے اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے کہ جہت الاسلام صاحبزادہ عابد رضا خاں صاحب طراز رحمۃ نے جنازہ برصغیر۔ یا آپ کو خاں جگہ دفن کیا گیا۔ اور مصدقہ سے آج کے عقیقہ قند کئی ہزاروں تک پہنچا ڈالتے رہے۔

باقی رہا آپ کا یہ کہ جس طرح وہی فرقہ کے مرزائی مرزا غلام احمد کو جہاد تسلیم کرتے ہیں۔ بدیہی مذہب دلتے مولانا احمد رضا خاں کو جہاد مانتے ہیں۔ ایچ مصنف و حاکم کو معلوم ہوتا ہے کہ جہاد تو اکابر عجم و عرب و عجم اور دنیا بھر کے فقہاء و مشائخ کرام نے مانا ہے جہاد ماننا کوئی گناہ نہیں کوئی کفر نہیں البتہ کسی کو نبی و رسول ماننا و ان کی کفر ہے۔ اہل سنت نے لا الہ الا اللہ اشرف علی سجدی اللہ کی طرف سے کوئی کفر اور انتم صلی علی سیدنا و آلہ و صحابہ اشرف علی کل طرفہ کوئی مصدقہ گمانے اور پڑھنے کو متبع سنت ہونے کی دلیل قرار نہیں دیا۔ مصنف و حاکم نے یہ تو کچھ یاد رکھی ائمہ فہرست مولانا احمد رضا خاں صاحب طراز رحمۃ کو جہاد مانتے ہیں جس طرح لاہوری فرقہ کے مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو جہاد تسلیم کرتے ہیں لیکن مصنف و حاکم نے یہ نہ دیکھا کہ جہاد قادیانی فرقہ کے مرزائی مرزا غلام احمد کو نبی و رسول مانتے ہیں دیوبندی مذہب والہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو نبی و رسول مان کر انہیں متبع سنت قرار دیتے ہیں۔ غلام احمد (رحمہ اللہ) صاحب طراز رحمۃ (۱۳۳۶ھ ۱۳۵۵ھ)

مصنف و حاکم لکھتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب طراز رحمۃ کو اپنی مثالوں کی پیروی

اس طرح قاضی پر لکھتے کہ سونے کی حالت میں بدن حفظہ کی شکل اختیار کرے۔ آپ کے ایک مرتبہ الیوب علی صاحب بیان کرتے ہیں اس انداز سے امت سے ائمہ فہرست کی مرضی ماننا ہوگی کہ جسم پیشہ کی حالت میں شکل جہد اختیار کرے اور اگر بدع پر کار کرے تو ایک ایسی شکل بدع بنا کرے جو محبوب و پسندیدہ ہے۔ سوانح ائمہ فہرست میں ہے۔ انہوں نے کہ آپ کے جہاد سے آپ کو آخری نیکہ میں اس شکل پر دستہ دیا اور وفات کے بعد انہیں سیدھی گڑھی اور کچھ فرسٹے پر آپ کو قبر میں لٹا دیا۔ (و حاکم مصنف)

مصنف و حاکم کو کیا بتا بھی معلوم نہیں کہ سونا اور دھواں کرنا ایک بات نہیں اور دھواں کے بعد قبر میں لٹا سونے کے سنوں پر لکھے کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ اگر مصنف و حاکم کو یہ سب کچھ معلوم ہوتا تو انہیں مل بھی آتی کہ کون کونسا ہر حال ہم مصنف و حاکم سے ائمہ فہرست کے سپرد فتاویٰ دیکھیں گے۔

تھری و لٹری سے تو کچھ چھینا نہیں  
خود میں پیچھا رہتا پھر تھہ کو کب

مصنف و حاکم کی طراکات و لطایف کی روح ان الفاظ پر آکر نہیں جھلکتی ہے۔ آپ کی جہادیت اور کفریت سے امت کو کہاں تک فائدہ پہنچا اس سے اس صدی میں جس کے آپ جہاد سے کہاں تک دیکھیں جیسے اس کے لئے ہم آپ کے خلیفہ مولانا نعیم الرحمن مرزا کا نام لیتے ہیں۔ اس کے لئے لیجئے یہ لکھتے ہیں موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر جہاد میں اعلیٰ عہد کرتے تھے۔ ان میں وائسرائے میں حق اور غیرت اس کی جہاد تھی ان کا دھار بھی تھا۔ امتداد میں مذہب و ہیبت میں اقدار و شرف میں ان کے لئے کچھ نہ رہا ہے کچھ تھے (والعجب البیان مصنف) ایچ

مصنف و حاکم جہاد کے خلیفہ ائمہ فہرست مولانا قاضی مولانا نعیم الرحمن صاحب آبادی کے کوئی مس بات غلط فرمائی ان کا مقصد تو یہ ہے کہ موجودہ صدی سے قبل درسد دیوبند و قادیان مولوی محمد قاسم لاہوری۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی اشرف علی تھانوی پشاور کے رہتے تھے۔ تقویت الایمان محمد زکریا صاحب۔ براہین قاطعہ۔ حفظہ الایمان جیسے گمراہ کن کتابوں کا وجود تھا۔ اس صدی سے قبل کوئی مسلمان کہتے والا عالم اگر جہاد کا تذکرہ کرتا تو وہ کافر و کافر میں کا خلیفہ طراز تھا۔ ان اس صدی میں یہ سب کچھ ہے اس لئے یہ حالت



ہے صدر ان کے نقل پر رستہ کی شہادت میدا ان حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف نہیں انہوں نے  
 اعلیٰ القیاس میں امام اہل سنت مجدد دینی وقت اطہر حضرت رضی اللہ عنہ کو مورد الزام نہیں کیا  
 بلکہ ایک عام حقیقت بیان کی ہے۔ مصنف دھماکہ زور سے صبح بکھتا ہے اور سب سے نکل اٹھتا ہے  
 دوسروں کے سنا دھماکہ و مناظر کا باعث بننا ہے اور کون نہ ہو دھماکہ کا مقصد ہی دھماکہ ہے  
 خدا عزوجل کے ہر جاسے۔ خصوصاً نجدیت کی اس دہائے

### نقل کفر کفر نباشد

اصطلاح الجور فی الفتویٰ الرضویہ ص ۳۱ کی ایک عبارت ابتدائی الفاظ کا شکریہ نقل  
 کی ہے۔ "اس کا نام اس کے اختیار میں ہے پس تو جہاں رہے ایسے کو جس کا بیگناہ ہو  
 سرت و ملت۔ نقل جہاں قائم ہو۔ حق کو رہتا ہے سب کے ملنے ہے۔ کھانا پینا پیشاب  
 کرنا۔ ہاتھ دھونا۔ آجنا حرکت۔ نہت کی طرح کا کھٹ۔ جو قوس سے بھاگ کر نہ راضی جیسی  
 عیوب سے بھائی کا مرگب ہو۔ حق کو کھٹ کی طرح خود غفلت بنا کر کئی خیانت کئی نصرت  
 اس کی شان کے خلاف نہیں دیکھنے کا نہ۔ جوئے کا بیٹ۔ اور مروی اور مذہبی کی طاقتیں  
 دار کھیل سے شرنگا۔ اس کا کتاب ہے جو نہیں جو خدا کھیل ہے۔ بیوج و قدوس نہیں  
 خشن شکل ہے واکم کم ہے آپ کو جیسا کہ کہتا ہے۔ اور یہی نہیں اپنے آپ کو جہا  
 میں کہتا ہے ذرا بھی سکتا ہے۔ ذہم کھا کر لاگو نہ کر بدعتی مار کر خود کشی میں کر سکتا ہے  
 اس کے ہاں آپ خود دین سب ملنے ہے بلکہ ہاں آپ سے پیدا ہوا ہے۔ اور کئی طرح  
 پیتا اور مشیت ہے برہائی جو کہ ہے؟

اس عبارت کو مصنف دھماکنے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ گروہ اطہر حضرت امام  
 اہل سنت قدس سرہ کا عقیدہ ہے اسیدہ اطہر حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیامی روضہ  
 میں اس عبارت کی ابتداء پر فرمایا ہے۔ "وایہ کس کس کو خدا مانتے ہیں ایسے کو جس کا  
 علم حاصل کیلئے حاصل ہوتا ہے اس کا نام اس کے اختیار میں ہے پس تو جہاں رہے  
 مصنف دھماکہ پالی عبارت چٹ کر لگا اور یہی ترتیب سے اس عبارت کو نقل کیا کہ پڑھنے  
 والے کے گروہ مجدد اہل سنت کا ہے مان کر اطہر تھے صفات و اہل بیت کے خدا کے  
 شان فرماتے ہیں اور اس میں وہ ایک کلمہ بھی نہ لکھتے نقل فرماتے ہیں کہ مصنف دھماکہ

نے دھماکہ کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوٹ دیا ہے حتیٰ کہ ابتدائی الفاظ کو کاٹ دیا بہر حال حضرت  
 نے جو عقیدت کی ہے وہ دھماکہ کے خلاف نہیں دیا ہے ایسے کو خدا مانتے ہیں اور سب  
 بلکہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تحریکات الایمان کی ایک کتاب یک مرقی  
 ص ۱۳۱ سے لیا ہے۔ مولوی اسماعیل نے اس کا کلاب داری تھالی پر رد و رد میں قائم کی ہیں۔  
 ایک مرقہ معتزلہ سے لیکر کہ دلیل دینی جھوٹ نہ دے کہ اللہ کے کلمات سے کہتے ہیں  
 اس سے اس کی صحت کرتے ہیں اور صحت کال یہی ہے کہ کلاب پر قدرت جیتے ہوئے  
 برہم صفت اس کی آفتاب سے پہلے کہنے چھوٹے۔

دوسری دلیل یہ دینی کفر آدمی جھوٹ دے کہ خدا دلیل کے تو آدمی کی قدرت  
 خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔ ایک مذہبی ص ۵۵

اطہر حضرت علی المرتضیٰ نے مذکورہ نقل نفس اس مردود عقیدہ اور ملعون مخالف کی بنا پر  
 ارقام فرماتے ہیں کہ یہاں سے ایسے ہر مقام کی خدمت اور مردود ابطال مقصود ہے  
 کہ یہ دھماکہ ہے کہ انسان یا حیوان مذکورہ ہذا افعال قبیحہ پر قائم ہے تو اس کا مہر و بھی یہ  
 سب اہم کر کے تو خدا خدا تعالیٰ کے خلاف دھماکہ سے کہتے ہیں۔ جیسے نام اہل  
 سنت نے اپنی طرف سے معاذ اللہ خدا تعالیٰ پر کیا جتنا باوجود دھماکہ پر کوئی ہی  
 ان پر بیست و چالی جو شرافت انسانی کے نام پر دھماکہ انسانوں سے اور مستند ان  
 اہل کرامت آئی۔ اس بات کا تو اس بحث کی پہل سطر میں مصنف دھماکہ خود اترتے  
 کیا ہے کہتا ہے برہم کی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا نے شاہ اسماعیل شہید  
 کے ذمہ لگا کر تصور لگا دیا ہے۔ جبہ نصیر ہے تو ہر کچر و ذی ص ۱۵۷ دیکھ لیجئے  
 اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کا یہی مہر ہے یا نہیں اٹا دی مڑے مڑے سے لے کر  
 بات نہ جاننے کی بات تو اس کا مرکب تو خود مصنف دھماکہ ہی ہوا ہے۔ اصطلاح الجور  
 فی الفتویٰ الرضویہ کی برکیٹ بند کر لیا کہ عبارت کی پانچویں سطر میں "اور کھانا سل اور  
 شرنگا"۔ اب یاد دلا دے یا نہیں ہے؟ مصنف دھماکہ کے اپنے ہی الفاظ میں  
 انہوں نے اسماعیل (مصنف دھماکہ) نے اس باب میں ذات کبر یا جلی و ملا کا  
 بھی لکھا کہ وہ کہہ گئے ہیں جن کے ذکر سے زبان لرزتی اور تسلیم  
 کرتا ہے۔



## حرف آخر

ہم نے بنظر قضاے مصنف و محاک کی ایک ایک ضمانت اور  
 ہے ایمانی کا قسم توڑا اور جہاں لوگوں کا پروردگار چاہے۔ دھماکہ ایک بہت بڑا  
 دھماکہ اور اسی دور کا سب سے بڑا فزائو تھا۔ قاریوں کو کام سے ہم نے استغناء  
 کر بیٹھے گئے اور دھماکہ اور زیر نظر کتاب کے داخلی کا وراثت وادائی اور حقیقت  
 پسند سے موازنہ کریں۔ حوالہ ہات کی اصل کتابوں سے مطابقت کریں، مصنف  
 دھماکہ کے بڑے توڑ کی تھی خود بخود کھیں ہائے گی۔ ہمارے سینے سے کہ نہایت فرصت  
 دسرت کا طوبیہ تمام شکریہ کہ ہم نے اپنے رب تبارک تعالیٰ کے فضل  
 کرم اور اس کے محبوب نبی اکرم رسول مہترم نور مجسم سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 کی لائے حمایت اور سرور و محضرت مجدد اعظم و مہدی وقت تاجدار اہل سنت  
 مرزا محمد المصطفیٰ طار الامام احمد رضا کا فضل و برتری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے تم مبارک کی بیٹیک کے صدقہ میں دھماکہ کی ایک ایک بات ایک ایک بار  
 کا جواب دیا ہے۔ مصنف دھماکہ اور کوئی بھی مصنف مزاج قاری سے نہیں کہہ  
 سکتا کہ قضا ہات کا جواب رہ گیا ہے جبکہ مصنف دھماکہ نے اپنے ذہن  
 داخل میں دھماکہ کو مولانا رشید القادری مدظلہ کی مشہور و آفاق کتاب دارال  
 کا جواب دیا ہر کرنے کے باوجود اس کے داخلی اور حوالہ ہات کو پھر ایک ہی نہیں  
 ہم یہ کتاب اگرچہ دیوبند و نجد کو بطور خاص مہمور ہے مگر کوئی صاحب  
 اس کا جواب نہیں چاہے تو ہماری درخواست یہ ہوگی کہ جس طرح ہم نے ہر  
 بات کا مدلل و متحقق جواب دیا ہے اسی طرح ہماری مجدد معروضات کا مدلل  
 و متحقق جواب دیا جائے ہوئے عز و جہاں اس حقیر محنت کو قبول فرما کر مقبول  
 خاص و عام فرمائے۔ دُعا ہے کہ مسلمانان عالم رہبر و رہزن میں تمیز کریں اور  
 ایمان کی دولت و عین کی ثروت کی حفاظت کریں۔ اعداد و وجہ کی حیا دیوں مکار دیوں  
 سے اپنے ایمان کو بچائیں اور غارت ایمان و اسلام پر ہوں۔

لَسَّا سَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ سَيَدِيْشَا اَهْلَ الْاِيْمَانِ وَالْمُسْلِمِيْنَ  
 وَنَحْنُ لَسَّا اَهْلُ الْحَقِّ لِعَظِيْمِ الْمُنَّةِ سَيَدِيْشَا وَنَحْنُ

حبيب الكرم عليه افضل الصلوة والتسليم  
 من راد ليس الجنة محمد الله تعالى من سيدنا و  
 سيدنا محمد سيد الانس والجنّة وعلی المصطفی  
 واهله وحرزهم اجمعين والحمد لله رب العالمين

محمد حسن علی رضوی بریلوی

خادم مدرستہ فاضلہ النوار رضا اہل سنت

سیلی ضلع ملتان شریف



# مناظرۂ علم غیب

رویداد مناظرہ ادبی

ڈیرہ سوے زائد گستاخان رسول  
شیر بیشہ اہلسنت مناظر اسلام

مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے تابڑ توڑ حملوں کی تاب نہ لا کر راہ منار  
اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس تاریخی مواد کے  
علاوہ کتاب کے ابتداء میں مولانا موصوف کے  
حالات زندگی بھی لگا دیئے گئے ہیں۔

بہترین طباعت — حیدرآباد — صرف ۹ روپے

بے کاپہ، مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

## بلغتہ الحیران پر سر شری نظر

۱۔ شیخ مہاتما جی لانی کہنے والے مشرک ہیں۔ انہیں مشرک نہ  
کہے وہ بھی مشرک ہے۔

۲۔ حضور علیہ السلام کا معاذ اللہ وہ ہندی لگے سے بچاتے ہیں منور غیب

۳۔ قرآن پاک کے کفار کو فصاحت و بلاغت سے عاجز نہیں کیا اور

نہ ہی فصاحت و بلاغت کر لی کام ہے۔

۴۔ وہ حیلہ انہاب سے مراد مسجد اہل باقی مسخرین کا کذب ہے۔

۵۔ علی عہد من دون اللہ فطرت الطافرت۔

۶۔ بندہ کام کویتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہ علم پہلے نہیں ہوتا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روانہ

کرتے اسے ایمان و اقامت بھی کر دے۔

۸۔ حضور علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ

بہر حیات گزارنے کے نکاح کیا ہے۔

۹۔ کہ کوہان مردہ کو جو تالیف توحید حسین اللہ جا

مذکورہ کتاب کے صرف پندرہ سوے بڑی شکل سے دستیاب ہو گئی ہیں

فروقت ہو تو قریباً طلب فرمائیں۔

قیمت ۵ روپے

بے کاپہ، مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



## برائین قاطعہ پر سرسری نظر

- ۱۔ حضور علیہ السلام کو اگر کسی نے بھائی کہا تو کون سا نص کے خلاف کہہ دیا۔  
منہ نسبت
- ۲۔ حضور علیہ السلام کو اردو کا معلم (معاذ اللہ) ملنا۔ واجب ہے۔  
منہ نسبت
- ۳۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے (معاذ اللہ) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔  
منہ نسبت
- ۴۔ شیطان اور ملک الموت کا علم نص سے ثابت ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے کوئی نص نہیں۔  
منہ نسبت
- ۵۔ آپ ملک الموت سے افضل ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ علم آپ کا اس کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔  
منہ نسبت
- ۶۔ پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کہیا کی ولادت ہر سال کرتے ہیں۔  
منہ نسبت
- ۷۔ بلکہ یہ لوگ (میں) دیکھنے والے، اس قوم (کفار) سے بڑھ کر ہوتے۔  
منہ نسبت

کتاب مذکورہ کے حرف چننے بڑی مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں۔ ضرورت من معرات تو نا طلب فرمائیں۔

قیمت ۲۱ روپے

بے کاپہ، مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ۔ سائینوال

## عرف الجاوی (فارسی) جس میں مسند جعفری جہاد است موجود ہیں

- ۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۲۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۳۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۴۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۵۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۶۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۷۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۸۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۰۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۱۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۲۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۳۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۴۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۵۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۶۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۷۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۸۔ عرف الجاوی مسند
- ۹۹۔ عرف الجاوی مسند
- ۱۰۰۔ عرف الجاوی مسند

۱۔ کتاب کے حرف چننے بڑی مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں۔ ضرورت من معرات تو نا طلب فرمائیں۔

قیمت ۲۱ روپے

بے کاپہ، مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ۔ سائینوال



